اسلامی زندگی
حکیم الامت شیخ التفسیر مفتی احمد یار نعیمی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العٰلمین ط والعاقبة للمتقین ط والصلوٰة والسلام علیٰ من کان نبیا

وادم بین المآء والطین ط وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین الی یوم الدین ط

مسلمانوں کی بیماریاں اور اُن کا علاج

آج کون سا دَرد رکھنے والا دِل ہے جو مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ان کی موجودہ ذِلت وخواری اور ناداری پر نہ دُکھتا ہو اور کونسی آنکھ ہے جو ان کی غربت مفلسی، بے روزگاری پر آنسو نہ بہاتی ہو، حکومت ان سے چھنی، دولت سے محروم ہوئے، عزت ووقار ان کا ختم ہو چکا زمانہ کی ہر مصیبت کا شکار مسلمان بن رہے ہیں۔ان حالات کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر دوستو فقط رونے اور دل دُکھانے سے کام نہیں چلتا بلکہ ضروری ہے کہ اس کے علاج پر خود مسلمان قوم غور کرے علاج کیلئے چند چیزیں سوچنا چاہئیں۔

اوّل یہ کہ اصل بیماری کیا ہے **دوسرے** یہ کہ اس بیماری کی وجہ کیا؟ کیوں مرض پیدا ہوا؟ **تیسرے** یہ کہ اس کا علاج کیا ہے **چوتھے** یہ کہ اس علاج میں پرہیز کیا ہے۔اگر ان چار باتوں کو غور کر کے معلوم کرلیا گیا تو سمجھو کہ علاج آسان ہے۔اس سے پہلے بہت سے لیڈران قوم اور پیشوایان ملک نے بہت غور کئے اور طرح طرح کے علاج سوچے۔کسی نے سوچا کہ مسلمانوں کا علاج صرف دولت ہے۔مال کماؤ ترقی ہو جائے گی۔کسی نے کہا اس کا علاج عزت ہے۔کونسل کے منبر بنو آرام ہو جائیگا۔کسی نے کہا کہ تمام بیماریوں کا علاج صرف بیلچہ ہے۔بیلچہ اُٹھاؤ بیڑا پار ہو جائیگا۔ان سب نادان طبیبوں نے کچھ روز بہت شور مچایا مگر مرض بڑھنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ان کی مثال اس نادان ماں کی سی ہے جس کا بچہ پیٹ کے دَرد سے روتا ہے اور وہ خاموش کرانے کیلئے اس کے منہ میں دودھ دیتی ہے جس سے بچہ کچھ دیر کیلئے بہل جاتا ہے مگر پھر اور بھی زیادہ بیمار ہو جاتا ہے کیونکہ ضرورت تو اسکی تھی کہ بچہ کو مسہل دے کر اس کا معدہ صاف کیا جائے۔اسی طرح میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج تک کسی لیڈر معالج نے اصل مرض نہ پہچانا اور صحیح علاج اختیار نہ کیا اور جس اللہ کے بندے نے مسلمانوں کو ان کا صحیح علاج بتایا تو مسلم قوم نے اس کا مذاق اُڑایا اس پر آوازیں کسے زبان طعن دراز کی غرضکہ صحیح طبیبوں کی آواز پر کان نہ دھرا ہم اس کے متعلق عرض کرنے سے پہلے ایک حکایت عرض کرتے ہیں۔

حکایت-۱

ایک بوڑھا کسی حکیم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ حکیم صاحب! میری نگاہ موٹی ہوگئی ہے حکیم نے کہا بڑھاپے کی وجہ سے بوڑھا بولا کمر میں درد بھی رہتا ہے حکیم نے جواب دیا بڑھاپے کی وجہ سے بڈھے نے کہا چلنے میں سانس بھی پھول جاتا ہے جواب ملا کہ بڑھاپے کی وجہ سے بڈھا بولا حافظہ بھی خراب ہوگیا کوئی بات یاد نہیں رہتی طبیب نے کہا بڑھاپے کی وجہ سے بڈھے کو غصہ آگیا اور بولا کہ اے بیوقوف حکیم! تو نے ساری حکمت میں بڑھاپے کے سوا کچھ نہیں پڑھا۔ حکیم نے کہا کہ بڈھے میاں! آپ کو جو مجھ بے قصور پر بلاوجہ غصہ آگیا یہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔

بعینہٖ آج ہمارا بھی یہی حال ہے مسلمانوں کی بادشاہت گئی، عزت گئی، دولت گئی، وقار گیا، صرف ایک وجہ سے وہ یہ کہ ہم نے شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی چھوڑ دی۔ ہماری زندگی اسلامی نہ رہی، ہمیں خدا کا خوف، نبی کا شرم، آخرت کا ڈر نہ رہا۔ یہ تمام نحوستیں صرف اسی لئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

دن لہو میں کھونا تجھے شب نیند بھر سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مسجدیں ہماری ویران، مسلمانوں سے سینما و تماشے آباد ہر قسم کے عیوب مسلمانوں میں موجود۔ ہندوانی رسمیں ہم میں قائم پھر ہم کس طرح عزت پاسکتے ہیں۔ محمد علی جوہر نے خوب کہا ہے ؎

بلبل و گل گئے گئے لیکن!
ہم کو غم ہے چمن کے جانے کا

دنیاوی تمام ترقیاں بلبلیں تھیں اور دولت ایمان چمن۔ اگر چمن آباد ہے ہزار ہا بلبلیں پھر آجائیں گی مگر جب چمن ہی اُجڑ گیا تو اب بلبلوں کے آنے کی کیا اُمید ہے۔ مسلمانوں کی اصل بیماری تو شریعتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑنا ہے۔ اب اسکی وجہ سے اور بہت سی بیماریاں پیدا ہوگئیں۔ مسلمانوں کی صدہا بیماریاں تین قسم میں منحصر ہیں۔ اوّل روزانہ نئے نئے مذہبوں کی پیداوار اور ہر آواز پر مسلمانوں کی آنکھیں بند کرکے چل پڑنا۔ دوسرے مسلمانوں کی خانہ جنگیاں اور مقدمہ بازیاں اور آپس کی عداوتیں۔ تیسرے ہمارے جاہل باپ داداؤں کی ایجاد کی ہوئی خلافِ شرع یا فضول رسمیں۔ ان تین قسم کی بیماریوں نے مسلمانوں کو تباہ کر ڈالا برباد کردیا، گھر سے بے گھر بنایا، مقروض کردیا۔ غرضیکہ ذِلت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔

پہلی بیماری کا علاج صرف یہ ہے کہ مسلمان ایک بات خوب یاد رکھیں وہ یہ کہ کپڑا نیا پہنو، مکان نیا بناؤ، غذائیں نئی نئی کھاؤ، ہر دنیاوی کام نئے نئے کرو مگر دین وہی تیرہ سو برس والا پرانا اختیار کرو۔ ہمارا نبی پرانا دین پرانا قرآن پرانا کعبہ پرانا خدا تعالیٰ پرانا (قدیم) ہم اس پرانی لکیر کے فقیر ہیں یہ کلمات وہ ہیں جو اکثر حضرت قبلہ عالم پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب مرحوم و مغفور پیر طریقت علی پوری فرمایا کرتے تھے اور اس کا پرہیز یہ ہے کہ ہر بد مذہب کی صحبت سے بچو۔ اس مولوی کے پاس بیٹھو جس کے پاس بیٹھنے سے حضور علیہ السلام کا عشق اور اتباع شریعت کا جذبہ پیدا ہو۔

دوسری بیماری کا علاج یہ ہے کہ اکثر فتنہ و فساد کی جڑ دو چیزیں ہیں۔ ایک غصہ اور اپنی بڑائی، دوسرے حقوق شرعیہ سے غفلت۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں سب سے اونچا ہوں اور سب میرے حقوق ادا کریں مگر میں کسی کا حق ادا نہ کروں اگر ہماری طبیعت میں سے خودی نکل جائے۔ عاجزی اور تواضع پیدا ہو ہم میں سے ہر شخص دوسرے کے حقوق کا خیال رکھے تو اِن شاءَ اللہ کبھی جنگ و جدال اور مقدمہ بازی کی نوبت ہی نہ آوے۔ فقیر کی یہ تھوڑی سی گفتگو اِن شاءَ اللہ بہت نفع دے گی بشرطیکہ اس پر عمل کیا جائے۔

تیسری بیماری وہ ہے جس کے علاج کیلئے یہ کتاب لکھی جارہی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں بچہ کی پیدائش سے لیکر مرنے تک مختلف موقعوں پر ایسی تباہ کن رسمیں جاری ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کردی ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ان کے مرنے جینے شادی بیاہ کی رسموں کی بدولت صدہا مسلمانوں کی جائیدادیں مکانات دکانیں ہندوؤں کے پاس سودی قرضے میں چلی گئیں اور بہت سے اعلیٰ خاندان کے لوگ آج کرایہ کے مکانوں میں گزر کر رہے ہیں اور ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔ ایک نہایت شریف خاندانی رئیس نے اپنے باپ کے چالیسویں کی روٹی کیلئے ایک ہندو سے چار سو روپے قرض لئے جس سے ستائیس سو روپے دے چکے ہیں اور پندرہ سو اور باقی تھے ان کی جائیداد بھی قریباً ختم ہو چکی۔ اب وہ زندہ ہیں۔ صاحبِ اولاد ہیں فاقہ سے گزر کر رہے ہیں اپنی قوم کی اس مصیبت کو دیکھ کر میرا دل بھر آیا۔ طبیعت میں جوش پیدا ہوا کہ کچھ خدمت کروں۔ روشنائی کے چند قطرے حقیقت میں میرے آنسوؤں کے قطرے ہیں خدا کرے کہ اس سے قوم کی اِصلاح ہو جائے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ بہت سے لوگ ان شادی بیاہ کی رسموں سے بیزار تو ہیں مگر برادری کے طعنوں اور اپنی ناک کٹنے کے خوف سے جس طرح ہوسکتا ہے قرض ادھار لے کر ان جہالت کی رسموں کو پورا کرتے ہیں۔ کوئی ایسا مرد میدان نہیں بنتا جو بلا خوف ہر ایک کے طعنے برداشت کر کے تمام رسموں پر لات مار دے اور سنت کو زِندہ کر کے دکھا دے۔ جو شخص سنت مؤکدہ کو زندہ کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے کیونکہ شہید تو ایک دفعہ تلوار کا زخم کھا کر مرجاتا ہے مگر یہ اللہ کا بندہ عمر بھر لوگوں کی زبانوں کے زخم کھاتا رہتا ہے۔

واضح رہے کہ مروجہ رسمیں دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ جو شرعاً ناجائز ہیں، دوسری وہ جو تباہ کن ہیں اور بہت دفعہ ان کے پورا کرنے کیلئے مسلمان سودی قرض لیتے ہیں اور سود دینا بھی حرام ہے اور لینا بھی۔ اس لئے یہ رسمیں حرام کام کا ذریعہ ہیں۔ اس رسالہ میں دونوں قسم کی رسموں کا ذکر کیا جائے گا اور بیان کا طریقہ یہ ہوگا کہ اس رسالے کے علیحدہ علیحدہ باب ہوں گے یعنی پیدائش کی رسموں کا ایک باب پھر بیاہ شادی کی رسموں کا ایک باب پھر موت کی رسموں کا علیحدہ باب وغیرہ وغیرہ۔ ہر رسم کے متعلق تین باتیں عرض کی جاویں گی۔ اوّل تو مروجہ رسم اور پھر اس کی خرابیاں پھر اس کا مسنون اور جائز طریقہ۔

اس کتاب کا نام اسلامی زندگی رکھتا ہوں اور ربّ کریم کے کرم سے اُمید ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس کو اسم با مسمّٰی بنائے اور قبول فرما کر مسلمانوں کو اس عمل کی توفیق دے میرے لئے اس کو توشۂ آخرت اور صدقۂ جاریہ بنادے۔

آمین آمین یاربّ العالمین بجاہِ رسولک الرؤف الرحیم واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

ناچیز احمد یار خاں نعیمی اوجھانوی بدایونی

دوم صفر المظفر یوم جمعہ مبارک ۱۳۶۳ھ

بچہ کی پیدائش

مروجہ رسمیں

بچہ کی پیدائش کے موقع پر مختلف ملکوں میں مختلف رسمیں ہیں مگر چند رسمیں ایسی ہیں جو تقریباً کسی قدر فرق سے ہر جگہ پائی جاتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) لڑکا پیدا ہونے پر عام طور پر زیادہ خوشی کی جاتی ہے اور اگر لڑکی پیدا ہو تو بعض لوگ بجائے خوشی کے رنج وغم محسوس کرتے ہیں۔

(۲) پہلے بچہ پر زیادہ خوشی کی جاتی ہے پھر اور بچوں پر خوشی منائی تو جاتی ہے مگر کم۔

(۳) لڑکا پیدا ہو تو پیدائش کے چھ روز تک عورتیں مل کر ڈھول بجاتی ہیں۔

(٤) پیدائش کے دن لڈو یا کوئی مٹھائی اہل قرابت میں تقسیم ہوتی ہے۔

(۵) اس دن میراثی ڈوم دوسرے گانے بجانے والے گھر گھیر لیتے ہیں اور بیہودہ گانے گا کر اِنعام کے خواستگار ہوتے ہیں۔ منہ مانگی چیز لے کر جاتے ہیں۔

(٦) بہن بہنوئی وغیرہ کو جوڑے روپیہ وغیرہ بہت سی رسموں کے ماتحت دیئے جاتے ہیں۔ لٹ دھلائی، گوند بنوائی وغیرہ۔

(۷) دلہن کے ماں باپ بھائی کی طرف سے چھوچھک آنا ضروری ہوتا ہے جس میں کہ دلہا دلہن ساس سسر، نند، نندوائی حتیٰ کہ گھر کے بہشتی بھنگی کیلئے بھی کپڑوں کے جوڑے نقدی اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو بچی کیلئے چھوٹا چھوٹا زیور ہونا ضروری ہے غرضکہ میکہ وسسرال کا دیوالیہ ہو جاتا ہے۔

(۸) مالن اور بھٹیاری گھر کے دروازے پر پتوں کا سہرا یا کاغذ کے پھول باندھتی ہیں جس کے معاوضہ میں ایک جوڑا اور روپیہ کم از کم وصول کرتی ہیں۔

رسوم کی خرابیاں

لڑکی پیدا ہونے سے رنج کرنا کفار کا طریقہ ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے: واذ بشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھہ مسودا وھو کظیم بلکہ حق یہ ہے کہ جس عورت کے پہلے لڑکی پیدا ہو، وہ ربّ تعالٰی کے فضل سے خوش نصیب ہے کیونکہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دولت خانہ میں اوّل دختر ہی پیدا ہوئی تو گویا ربّ تعالٰی نے سنتِ نبی عطا فرمادی۔ جوان لڑکیوں کا گانا بجانا حرام ہے کیونکہ عورت کی آواز کا بھی نامحرموں سے پردہ ہونا ضروری ہے اگر عورت نماز پڑھ رہی ہو اور کوئی آگے سے گزرنا چاہے تو یہ عورت سبحان اللہ کہہ کر اس کو اِطلاع نہ دے بلکہ تالی سے خبر دے جب آواز کی اس قدر پردہ داری ہے تو یہ مروجہ گانے اور باجے کا کیا پوچھنا۔ فرزند کی پیدائش کی خوشی میں نوافل پڑھنا اور صدقہ خیرات کرنا کارِ ثواب ہے مگر برادری کے ڈر ناک کٹنے کے خوف سے مٹھائی تقسیم کرنا بالکل بے فائدہ ہے اور اگر سودی قرضہ لے کر یہ کام کئے تو آخرت کا گناہ بھی ہے۔ اسلیئے اس رسم کو بند کرنا چاہیے۔ ڈوم میراثی لوگوں کو دینا ہرگز جائز نہیں کیونکہ ان کہ ہمدردی کرنا دراصل ان کو گناہ پر دلیر کرنا ہے۔ اگر ان موقعوں پر ان کو کچھ نہ ملے تو یہ تمام لوگ ان حرام پیشوں کو چھوڑ کر حلال کمائی حاصل کریں۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ یہ زنانے (خنثٰی) ڈوم میراثی، رنڈیاں صرف مسلمان قوم ہی میں ہیں۔ عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ اور پارسی قوموں میں یہ لوگ نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں میں خرافات رسمیں زیادہ ہیں اور ان لوگوں کی انہی رسموں کی وجہ سے پرورش ہوتی ہے اور دیگر قوموں میں نہ یہ رسمیں ہیں، نہ اس قسم کے لوگ اور یقیناً ایسی پیشہ ور قومیں مسلم قوم کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں۔ خدا کرے یہ لوگ حلال روزی کما کر گزارہ کریں۔ بہن بہنوئی یا دیگر اہل قرابت کی خدمت کرنا بے شک کارِ ثواب ہے مگر جب کہ اللہ و رسول علیہ السلام کو خوش کرنے کیلیئے کی جائے اگر دنیا کے نام و نمود اور دِکھلاوے کیلیئے یہ خدمتیں ہوں تو بالکل بیکار ہے دکھلاوے کی نماز بھی بے فائدہ ہوتی ہے اور اس موقعہ پر کسی کی نیت رضائے الٰہی نہیں ہوتی محض رسم کی پابندی اور دکھلاوے کیلیئے سب کچھ ہوتا ہے ورنہ کیا ضرورت ہے کہ چھوچھک کے آگے باجہ بھی ہو دنیا کو بھی جمع کیا جائے پھر مالدار آدمی اس خرچ کو برداشت کرلیتا ہے مگر غریب مسلمان ان رسموں کو پورا کرنے کیلیئے یا تو سودی قرض لیتا ہے یا گھر رہن کرتا ہے۔ لٰہذا ان تمام مصارف کو بند کرنا نہایت ضروری ہے ہزارہا موقعوں پر اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو اسلیئے دو کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے مگر ان رسموں کا مٹادو۔ زکام روکو تا کہ بخار جائے۔ آج یہ حالت ہے کہ اگر بچہ پیدا ہونے پر دلہن کے میکے سے یہ رسمیں پوری نہ کی جاویں تو ساس و نند کے طعنوں سے لڑکی کی زندگی وہاں مشکل ہوجاتی ہے اور ادھر خانہ جنگی شروع ہوجاتی ہے اگر یہ رسمیں مٹ جائیں تو ان لڑائیوں کا دروازہ ہی بند ہوجائے۔

بچہ کے پیدا ہونے پر یہ کام کرنے چاہئیں۔ بچہ پیدا ہوتے ہی غسل دیا جائے۔ نال کاٹا جائے اور جس قدر جلدی ہو سکے اسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے خواہ گھر کا کوئی آدمی ہی اذان اور تکبیر کہہ دے یا مسجد کا مؤذن یا امام کہے اور اگر اذان کہنے پر خیرات وصدقہ کی نیت سے ان کی کوئی خدمت کردی جاوے تو بہت اچھا ہے کیونکہ یہ حق تعالٰی کا شکریہ ہے پھر یہ کوشش کی جاوے کہ بچہ کو پہلی گھٹی (گڑتی) کوئی نیک آدمی دے کیونکہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ بچہ میں پہلی گھٹی دینے والے کا اثر آتا ہے اوراس کی سی عادات پیدا ہوتی ہیں بلکہ سنت تو یہ ہے کہ بچہ کی تحنیک کردی جائے تحنیک اسے کہتے ہیں کہ کوئی نیک آدمی اپنے منہ میں کھجور یا خرمہ چبا کر اپنی زبان سے بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے جو غذا پہنچے وہ خرمہ ہو اور کسی بزرگ کے منہ کا لعاب صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اپنے بچوں کی تحنیک کرایا کرتے تھے۔ دائی کی اُجرت مقرر ہونی چاہئے جو اس کام کے بعد دے دی جائے اگر فرزند کی خوشی میں میلاد شریف یا فاتحہ بزرگان کردی جاوے تو بہت اچھا ہے اس کے سوا تمام رسومات بند کردی جائیں۔ چھوچھک وبھات کو مٹانا سخت ضروری ہے۔

عقیقہ اور ختنہ کی مروجہ رسمیں

عام طور پر عقیقہ اور ختنہ کے موقع پر یہ رسمیں ہوتی ہیں بہت سی جگہ عقیقہ کرتے ہی نہیں بلکہ چھٹی کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ بچہ کی پیدائش کے چھٹے دِن رات کے وقت عورتیں جمع ہو کر مل کر گاتی بجاتی ہیں پھر زچہ کو کوٹھڑی سے باہر لا کر تارے دکھا کر گاتی ہیں پھر میٹھے چاول تقسیم کئے جاتے ہیں گیت نہایت بیہودہ گائے جاتے ہیں یہ رسم خالص ہندوانی ہے اور جو لوگ عقیقہ کرتے بھی ہیں تو وہ اپنی برادری کے لحاظ سے جانور ذبح کرتے ہیں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ بڑی برادری والے لوگ چھ سات جانور ذبح کر کے تمام گوشت برادری میں تقسیم کر دیتے ہیں یا پر تکلف کھانا پکا کر عام دعوت کرتے ہیں اور یہ بھی مشہور ہے کہ دلہن کا پہلا بچہ میکے میں پیدا ہو اور عقیقہ وغیرہ کا سارا خرچہ دلہن کے ماں باپ کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو سخت بدنامی ہوتی ہے۔ جب ختنہ کا وقت آتا تو ایسی رسمیں ہوتی ہیں خدا کی پناہ! ختنہ سے پہلے رات جگراتا ہوتا ہے۔ جسے خدائی رات کہتے ہیں جس میں سب عورتیں جمع ہو کر رات بھر گانا گاتی ہیں اور گھر والے گلگلے پکاتے ہیں پھر فجر کے وقت جوان لڑکیاں اور عورتیں گاتی ہوئی مسجد کو جاتی ہیں وہاں جا کر ان گلگلوں سے طاق بھرتی ہیں یعنی گھی کا چراغ اور یہ گلگلے کچھ پیسے طاق میں رکھ کر گاتی ہوئی واپس آتی ہیں۔ یہ رسم بعض جگہ شادی پر بھی ہوتی ہے اور یہ رسم یوپی کی بعض قوموں میں زیادہ ہے مگر ختنہ کے وقت اس کا ہونا ضروری ہے جب ختنہ کا وقت آیا تو قرابت دار جمع ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں ختنہ ہوتا ہے نائی ختنہ کر کے اپنی کٹوری رکھ دیتا ہے جس میں ہر شخص ایک ایک دو دو یا چار آنہ آٹھ آنے ڈالتا ہے سب مل کر غربا کے یہاں تو پندرہ بیس روپے ہو جاتے ہیں مگر امیروں کے گھر سو دو سو ڈھائی سو روپیہ بنتا ہے پھر بچہ کے والد کی طرف سے برادری کی روٹی ہوتی ہے اور بچہ کے والد اپنی بہنوں بہنوئی و دیگر اہل قرابت کو کپڑوں کے جوڑے دیتا ہے، ادھر بچے کے نانا ماموں کی طرف سے نقدی، روپیہ کپڑوں کے جوڑے لانا ضروری ہوتا ہے۔ اہل قرابت جو نائی کی کٹوری میں پیسے روپے ڈالتے ہیں وہ نیوتا کہلاتا ہے یہ درحقیقت بچے کے والد پر قرض کی طرح ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کے گھر ختنہ ہو تو یہ بھی اس کے گھر نقدی دے۔

ان رسوم کی خرابیاں

چھٹی کرنا خالص ہندوؤں کی رسم ہے جو کہ انہوں نے عقیقہ کے مقابلہ میں ایجاد کی ہے۔ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ عورتوں کا گانا بجانا حرام ہے اسی طرح بچہ کو تارے دِکھانا محض لغویات ہے پھر گانے والیوں کو میٹھے چاول کھلانا حرام کام کا بدلہ ہے لہٰذا یہ چھٹی کی رسم بالکل بند کردینا ضروری ہے۔عقیقہ اور ختنہ میں اس قدر خرچہ کرانے کا یہ اثر پڑے گا کہ لوگ خرچہ کے خوف سے یہ سنت ہی چھوڑ دیں گے۔عقیقہ اور ختنہ کرنا سنت ہے اور سنت عبادت ہے۔عبادت کو اسی طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اپنی طرف سے اس میں رسمیں داخل کرنا لغو ہے نماز پڑھنا زکوۃ دینا حج کرنا عبادت ہے اب اگر کوئی شخص نماز کو گاتا بجاتا ہوا جاوے اور زکوہ دیتے وقت برادری کی روٹی کو ضروری سمجھے تو یہ محض بیہودہ بات ہے۔میں نے ایک نوجوان شخص کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرا ختنہ نہیں ہوا۔میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے باپ کے پاس برادری کی روٹی کرنے کیلئے روپیہ نہ تھا اسلئے میرا ختنہ نہ ہوا۔دیکھا ان رسموں کی پابندیوں میں یہ خرابی ہے۔بچے کا خرچہ باپ کے ذِمہ ہے اسکا عقیقہ اور ختنہ باپ کرے یہ پابندی لگا دینا کہ پہلے بچہ کا ختنہ نانا ماموں کریں اسلامی قاعدے کے خلاف ہے اسی طرح برادری کی روٹی اور نائی کو اس قدر چندہ کر کے دینا سخت بری رسم ہے اس کو بند کردینا چاہئے۔نیوتا بھی بہت بُری رسم ہے جو غالباً دوسری قوموں سے ہم نے سیکھی ہے اس میں خرابی یہ ہے کہ یہ جھگڑے اور لڑائی کی جڑ ہے وہ اسطرح کہ فرض کرو کہ ہم نے کسی کے گھر چار موقعوں پر دو دو روپے دیئے ہیں تو ہم بھی حساب لگاتے رہتے ہیں اور وہ بھی جس کو یہ روپیہ پہنچا۔اب ہمارے گھر کوئی خوشی کا موقع آیا ہم نے اس کو بلایا تو ہماری پوری نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص کم از کم دس روپے ہمارے گھر دے تا کہ آٹھ روپے وہ ادا ہو جائیں اور دو روپے ہم پر چڑ جائیں۔ ادھر اس کو بھی یہ ہی خیال ہے کہ اگر میرے پاس اتنی رقم ہو تو میں وہاں دعوت کھانے جاؤں ورنہ نہ جاؤں۔اب اگر اس کے پاس اس وقت روپیہ نہیں تو وہ شرمندگی کی وجہ سے آتا ہی نہیں اور اگر آیا تو دو چار روپے دے گیا۔بہرحال ادھر سے شکایت پیدا ہوئی، طعنے بازیاں ہوئیں، دل بگڑے بعض لوگ تو قرض لے کر نیوتا ادا کرتے ہیں۔بولو! یہ خوشی ہے یا اعلانِ جنگ۔لوگ کہتے ہیں کہ نیوتا سے ایک شخص کی وقتی مدد ہو جاتی ہے۔اس لئے یہ رسم اچھی ہے مگر دوستو! مدد تو ہو جاتی ہے لیکن دل کیسے برے ہوتے ہیں اور روپیہ کس طرح پھنس جاتا ہے۔نہ معلوم یہ رسم کب سے شروع ہوئی، باہمی امداد کرنا اور بات ہے۔لیکن یہ باہمی امداد نہیں۔ اگر باہمی امداد ہوتی تو پھر بدلہ کا تقاضا کیسا؟ لہٰذا یہ نیوتا کی رسم بالکل بند ہونی چاہئے۔ہاں اگر قرابت دار کو بطور مدد کچھ دیا جاوے اور اسکے بدلہ کی توقع نہ رکھی جائے تو واقعی مدد ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے اور قرض سے محبت ٹوٹتی ہے۔ اب نیوتا بیہودہ قرض ہو گیا ہے۔

نوٹ ضروری......عقیقہ، ختنہ، شادی، موت ہر وقت ہی نیوتا کی رسم جاری ہے یہ بالکل بند ہونی چاہئے۔

عقیقہ اور ختنہ کے اسلامی طریقے

طریقہ سنت یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ ہو اور اگر نہ ہو سکے تو پندرہویں دن یا اکیسویں روز یعنی پیدائش کے دن سے ایک دن بیشتر اگر جمعہ کو بچہ پیدا ہوا تو جب بھی عقیقہ جمعرات کو ہو عقیقہ کا حکم یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ایک سال کی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ایک سال کی ذبح کردی جائے۔ عقیقہ کے جانور کی سری نائی کو اور ران دائی کو دی جائے اگر یہ دونوں مسلمان ہوں۔ گوشت کے تین حصے کردیئے جائیں۔ ایک حصہ فقراء کو خیرات کردیا جائے، دوسرا حصہ اہل قرابت میں تقسیم ہو، تیسرا حصہ اپنے گھر میں کھایا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں توڑی نہ جائیں بلکہ جوڑوں سے علیحدہ کردی جائیں اور گوشت وغیرہ کھا کر ہڈیاں دفن کردی جائیں۔ ساتویں روز ہی بچہ کا نام بھی رکھا جائے۔ سب سے بہتر ہے **محمد** مگر جن کا نام محمد ہو اس کو بگاڑ کر نہ پکارا جائے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن اور انبیاء کرام وصحابہ کرام کے نام پر نام رکھنا بھی اچھا ہے۔ عیسیٰ، موسیٰ، ابراہیم، اسمٰعیل، عباس، عمر وغیرہ اور بے معنی نام نہ رکھے جائیں۔ جیسے بدھو، جمعراتی، خیراتی وغیرہ اسی طرح جن ناموں میں فخر ظاہر ہوتا ہو نہ رکھے جائیں۔ جیسے شاہجان، نواب راجہ، بادشاہ وغیرہ۔ لڑکیوں کے نام قمرالنساء، جہاں آرا بیگم وغیرہ نہ رکھو بلکہ ان کے نام فاطمہ، آمنہ، عائشہ، مریم، زینت، کلثوم وغیرہ رکھو۔ عقیقہ کے وقت جب جانور ذبح ہو تب بچہ کے بال بھی منڈوا دیئے جائیں اور بالوں کو چاندی سے وزن کرکے خیرات کردی جائے اور سر پر زعفران بھگو کر مل دیا جائے۔ یہ جو مشہور ہے کہ بچہ کے ماں باپ عقیقہ کا گوشت نہ کھاویں، محض غلط ہے۔ عقیقہ والے کو اختیار ہے کہ خواہ کچا گوشت تقسیم کردے یا پکا کر دعوت کردے مگر خیال رہے کہ نام ونمود کو اس میں دخل نہ ہو، فقط سنت کی نیت سے ہو۔ نائی اور قصائی کی اُجرت پہلے سے مقرر ہو جو عقیقہ کے بعد دی جائے۔ اگر نائی اپنا قدیمی خدمت گزار ہے تو اس کو زیادہ اُجرت دو۔ جس سے اس کا حق ادا ہو جائے اور اگر نہیں تو واجبی اُجرت دے دو۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایک گائے خرید کر چند بچوں کا عقیقہ ایک ہی گائے میں کردیا جائے یعنی لڑکے کیلئے گائے کے دو ساتویں حصے اور لڑکی کیلئے ایک حصہ یہ بھی جائز ہے کہ اگر قربانی کی گائے میں عقیقہ کا حصہ ڈال دیا جائے کہ لڑکے کیلئے دو حصے اور لڑکی کیلئے ایک حصہ۔

نوٹ ضروری...... عقیقہ فرض یا واجب نہیں ہے صرف سنت مستحبہ ہے۔ غریب آدمی کو ہرگز جائز نہیں کہ سودی قرضہ لیکر عقیقہ کرے قرض لے کر تو زکوٰۃ بھی دینا جائز نہیں۔ عقیقہ زکوٰۃ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ میں نے بعض غریب مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ قرض لے کر عقیقہ کرتے ہیں اگر عقیقہ نہ کریں تو بے چاروں کی ناک کٹ جائے وہ بغیر ناک کے رہ جائیں غرضکہ سنت کا خیال نہیں اپنی ناک کا خیال ہے ایسی ناک خدا کرے کٹ ہی جاوے۔

ختنہ کا سنت طریقہ یہ ہے کہ ساتویں برس بچہ کا ختنہ کرادیا جائے۔ ختنہ کی عمر سات سال سے بارہ برس تک ہے یعنی بارہ برس سے زیادہ دیر لگانا منع ہے۔ (عالمگیری) اور اگر سات سال سے پہلے ختنہ کردیا گیا جب بھی حرج نہیں۔ بعض لوگ عقیقہ کے ساتھ ہی ختنہ کرنے میں یہ آسانی اور آرام سمجھتے ہیں کیونکہ اس وقت بچہ چلنے پھرنے کے قابل تو ہے نہیں تاکہ زخم بڑھالے۔ اگر ماں کا دودھ اس پر ڈالا جاتا رہے تو بہت جلد زخم بھر جاتا ہے۔ ختنہ کرنے سے پہلے نائی کی اجرت طے ہونا ضروری ہے جو کہ اس کو ختنہ کے بعد دے دی جائے۔ علاج میں خاص کر نگرانی رکھی جائے۔ تجربہ کار نائی سے ختنہ کرایا جائے اور تجربہ کار آدمی اس کا خیال رکھے۔ ختنہ صرف اس کام کا نام ہے۔ باقی برادری کی روٹی، بہن بہنوئیوں کے پچاس پچاس جوڑے اور گانے والی عورتوں اور میراثیوں کے اخراجات یہ سب مسلمانوں کی کمزور ناک نے پیدا کردیئے ہیں۔ یہ سب چیزیں بالکل بند کردی جائیں۔

بچوں کی پرورش

پرورش کی مروجہ رسمیں

عام مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ لڑکے کے دو سال ماں اپنا دودھ پلائے اور لڑکی کو سوا دو سال، یہ بالکل غلط ہے مسلمانوں میں یہ طریقہ ہے کہ بچپن میں اولاد کے اخلاق و آداب کا خیال نہیں رکھتے۔غریب لوگ تو اپنے بچوں کو آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کودنے کی اجازت دیتے ہیں اور ان کی تعلیم کا زمانہ خراب صحبتوں اور کھیل کود میں برباد کر دیتے ہیں۔ وہ بچے یا تو جوان ہو کر بھیک مانگتے پھرتے ہیں یا ذلت کی نوکریاں کرتے ہیں یا ڈاکو چور اور بدمعاش بن کر اپنی زندگی جیل خانہ میں گزار دیتے ہیں اور مالدار لوگ اپنے بچوں کو شروع سے شوقین مزاج بناتے ہیں۔انگریزی بال رکھوانا،فضول خرچ کرنا سکھاتے ہیں، ہر وقت بوٹ و سوٹ وغیرہ پہناتے ہیں پھر اپنے ساتھ سینما اور ناچ کی مجلسوں میں انہیں شریک کرتے ہیں۔جب یہ نونہال کچھ ہوش سنبھالتا ہے تو اس کو کلمہ تک نہ سکھایا۔کالج یا اسکول میں ڈال دیا، جہاں زیادہ خرچ کرنا،فیشن ایبل بننا سکھایا گیا۔خراب صحبتوں سے صحت اور مذہب دونوں برباد ہو گئے۔اب جب نونہال کالج سے باہر آئے تو اگر خاطر خواہ نوکری مل گئی تو صاحب بہادر بن گئے کہ نہ ماں کا ادب جانیں نہ باپ کو پہچانیں۔نہ بیویوں کے حقوق کی خبر، نہ اولاد کی پرورش سے واقف۔ان کے ذہن میں اعلیٰ ترقی یہ آئی کہ ہم کو لوگ انگریز سمجھیں۔بھلا اپنے کو دوسری قوم میں فنا کر دینا بھی کوئی ترقی ہے اگر کوئی معقول جگہ نہ ملی تو ان بے چاروں کو بہت مصیبت پڑتی ہے کیونکہ کالج میں خرچ کرنا سیکھا، کمانا نہ سیکھا، کھلانا نہ سیکھا، اپنا کام نوکروں سے کرانا سیکھا خود کرنا نہ سیکھا۔

نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر
وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر

اب یہ لوگ کالج کی سی زندگی گزارنے کیلئے شریف بدمعاش ہو جاتے ہیں یا جعلی نوٹ بنا کر اپنی زندگی جیل میں گزارتے ہیں یا ڈاکو بدمعاش بنتے ہیں (اکثر ڈاکو تعلیم یافتہ گریجویٹ پائے گئے) یہ وہی لوگ ہیں۔

ان رسوم کی خرابیاں

لڑکی کوسوا دو سال دودھ پلانا جائز نہیں لڑکی ہو یا لڑکا دونوں کو دو دو سال دودھ پلایا جائے۔قرآن کریم فرماتا ہے: والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین ماں باپ چاہیں تو دو سال سے پہلے دودھ چھوڑا دیں مگر دو سال کے بعد دودھ پلانا منع ہے جو بچے کہ پرورش کے زمانہ میں اچھی صحبتیں نہیں پاتے۔وہ جوان ہوکر ماں باپ کو بہت پریشان کرتے ہیں۔ہم نے بڑے فیشن ایبل صاجزادوں کے ماں باپ کو دیکھا ہے کہ وہ روتے پھرتے ہیں۔مفتی صاحب تعویذ دو، جس سے بچہ کہنا مانے ہمارے قبضے میں آوے۔مگر دوستو! فقط تعویذ سے کام نہیں چلتا۔کچھ ٹھیک عمل بھی کرنا چاہئے۔

ایک بڈھے نے اپنے فرزند کو ولایت پڑھنے کیلئے بھیجا۔جب برخوردار فارغ ہوکر وطن آنے لگا تو بڈھا باپ استقبال کیلئے اسٹیشن پر گیا لڑکے نے گاڑی سے اُتر کر باپ سے پوچھا، ویل بڈھا تو اچھا ہے؟ اس لائق بیٹے کے دوستوں نے پوچھا کہ صاحب بہادر یہ بڈھا کون ہے؟ فرمانے لگا میرا آشنا ہے۔بڈھے باپ نے کہا کہ صاحبو! میں صاحب بہادر کا آشنا نہیں بلکہ انکی والدہ کا آشنا ہوں یہ اس نئی تہذیب کے نتیجے ہیں۔

حضرت مولانا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جو سلطان غازی محی الدین عالمگیر اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کے استاد اور شاہجہاں کے یہاں بہت اچھی حیثیت سے ملازم تھے۔مشہور یہ ہے کہ ایک بار جمعہ کے وقت مولانا کے والد معمولی لباس میں جامع مسجد دہلی میں آئے اس وقت مولانا شاہجہاں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔پہلی صف سے اُٹھ کر بھاگے اپنے باپ کی جوتیاں صاف کیں، گرد و غبار آپ کے عمامہ سے جھاڑا، حوض پر لا کر وضو کرایا اور خاص شاہجہاں کے برابر لا کر بٹھا دیا اور کہا کہ یہ میرے والد ہیں۔نماز کے بعد شاہجہاں بادشاہ نے ان سے کہا کہ آپ ٹھہرو، شاہی مہمان بنو انہوں نے جواب دیا کہ میں صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ میرا بچہ آپ کے یہاں رہ کر مسلمان رہا ہے یا بے دین بن گیا ہے، پہچانے گا یا نہیں۔الحمد للہ بچہ مسلمان ہے۔

گندم از گندم بروید جَو ز جَو!
از مکافاتِ عمل غافل مشو

جیسا بونا ویسا کاٹنا

بچوں کی پرورش کا اسلامی طریقہ

لڑکے اور لڑکی کو دو سال سے زیادہ دودھ نہ پلاؤ۔ جب بچہ کچھ بولنے کے لائق ہو تو اسے اللہ کا نام سکھاؤ پہلے مائیں اللہ اللہ کہہ کر بچوں کو سلاتی تھیں اور اب گھر کے ریڈیو اور گراموفون باجے بجا کر بہلاتی ہیں۔ جب بچہ سمجھ دار ہو جاوے تو اس کے سامنے ایسی حرکت نہ کرو جس سے بچے کے اخلاق خراب ہوں کیونکہ بچوں میں نقل کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے۔ جو کچھ ماں باپ کو کرتے دیکھتے ہیں وہی خود بھی کرتے ہیں۔ ان کے سامنے نمازیں پڑھو، قرآن پاک کی تلاوت کرو، اپنے ساتھ مسجدوں میں نماز کیلئے لے جاؤ اور ان کو بزرگوں کے قصے کہانیاں سناؤ۔ بچوں کو کہانیاں سننے کا بہت شوق ہوتا ہے سبق آموز کہانیاں سن کر اچھی عادتیں پڑیں گی۔ جب اور زیادہ ہوش سنبھالیں تو سب سے پہلے ان کو پانچوں کلمے، ایمان مجمل، ایمان مفصل، پھر نماز سکھاؤ۔ کسی متقی یا حافظ یا مولوی کے پاس کچھ روز بٹھا کر قرآن پاک اور اُردو کے دینیات کے رسالے ضرور پڑھوادو جس سے بچہ معلوم کرے کہ میں کس درخت کی شاخ اور کس شاخ کا پھل ہوں اور پاکی پلیدی وغیرہ کے احکام یاد کرے اگر حق تعالیٰ نے آپ کو چار پانچ لڑکے دیئے ہیں تو کم از کم ایک لڑکے کو عالم یا حافظ قرآن بناؤ۔ کیونکہ ایک حافظ اپنی تین پشتوں کو اور عالم سات پشتوں کو بخشوائیگا۔ یہ خیال محض غلط ہے کہ عالم دین کو روٹی نہیں ملتی۔ یقین کرو کہ انگریزی پڑھنے سے تقدیر زیادہ نہیں ملتی۔ عربی پڑھنے سے آدمی بدنصیب ہو جاتا۔ ملے گا وہی جو رزاق نے قسمت میں لکھا ہے بلکہ تجربہ یہ ہے کہ اگر عالم پورا عالم اور صحیح العقیدہ ہو تو بڑے آرام میں رہتا ہے اور جو لوگ اُردو کی چند کتابیں دیکھ کر وعظ گوئی کو بھیک کا ذریعہ بنالیتے ہیں کہ وعظ کہہ کر پیسہ پیسہ مانگنا شروع کر دیا۔ ان کو دیکھ کر عالم دین سے نہ ڈرو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا بچپن آوارگی میں خراب کر دیا ہے اور اب مہذب بھکاری ہیں۔ ورنہ عالمائے دین کی اب بھی بہت قدر و عزت ہے۔ جب گریجویٹ مارے مارے پھرتے ہیں تو مدرسین علماء کی تلاش ہوتی ہے اور نہیں ملتے۔ اپنے لڑکوں کو شوقین مزاج، خرچیلہ نہ بناؤ، بلکہ ان کو سادگی اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا سکھاؤ۔ کرکٹ، ہاکی، فٹ بال ہرگز نہ کھلاؤ کیونکہ یہ کھیل کچھ فائدہ مند نہیں بلکہ ان کو نبوٹ لکڑی کا ہنر، ڈنڈ، کثرت، کشتی کا فن اگر ممکن ہو تو تلوار چلانا وغیرہ سکھاؤ، جس سے تندرستی بھی اچھی رہے اور کچھ ہنر بھی آجائے اور تاش بازی اور پتنگ بازی، کبوتر بازی، سینما بازی سے بچوں کو بچاؤ کیونکہ یہ کھیل حرام ہیں۔ بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ بچوں کو علم کے ساتھ کچھ دوسرے ہنر بھی سکھاؤ۔ جس سے بچہ کما کر اپنا پیٹ پال سکے۔ یہ سمجھ لو کہ ہنر مند کبھی خدا کے فضل سے بھوکا نہیں مرتا۔ اس مال و دولت کا کوئی اعتبار نہیں ان باتوں کے ساتھ

انگریزی سکھاؤ، کالج میں پڑھاؤ، جج بناؤ، کلکٹر بناؤ، دنیا کی ہر جائز ترقی کراؤ مگر پہلے اس کو ایسا مسلمان کردو کہ کوٹھی میں بھی مسلمان ہی رہے ہم نے دیکھا ہے کہ قادیانیوں اور رافضیوں کے بچے گریجویٹ ہو کر کسی عہدے پر پہنچ جائیں مگر اپنے مذہب سے پورے واقف ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے بچے ایسے اُلو ہوتے ہیں کہ مذہب کی ایک بات بھی نہیں جانتے۔ خراب صحبت پاکر بے دین بن جاتے ہیں۔ جس قدر لوگ قادیانی نیچری وغیرہ بن گئے، یہ سب پہلے مسلمان تھے اور مسلمانوں کے بچے تھے مگر اپنی مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے بدمذہبوں کا شکار ہو گئے۔ یقین کرو کہ اس کا وبال ان کے ماں باپ پر بھی ضرور پڑے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پرورش بارگاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایسی کامل ہوئی کہ جب وہ میدانِ جنگ میں آتے تو اعلیٰ درجہ کے غازی ہوتے تھے اور مسجد میں آکر اعلیٰ درجہ کے نمازی، گھر بار میں پہنچ کر اعلیٰ درجہ کے کاروباری، کچہری میں آکر اعلیٰ درجہ کے قاضی ہوتے تھے۔ اپنے بچوں کو اس تعلیم کا نمونہ بناؤ، اگر دین و دنیا میں بھلائی چاہتے ہو تو یہ کتابیں خود بھی مطالعہ میں رکھو اور اپنی بیوی بچوں کو بھی پڑھاؤ۔ بہارِ شریعت مصنفہ حضرت مولانا امجد علی صاحب، کتاب العقائد مصنفہ حضرت مرشدی و استاذی مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب دام ظلہم، شانِ حبیب الرحمٰن، سلطنتِ مصطفیٰ مصنفہ فقیر حقیر پر از تقصیر احمد یار خاں نعیمی۔

لڑکیوں کو کھانا پکانا، سینا، پرونا اور گھر کے کام کاج، پاکدامنی اور شرم و حیا سکھاؤ کہ یہ لڑکیوں کا ہنر ہے۔ ان کو کالیجیٹ اور گریجویٹ نہ بناؤ کہ لڑکیوں کیلئے اس زمانہ میں کالج اور بازار میں کچھ فرق نہیں بلکہ بازاری عورت کے پاس لوگ جاتے ہیں اور کالج کی لڑکی لوگوں کے پاس جاتی ہے، جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے۔

بیاہ شادی کی رسمیں

ع   اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

نکاح اسلام میں عبادت ہے، کبھی تو فرض ہے اور اکثر سنت۔ (شامی) مگر ہندوستان میں موجودہ زمانہ میں نکاح ان ہندوانی اور حرام رسموں اور فضول خرچیوں کی وجہ سے وبال بن گیا ہے۔ اس کا نام شادی خانہ آبادی۔ اب ان رسموں نے اسے بنادیا شادی خانہ بربادی۔ بلکہ خانہا بربادی۔ کیونکہ اس میں لڑکے اور لڑکی دونوں کے گھروں کی تباہی آتی ہے۔ نکاح کے متعلق تین قسم کی رسمیں ہیں۔ بعض وہ جو نکاح سے پہلے کی جاتی ہیں، بعض نکاح کے وقت اور بعض نکاح کے بعد پہلے تو لڑکی کی تلاش (منگنی تاریخ مقرر ہونا۔ پھر نکاح کے بعد چوتھی' چالا کنگنا کھولنے کی رسمیں۔ لہٰذا ہم اس باب کی چند فصلیں کرتے ہیں۔

دُلھن کی تلاش منگنی اور تاریخ ٹھہرانا

موجودہ رسمیں

ہندوستان میں عام طور پرلڑکے والوں کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ مالدار لڑکی گھر میں آوے۔ جہاں ہمارے بچہ کے خوب ارمان نکلیں اور اس قدر جہیز لائے کہ گھر بھر جاوے۔ ادھر لڑکی والوں کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ لڑکا مالدار اور شوقین ہو، انگریزی بال کٹاتا ہو، داڑھی منڈاتا ہو، تاکہ ہماری لڑکی کو سینما دکھاے اور اس کے ہر جائز ارمان نکالے۔ میں نے بہت مسلمانوں کو کہتے سنا کہ ہم داڑھی والے کو اپنی لڑکی نہ دیں گے۔ لڑکا شوقین چاہئے اور بہت جگہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ لڑکی والوں نے دولہا سے مطالبہ کیا کہ داڑھی منڈوادو تو لڑکی دی جاسکتی ہے۔ چنانچہ لڑکوں نے داڑھیاں منڈوائیں۔ کہاں تک دکھ کی باتیں سناؤں۔ یہ بھی کہتے سنا گیا کہ نمازی کو لڑکی نہ دینگے وہ مسجد کا ملاں ہے ہماری لڑکی کے ارمان اور شوق پورے نہ کریگا۔ پنجاب میں یہ آگ زیادہ لگی ہوئی ہے۔ جب اپنی مرضی کا لڑکا مل گیا تو اب خیر سے منگنی (کڑمائی) کا وقت آیا۔ اس میں دلہن والوں کی طرف سے مطالبہ ہوا کہ ایسے کپڑوں کا جوڑا اس قدر سونے کا زیور چڑھاؤ۔ اس فرمائش کو پورا کرنے کیلئے لڑکے والے اکثر قرض لے کر یا کسی جگہ سے زیور مانگ کر چڑھا دیتے ہیں۔ جب منگنی کا وقت آیا تو لڑکے والا اپنے قرابت داروں کو جمع کر کے اوّلا ان کی دعوت اپنے گھر کرتا ہے پھر دلہن کے یہاں ان سب کو لے جاتا ہے۔ جہاں دلہن والوں کے قرابت دار پہلے ہی سے جمع ہوتے ہیں غرضکہ دلہن کے گھر دوقسم کے میلے لگ جاتے ہیں پھر ان کی پر تکلف دعوت ہوتی ہے۔ یو۔پی میں تو کھانے کی دعوت ہوتی ہے مگر پنجاب میں مٹھائی اور چائے کی دعوت جس میں اس رسم پر دونوں طرف سے چار پانچ سو روپیہ تک خرچ ہوجاتے ہیں۔ پھر دلہن کے یہاں سے لڑکے کو سونے کی انگوٹھی اور کچھ کپڑے ملتے ہیں اور لڑکی کو دلہا والوں کی طرف سے قیمتی جوڑا، بھاری ستھرا زیور دیا جاتا ہے پھر منگنی سے شادی تک ہر عید بقر عید وغیرہ پر کپڑے اور وقتاً فوقتاً موسمی میوہ (فروٹ) اور مٹھائیاں لڑکے کے گھر سے جانا ضروری ہے۔ تاریخ ٹھہرانے پر لوگوں کا مجمع دعوت اور مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ پھر تاریخ مقرر ہونے سے شادی تک دونوں گھروں میں عورتوں کا جمع ہوکر عشقیہ گانے، ڈھول بجانا لازم ہوتا ہے جس میں ہر تیسرے دن مٹھائی ضرور تقسیم ہوتی ہے۔ اس میں بھی کافی خرچہ ہوتا ہے ان تمام رسموں میں بدتر رسم مائیوں اور (مایاں) اوبٹن کی رسمیں ہیں جس میں اپنی پرائی عورتیں جمع ہوکر دولہا کے اوبٹن مہندی لگاتی ہیں آپس میں ہنسی دل لگی، دلہا سے مذاق وغیرہ بہت بے عزتی کی باتیں ہوتی ہیں۔ یہ میں نے وہ رسمیں عرض کی ہیں جو قریب قریب ہر جگہ کچھ فرق سے ہوتی ہیں اور جو مختلف قسم کی خاص خاص رسمیں جاری ہیں۔ ان کا شمار مشکل ہے۔

ان رسموں کی خرابیاں

سخت غلطی یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے مالدار تلاش کیئے جاتے ہیں کیونکہ مالدار کی تلاش میں لڑکے اور لڑکیاں جوان جوان بیٹھے رہتے ہیں نہ کوئی خاطر خواہ مالدار ملتا ہے نہ شادیاں ہوتی ہیں اور جوان لڑکی ماں باپ کیلئے پہاڑ ہے اس کو گھر میں بغیر نکاح رکھنا سخت خرابیوں کی جڑ ہے۔ دوسری یہ کہ جو محبت و اخلاق غریبوں میں ہے وہ مالداروں میں نہیں۔ تیسرے یہ کہ اگر مالدار کو تم اپنی کھال بھی اُتار کر دیدو ان کی آنکھ میں نہیں آتا۔ یہ طعنے ہوتے ہیں ہمیں کچھ نہیں ملا اور اگر دلہن والے مالدار ہیں تو داماد مثل نوکر کے سسرال میں رہتے ہیں بیوی پر شوہر کا کوئی رعب نہیں ہوتا اگر دولہا والے مالدار ہیں تو لڑکی اس گھر میں لونڈی یا نوکرانی کی طرح ہوتی ہے اپنی لڑکی ایسے گھر دو جہاں وہ لڑکی غنیمت سمجھی جائے۔ تجربہ نے بتایا کہ غریب اور شریف گھرانے والی لڑکیاں ان لڑکیوں سے آرام میں ہیں جو مالداروں میں گئیں۔ لڑکی والوں کی چاہیئے کہ دولہا میں تین باتیں دیکھیں۔ اوّل تندرست ہو کیونکہ زندگی کی بہار تندرستی سے ہے دوسرے اس کے چال چلن اچھے ہوں، بدمعاش نہ ہو، شریف لوگ ہوں۔ تیسرے یہ کہ لڑکا ہنر مند اور کماؤ ہو کہ کما کر اپنے بیوی بچوں کو پال سکے۔ مالداری کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ چلتی پھرتی چاندنی ہے حدیثِ پاک میں ہے کہ نکاح میں کوئی مال دیکھتا ہے کوئی جمال مگر علیك بذات الدين تم دینداری دیکھو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تین قسم کے مالوں میں برکت نہیں۔ ایک تو زمین کا پیسہ یعنی زمین یا مکان فروخت کر کے کھاؤ۔ اس میں کبھی برکت نہیں چاہئے کہ یا تو زمین نہ فروخت کرو اور اگر فروخت کرو تو اس کا پیسہ زمین ہی میں خرچ کرو۔ (حدیث) دوسرے لڑکی کا پیسہ یعنی لڑکی والے جو روپیہ لے کر شادی کرتے ہیں اس میں برکت نہیں اور پیسہ لینا حرام ہے کیونکہ یا تو یہ لڑکی کی قیمت ہے یا رشوت یہ دونوں حرام ہیں۔ تیسرے وہ جہیز و مال جو لڑکی اپنے میکے سے لاوے۔ اگر دولہا اس کو گزر اوقات کا ذریعہ بنا دے تو اس میں برکت نہیں ہوگی اپنی قوتِ بازو پر بھروسہ کرو۔ داڑھی اور نماز کا مذاق اُڑانے والے سب کافر ہوئے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ مولویوں اور دینداروں کی بیویاں فیشن والوں کی بیویوں سے زیادہ آرام میں رہتی ہیں۔ اوّل تو اسلئے کہ دیندار آدمی خدا کے خوف سے بیوی بچوں کا حق پہچانتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دیندار آدمی کی نگاہ صرف اپنی بیوی پر ہی ہوتی ہے اور آزاد لوگوں کی ٹمپریری بیویاں بہت سی ہوتی ہیں جن کا دن رات تجربہ ہو رہا ہے وہ ہر پھول کو سونگھتا اور ہر باغ میں جاتا ہے کچھ دِنوں تو اپنی بیوی سے محبت کرتا ہے پھر آنکھ پھیر لیتا ہے۔ منگنی کی رسموں کی خرابیاں بیان سے باہر ہیں۔ بہت سے لوگ سودی قرض سے یا مانگ کر زیور چڑھا دیتے ہیں۔ شادی کے بعد پھر دلہن سے وہ زیور حیلے بہانے سے لیکر واپس کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آپس میں خوب لڑائیاں ہوتی ہیں اور شروع کی وہ لڑائی ایسی ہوتی ہے کہ پھر ختم نہیں ہوتی اور کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ منگنی چھوٹ جاتی ہے پھر دلہن والوں سے زیور واپس مانگا جاتا ہے ادھر سے انکار ہوتا ہے جس پر مقدمہ بازی کی نوبت آتی ہے۔ اسی طرح منگنی کے وقت دعوت اور فضول خرچی کا حال ہے اگر منگنی چھوٹ گئی تو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمارا خرچ واپس کر دو اور دونوں فریق خوب لڑتے ہیں بعض دفعہ منگنی میں اتنا خرچ ہو جاتا ہے کہ فریقین میں شادی کے خرچ کی ہمت نہیں رہتی پھر کبھی کبھی کپڑوں کے جوڑے اور مٹھائیوں کے خرچ لڑکے والوں کا دیوالیہ نکال دیتا ہے اور شادی کے وقت غور کرتا ہے کہ دلہن والے نے اس قدر جہیز اور زیور وغیرہ دیا نہیں جو میرا خرچ کرا چکا ہے اگر لڑکی والے نے اتنا نہ دیا تو لڑکی کی جان سولی پر رہتی ہے کہ تیرے باپ نے ہمارا لے لے کر کھایا، دیا کیا؟ اور اگر خوب دیا تو کہتے ہیں کہ کیا دیا، ہم سے بھی تو خوب خرچ کرالیا۔ باقی گانے بجانے کی رسموں میں وہ خرابیاں ہیں جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مائیاں اور اپٹن کی رسمیں بہت سے حرام کاموں کا مجموعہ ہیں اس لئے ان تمام رسموں کو بند کرنا ضروری ہے۔

لڑکی کیلیے لڑکا اور لڑکے کیلیے لڑکی ایسی تلاش کی جائے جو شریف اور دیندار ہو، تا کہ آپس میں محبت رہے۔ جہاں لڑکے کی مرضی نہ ہو وہاں ہرگز نکاح نہ ہو۔ اسی طرح جہاں لڑکی یا لڑکی کی ماں کی منشا نہ ہو، وہاں نکاح کرنا زہر قاتل ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں۔ اسی لئے شرعاً ضروری ہے کہ لڑکی سے اِذن لیتے وقت لڑکے کا نام معہ اسکے والد کے اور مہر کے بتایا جائے کہ اے بیٹی ہم تیرا فلاں لڑکے فلاں کے بیٹے سے نکاح کردیں وہ کہے ہاں تب نکاح ہوتا ہے۔ یہ اذن لڑکی کی رائے معلوم کرنے کیلیے ہی تو ہے اگر موقعہ ہو تو لڑکے کو لڑکی پیغام سے پہلے کسی بہانہ سے خفیہ طور پر دکھادی جائے کہ لڑکی کو یہ خبر نہ ہو (حدیث) بلکہ نکاح سے پیشتر اپنے سارے قرابت داروں کا مشورہ لینا بھی بہتر ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: و مرھم شوریٰ بینھم ایسے نکاح کے سارے قرابت دار ذِمہ دار ہوجاتے ہیں اور اگر دلہن اور دولہا میں نا اتفاقی ہوجائے تو یہ لوگ مل کر اتفاق کی کوشش کرتے ہیں۔ منگنی دراصل نکاح کا وعدہ ہے اگر یہ نہ بھی ہو جب بھی کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا بہتر تو یہ ہے کہ منگنی کی رسم بالکل ختم کردی جائے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور سوائے نقصان کے اس سے کچھ فائدہ نہیں غالباً ہم نے یہ رسمیں ہندوؤں سے سیکھی ہیں کیونکہ سوائے ہندوستان کے اور کہیں یہ رسم نہیں ہوتی بلکہ عربی یا فارسی زبانوں میں اس کا کوئی نام بھی نہیں۔ اسکے جتنے نام ملتے ہیں سب ہندی زبان کے ہیں۔ چنانچہ منگنی، سگائی، کڑمائی، ساکھ یہ اس کے نام ہیں اور ان میں سے کوئی بھی عربی فارسی نہیں اور اگر اس کا کرنا ضروری ہی ہو تو اس طرح کرو کہ پہلے لڑکے والے کے یہاں اس کے قرابت دار جمع ہوں اور وہ ان کی خاطر تواضع صرف پان اور چائے سے کرے اگر کہیں پان کا رواج نہ ہو جیسے کہ پنجاب تو وہ صرف خالی چائے سے جس کیساتھ کوئی مٹھائی نہ ہو۔ پھر یہ لوگ اُٹھ کر لڑکی والے کے یہاں آجاویں۔ وہ بھی ان کی تواضع صرف پان یا خالی چائے سے کرے۔ لڑکے والے اپنے ساتھ دلہن کیلیے ایک سوتی دوپٹہ اور ایک سونے کی نتھ (نتھنی) لائے جو کہ پیش کردے۔ دلہن والوں کی طرف سے لڑکے کو

ایک سوتی رومال ایک چاندی کی انگوٹھی (ایک نگینہ والی) پیش کردی جائے جس کا وزن سوا چار ماشہ سے زیادہ نہ ہو، کیونکہ مرد کو ریشم اور سونا پہننا حرام ہے لو یہ منگنی ہوگئی۔ اگر دوسرے شہر سے منگنی کرنے والے آئے ہیں تو ان میں سات آدمی سے زیادہ نہ آئیں اور دلہن والے مہمانی کے لحاظ سے ان کو کھانا کھلاویں۔ مگر اس کھانے میں دوسرے محلہ والوں کی عام دعوت کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر اس کے بعد لڑکے والے جب بھی آئیں تو ان پر مٹھائی اور کپڑوں کے جوڑوں کی پابندی نہ ہو۔ اگر اپنی خوشی سے بچوں کیلئے تھوڑی سی مٹھائی لائیں تو اس کو محلہ میں تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دو محبت بڑھے گی مگر اس ہدیہ کو ٹیکس نہ بنالو کہ وہ بیچارا اس کے بغیر آہی نہ سکے۔ تاریخ کا مقرر کرنا بھی اسی سادگی سے ہونا ضروری ہے کہ اگر اسی شہر سے لوگ آرہے ہیں تو ان کی تواضع صرف پان یا خالی چائے سے ہو اور اگر دوسرے شہر سے آرہے ہیں تو پانچ آدمی سے زیادہ نہ ہوں۔ جن کی تواضع کھانے سے کی جائے اور مقرر کرنے والے سن رسیدہ بزرگ لوگ ہوں اور بہتر یہ ہے کہ شادی کیلئے جمعہ یا سوموار (پیر) کا دن مقرر ہو کیونکہ یہ بہت برکت والے دن ہیں پھر تاریخ کے بعد گانے بجانے ڈھول وغیرہ نہ ہوں بلکہ اگر ہوسکے تو ہر تیسرے دن محفل میلاد کردیا کریں جس میں نعت خوانی اور دُرودِ پاک کی تلاوت ہو، ایسے وعظ کئے جائیں جس میں موجودہ رسموں کی برائیوں کا بیان ہوں۔ مائیوں اور اوبٹن کی تمام رسمیں بالکل بند کردی جائیں۔ یعنی اگر دلہن کو ایک جگہ بٹھا دیا جائے یا کہ دولہا دلہن کے خوشبو یعنی اوبٹن ملا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ اوبٹن ایک طرح کی خوشبو ہے اور خوشبو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت پسند تھی بلکہ شادی کے وقت خوشبو استعمال کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ثابت ہے لیکن ان کاموں کیساتھ حرام رسمیں گانا بجانا، عورتوں مردوں کا غلط ملط ہونا، بیہودہ مذاق سب بند کردیئے جائیں۔ غرضکہ دینی اور دنیاوی کاموں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی دین و دنیا کی بھلائی کا ذریعہ ہے۔ اس زمانہ میں بعض لوگ دولہا کو چاندی کا زیور پہناتے ہیں یا چھری چاقو ان کے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ اس کو بھوت نہ چمٹ جائے یہ سب ناجائز رسمیں ہیں۔ اگر دولہا پر کسی قسم کا خوف ہے تو صبح شام آیت الکرسی پڑھ کر خود اپنے پر دَم کرلیا کرے بلکہ نمازی آدمی کو کبھی کوئی آسیب بفضلہٖ تعالیٰ نہیں چھوتا۔ قرآن پاک اچھا نگہبان ہے اس کو اختیار کرو۔

نکاح اور رُخصت کی رسمیں

موجودہ رسمیں

نکاح کے وقت دوطرح کی رسمیں ہوتی ہیں۔ کچھ وہ جو دولہا کے گھر کی جاتی ہیں اور کچھ وہ جو دلہن کے۔ دولہا کے گھر تو یہ ہوتا ہے کہ دولہا کو نائی غسل دیتا ہے، وہی کپڑے بدلواتا ہے، سرخ رنگ کی پگڑی باندھ کر اس پر سنہری گوٹا لپیٹ دیا جاتا ہے پھراس پر سہرا باندھتا ہے، جس میں پھول پتی اور نلکیاں لگی ہوتی ہیں۔ نائی یہ کام کر کے ایک تھالی رکھ دیتا ہے جس میں تمام قرابت دار مرد روپیہ پیسہ نچھاور کر کے ڈالتے ہیں۔ اس کے بعد عورتیں نچھاور کرتی ہیں جو نائی کی بیوی نائن کا حق ہوتا ہے اور آج سے پہلے سارے قرابت دار جمع ہوچکتے ہیں جو کھانا کھاتے جاتے ہیں اور نیوتے کے روپے دیئے جاتے ہیں، لکھنے والا وہ روپے لکھتا جاتا ہے اس کھانے کا نام برات کی روٹی ہے۔ اس وقت زیادہ قابل رحم دولہا کے نانا ماموں کی حالت ہوتی ہے کیونکہ ان پر ضروری ہے کہ بھات لے کر آئیں، ورنہ ناک کٹ جائے گی۔ اس بھات کی رسم نے صدہا گھر برباد کر دیئے۔ بھات میں ضروری ہے کہ دولہا اور اس کے تمام قرابت داروں کیلئے کپڑے کے جوڑے، کچھ نقدی اور کچھ غلہ لاویں۔ بعض جگہ چالیس پچاس جوڑے تک لانے پڑتے ہیں اگر ایک جوڑا پانچ روپے میں بھی بناؤ تو ڈھائی سو روپے ٹھنڈے ہو گئے۔ خود میں نے ایک دوکاندار کو دیکھا کہ بڑے مزے سے گزر کر رہا تھا۔ بھانجی کی شادی آن پڑی۔ میں نے ان کو بہت سمجھایا کہ بھات نہ دے یا اپنی حیثیت کے مطابق دے، وہ نہ مانا۔ آخر کار اس کی دکان بھات کی نذر ہوگئی اب بہت مصیبت میں ہے۔

بھانجی کے نکاح میں یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ کپڑوں کے جوڑوں کے سوا بھانجی کو زیور یا برات کی روٹی ماموں کرے۔ غرضکہ ایک شادی میں چار گھروں کی بربادی ہوجاتی ہے۔ جب یہ سب رسمیں ہوچکیں تو اب برات چلی۔ جس کے ساتھ بَری اور آگے باجا۔ بلکہ بعض دفعہ آگے آگے ناچنے والی رنڈیاں بھی ہوتی ہیں۔ گولے چلتے جاتے ہیں۔ آتشبازی میں آگ لگتی جاتی ہے، بری اس میوہ (فروٹ) کو کہتے ہیں جو دولہا کی طرف سے جاتی ہے جس میں شکر ایک من ناریل، مکھانہ وغیرہ تیس سیر کچا دودھ وغیرہ بھی ہوتا ہے۔ دلہن کے گھر یہ چیزیں دی جاتی ہیں جو بعد شادی تقسیم ہوتی ہے جب برات دولہن کے مکان پر پہنچتی ہے تو اوّل وہاں آتش بازی میں آگ لگائی گئی پھر پھول پتی لٹائی گئی پھر تمام براتیوں کو دلہن کی طرف سے عام دعوت دی گئی پھر نکاح ہوا دولہا مکان میں گیا جہاں پہلے سے عورتوں کا مجمع لگا ہوا ہے۔ اس موقعہ پر بڑی پردہ نشین عورتیں بھی دولہا کے سامنے بے تکلف بغیر پردہ آجاتی ہے، گالیوں سے بھرے ہوئے گانے گائے جاتے ہیں، سالیاں بہنوئی سے قسم قسم کے مذاق کرتی ہیں (حالانکہ سالیوں کا بہنوئی سے پردہ سخت ضروری ہے) میراثن وغیرہ اپنے حقوق وصول کرتی ہیں پھر رُخصت کی تیاری ہوتی ہے جہیز دکھایا جاتا ہے۔

جہیز میں تین قسم کی چیزیں ہوتی ہیں ایک تو دولہا والوں کیلئے کپڑوں کے جوڑے یعنی دولہا اس کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی،
ماموں، بھائی، چچا، تایا، تائی، بھنگی، بہشتی، نائی غرضکہ سب کو جوڑے ضرور دیئے جاتے ہیں۔ جن کا مجموعہ بعض جگہ اسّی بلکہ نوے
جوڑے ہوتے ہیں۔ دوسرے کاٹھ کباڑ یعنی میزیں، کرسیاں، برتن، چار پائیاں وغیرہ تیسرے روز ان سب کی نمائش کے بعد
رخصت ہوئی۔ جس میں باہر باجہ کا شور اندر رونے چلانے والوں کا زور ہوتا ہے۔ پالکی میں دولہن سوار آگے دولہا گھوڑے پر سوار
پالکی پر سے پیسوں بلکہ پنجاب میں روپوں اور چاندی کے چھلے اور انگوٹھیوں کی بکھیر میں روانگی ہوتی ہے۔ سبحان اللہ کیا پاکیزہ مجلس ہے
کہ آگے بھنگیوں اور چماروں کے بچے لوٹنے والوں کا ہجوم پھر باجے والے میراثیوں کی جماعت اور جماعت شرفا پیچھے اگر آنکھ ہو
تو ایسی مجلس میں شرکت بھی معیوب سمجھو۔ کہاں تک بیان کیا جاوے۔ بعض وہ رسمیں ہیں جن کے بیان سے شرم بھی آتی ہے کہ
اس کتاب کو غیر مسلم قوم میں بھی پڑھیں گی۔ وہ مسلمانوں کے متعلق کیا رائے قائم کریں گی۔ حق یہ ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے ایسے
ناخلف اولاد ہوئے کہ ہم نے ان کے نام کو بھی ڈبو دیا۔ آج ایسی واہیات رسمیں بھنگی چماروں میں بھی نہیں جو مسلمانوں میں ہیں۔

ان رسموں کی خرابیاں

ان رسموں کی خرابیاں میں کیا بیان کروں۔ صرف اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ ان رسموں نے مسلمان مالداروں کو غریب کنگال بنادیا۔ گھر والوں کو بے گھر کر دیا مسلمانوں کے محلے ہندوؤں کے پاس پہنچ گئے ہر شخص اپنے شہر میں صدہا مثالیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اب چند خرابیاں جو موٹی موٹی ہیں۔ عرض کرتا ہوں۔ اوّل خرابی یہ ہے کہ اس میں مال کی بربادی اور حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دوسرے یہ کہ یہ سارے کام اپنے نام کیلئے کیے جاتے ہیں مگر دوستو! سوائے بدنامی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ کھانے والے تو کھانے میں عیب نکالتے ہوئے جاتے ہیں کہ اس میں گھی ولایتی تھا، نمک زیادہ تھا، مرچ اچھی نہ تھی اور دولہا والے ہمیشہ شکایت ہی کرتے دیکھتے گئے لڑکی کیلئے وہاں طعنے ہی طعنے ہوتے ہیں۔

لطیفہ

یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے گھر یہ براتی عمدہ عمدہ مزیدار مال کھا کر جائیں مگران کا منہ سیدھا نہیں ہوتا۔ کھانے میں عیب نکالتے ہیں مگر اولیاء اللہ اور پیر مرشدوں کے گھر سوکھی روٹیاں اور دال دلیہ خوشی سے کھا کر تبرک سمجھ کر تعریفیں کرتے ہیں۔ وہ سوکھی روٹیاں اپنے بچوں کو پردیس میں بھیجتے ہیں۔ جا کر دیکھو! اجمیر شریف کا دلیہ اور بغداد شریف اور دوسرے آستانوں کی دال روٹیاں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ دوستو! وجہ صرف یہ ہے کہ یہ کھانے مخلوق کو راضی کرنے کیلئے ہیں اور وہ خشک روٹیاں خالق کیلئے۔ اگر ہم بھی شادی بیاہ کے موقع پر کھانا، جہیز وغیرہ فقط سنت کی نیت سے سنت طریقہ پر کریں تو کبھی کوئی اعتراض ہوسکتا ہی نہیں۔ ہمارے دوست سیٹھ عبدالغنی صاحب ہر سال بقرعید کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور پلاؤ پکا کر عام مسلمانوں کی دعوت کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ معزز مسلمان جو کسی کی شادی بیاہ میں بڑے نخرے سے جاتے ہیں وہ بغیر بلائے یہاں آجاتے ہیں اور اگر آخری ایک اثر بھی پالیتے ہیں تو تبرک سمجھ کر کھاتے ہیں۔ ابھی قریب ہی میں انجمن خدام الصوفیہ کے صدر فضل الٰہی صاحب پگانوالہ رئیس گجرات نے ولیمہ کی دعوت سنت نیت سے کی، نہ کسی کو شکایت پیدا ہوئی اور نہ کسی نے عیب نکالا۔ عرض یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک عیب پوش ہے جس چیز پر ان کا نام آجائے اس کے سب عیب چھپ جاتے ہیں۔ اگر ہم لوگ ولیمہ کا کھانا سنت کی نیت سے کریں تو اگر دال روٹی بھی مسلمانوں کے سامنے رکھ دیں گے، وہ بھی مسلمان تبرک کی نیت سے سیر ہو کر کھائیں گے۔

تیسری خرابی ان رسموں میں یہ ہے کہ ان کی وجہ سے شریف غریبوں کی لڑکیاں بیٹھی رہتی ہیں اور مالداروں کی لڑکیاں ٹھکانے لگ جاتی ہیں کیونکہ لوگ اپنے بیٹوں کا پیغام وہاں ہی لے جاتے ہیں جہاں زیادہ جہیز ملے اگر ہر جگہ کیلئے جہیز مقرر ہو جائے کہ امیر وغریب سب اتنا ہی جہیز وغیرہ دیں تو ہر مسلمان کی لڑکی جلد ٹھکانے لگ جائے۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ ان رسموں کی وجہ سے مسلمانوں کی اپنی اولاد وبال جان معلوم ہونے لگی کہ اگر کسی کے لڑکی پیدا ہوئی سمجھا کہ یا تو اب میرے مکان کی خیر نہیں یا جائیداد دوکان چلی۔ اسی لئے لوگ لڑکی پیدا ہونے پر گھبراتے ہیں یہ ان رسموں کی برکت ہے۔

پانچویں خرابی یہ ہے کہ نکاح سے مقصود ہوتا ہے دو قوموں کا مل جانا یعنی لڑکے والے لڑکی والے کے قرابت دار اور محب بن جاویں اور لڑکی والے لڑکے والے کے۔ اسی لئے اس کا نام نکاح ہے۔ نکاح کے معنی ہیں مل جانا۔ تو یہ نکاح قبیلوں اور جماعتوں کے ملانے والی چیز ہے۔ مثل مشہور ہے کہ نکاح میں لڑکے دے کر لڑکا لیتے ہیں اور لڑکا دے کر لڑکی حاصل کرتے ہیں مگر اب مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ نکاح مال حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جس کے چار فرزند ہو گئے وہ سمجھا کہ میری چار جائیدادیں ہو گئیں کہ ان کو بیاہوں گا جہیزوں سے گھر بھر لوں گا اب جب دولہن خاطر خواہ جہیز نہ لائی۔ لڑائی قائم ہوگئی اور اب عام طور پر نکاح لڑائی کی جڑ بن کر رہ گیا ہے کہ اپنے عزیزوں میں لڑکی دو تو آپس کا پرانا رشتہ بھی ختم ہو جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ نکاح کو ایک مالی کاروبار سمجھ لیا گیا ہے۔

چھٹی خرابی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے چند اولاد ہیں پہلے کا نکاح تو بہت دھوم دھام سے کیا۔ اس ایک نکاح میں اس کا مصالحہ ختم ہو گیا باقی اولاد کے فقط نکاح ہی ہوئے۔ کوئی رسم ادا نہ ہوئی کیونکہ روپیہ نہ تھا تو اب اس اولاد کو ماں باپ سے شکایت پیدا ہوتی ہے کہ ہمارے بڑے بھائی میں کیا خوبی تھی جو ہم میں نہ تھی تو باپ اور اولاد میں ایسی بگڑی ہے کہ خدا کی پناہ!

ساتویں خرابی یہ ہے کہ لڑکی والوں نے دولہا کے نکاح کے وقت اتنا خرچ کرایا کہ اس کا مکان بھی رہن ہو گیا۔ بہت قرضہ سر پر سوار ہو گیا۔ اب دولہن صاحبہ جب گھر میں آئیں تو مکان بھی ہاتھ سے گیا اور مصیبت بھی آپڑی۔ تو نام یہ ہوتا ہے یہ دولہن ایسی منحوس آئی کہ اس کے آتے ہی ہمارے گھر کی خیر وبرکت اُڑ گئی اس سے پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ خبر نہیں کہ بے چاری دلہن کا قصور نہیں بلکہ تمہاری ان ہندوانی رسموں کی برکت ہے۔

آٹھویں خرابی یہ ہے کہ ان رسموں کو پورا کرنے کیلئے غریب لوگ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی فکر کرنے لگتے ہیں۔ جوں جوں اولاد جوان ہوتی ہے ان کی فکریں بڑھتی جاتی ہیں اب نہ روٹی اچھی معلوم ہوتی ہے نہ پانی فکر یہ ہوتی ہے کہ کسی صورت سے روپیہ جمع کرو کہ یہ رسمیں پوری ہوں اب روپیہ جمع کر رہے ہیں اس روپیہ میں زکوٰۃ بھی واجب ہے اور حج بھی فرض ہو جاتا ہے وہ نہیں ادا کرتے کیونکہ اگر ان عبادات میں یہ روپیہ خرچ ہو گیا تو وہ شیطانی رسمیں کس طرح پوری ہوں گی۔ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ انکے پاس تقریباً دو ہزار روپیہ تھا میں نے کہا آپ پر حج فرض ہے حج کو جاؤ فرمانے لگے کہ بڑا حج تو لڑکی کی شادی اور اس کا جہیز ہے میں نے کہا شادی کے اخراجات جو اپنی قوم نے بنالئے ہیں وہ فرض نہیں ہیں اور حج فرض ہے۔ فرمانے لگے، کچھ بھی ہو ناک تو نہیں کٹوائی جاتی۔ آخر حج نہ کیا لڑکی کی شادی میں گلچھڑے اڑائے۔ آپ نے بہت مالداروں کو دیکھا ہوگا کہ حج ان کو نصیب نہیں ہوتا لگاتار شادیوں سے ہی انہیں چھٹکارا نہیں ملتا۔ ادھر توجہ کیسے کریں یہ بھی خیال رہے کہ حج کرنا ہر اس شخص کا فرض ہے جس کے پاس مکہ معظمہ جانے آنے کا کرایہ اور باقی مصارف ہوں یہ جو مشہور ہے کہ بڑھاپے میں حج کرو غلط ہے کیا خبر کہ بڑھاپا ہم کو لے گا یا نہیں اور یہ مال رہے گا یا نہیں۔

نویں خرابی یہ ہے کہ غریب لوگ لڑکی کے بچپن ہی سے کپڑے جمع کرنے شروع کرتے ہیں کیونکہ اتنے جوڑے وہ ایک دم نہیں بنا سکتے جب تک لڑکی جوان ہوتی ہے کپڑے گل جاتے ہیں۔ انہیں گلے ہوئے کپڑوں کے جوڑے بنا کر دیتے ہیں۔ جب وہ پہنے جاتے تو دو دن میں پھٹ جاتے ہیں جس سے پہننے والے گالیاں دیتے ہیں کہ ایسے کپڑے دینے کی کیا ضرورت تھی؟

دسویں خرابی یہ ہے کہ دلہن والے مصیبت اٹھا کر پیسہ برباد کر کے کاٹھ کباڑ یعنی میز و کرسیاں، سہریاں لڑکی کو دے تو دیتے ہیں مگر دولہا کا گھر اتنا تنگ اور چھوٹا ہوتا ہے کہ وہاں رکھنے کو جگہ نہیں اور اگر دولہا میاں کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں تو جب دو چار دفعہ مکان بدلنا پڑتا ہے تو یہ تمام کاٹھ کباڑ ٹوٹ کر ضائع ہو جاتا ہے۔ جتنے روپے کا جہیز دیا گیا اگر اتنا روپیہ نقد دیا جاتا یا اس روپیہ کی کوئی دکان یا مکان لڑکی کو دے دیا جاتا تو لڑکے کے کام آتا اور اس کی اولاد عمر بھر آپ کو دعائیں دیتی اور لڑکی کی بھی سسرال میں عزت ہوتی اور اگر خدا نہ کرے کہ کبھی لڑکی پر کوئی مصیبت آتی تو اس کے کرایہ سے اپنا برا وقت نکال لیتی۔

مسلمانوں کے کچھ بہانے

جب یہ خرابیاں مسلمانوں کو بتائی جاتی ہیں تو ان کو چند قسم کے عذر ہوتے ہیں۔ایک تو یہ کہ صاحب ہم کیا کریں، ہماری عورتیں اور لڑکے نہیں مانتے، ہم ان کی وجہ سے مجبور ہیں، یہ عذر محض بے کار ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آدھی مرض خود مردوں کی بھی ہوتی ہے۔ تب انکی عورتیں اورلڑکے اِشارہ یا نرمی پا کر ضد کرتے ہیں۔ورنہ ممکن نہیں کہ ہمارے گھر میں ہماری مرضی کے بغیر کوئی کام ہوجائے اگر ہانڈی میں نمک زیادہ ہوجائے تو عورت بیچاری کی شامت اور اگر اولاد یا بیوی کسی وقت نماز نہ پڑھے تو بالکل پرواہ ہی نہیں۔ جان لو کہ حق تعالیٰ نیت سے خبردار ہے۔بعض بزرگوں کو دیکھا گیا ہے کہ آگے آگے فرزند کی برات مع ناچ باجے کے جارہی ہے اور پیچھے پیچھے یہ حضرت لاحول پڑھتے ہوئے چلے جارہے ہیں اور کہتے ہیں کیا کریں بچہ نہیں مانتا یقیناً یہ لاحول خوشی کی ہے۔ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا ؎

که لاحول گویند شادی کناں

دوسرے پنجاب میں یہ قانون ہے کہ ماں باپ کے مال سے لڑکی میراث نہیں پاتی۔لکھ پتی باپ کے بعد سارا مال جائیدار، مکانات سب کچھ لڑکے کا ہے۔لڑکی ایک پائی کی حقدار نہیں۔ بہانہ یہ کرتے ہیں کہ ہم لڑکی کی میراث کے بدلہ اس کی شادی دھوم دھام سے کردیتے ہیں۔سبحان اللہ! اپنے نام کیلئے روپیہ حرام کاموں میں برباد کرو اور لڑکی کے حصے سے کاٹو۔کیوں جناب! آپ جو لڑکے کی شادی اور اس کی پڑھائی لکھائی پر جو روپیہ خرچ کرتے ہیں، بی-اے، ایم-اے کی ڈگری دِلواتے ہیں کیا وہ بھی فرزند کے میراث سے کاٹے ہیں، ہرگز نہیں۔پھر یہ عذر کیسا، یہ محض دھوکہ دینا ہے۔

تیسرے یہ کہ ہم کو علمائے کرام نے یہ باتیں بتائی ہی نہیں۔اس لئے کہ ہم لوگ اس سے غافل رہے۔اب جبکہ یہ رسوم چل پڑیں۔ لہٰذا ان کا بند ہونا مشکل ہے لیکن یہ بہانہ بھی غلط ہے۔علمائے اہلسنّت نے اس کے متعلق کتابیں لکھیں مسلمانوں نے قبول نہ کیا چنانچہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے ایک کتاب لکھی جلی الصوت جس میں صاف صاف فرمایا کہ میت کی روٹی امیروں کیلئے کھانا حرام ہے صرف غریب لوگ کھائیں۔ایک کتاب لکھی هَادِیُ النَّاسِ اِلیٰ اَحکَامِ الْاَعْرَاسِ جس میں شادی بیاہ کی مروجہ رسموں کی برائیاں بتائیں اور شرعی رسمیں بیان فرمائیں۔ایک کتاب لکھی مروجہ النجاء جس میں ثابت فرمایا کہ سوا چند موقعوں کے باقی جگہ عورت کو گھر سے نکلنا حرام ہے اور بھی علمائے اہلسنّت نے ان باتوں کے متعلق بہت کتابیں لکھیں افسوس کہ اپنا قصور علماء کے سر لگاتے ہو۔

چوتھا بہانہ یہ کرتے ہیں کہ اگر شادی بیاہوں میں یہ رسمیں نہ ہوں تو ہمارے گھر لوگ جمع نہ ہونگے جس سے شادی میں رونق نہ ہوگی مگر یہ بھی فقط وہم ودھوکا ہے حق یہ ہے کہ شادی ونکاح میں شرکت اگر سنت کی نیت سے ہو تو عبادت ہے اب تو ہمارے نکاحوں میں لوگ تماشائی بن کر یا کھانے کیلئے آتے ہیں۔ جس کا کچھ ثواب نہیں پاتے اور پھر ان شاءَ اللہ عبادت کی نیت سے آیا کریں گے جیسے اب لوگ عید کی نماز کیلئے عید گاہ میں جاتے ہیں تب ان شاءَ اللہ رونق ہی کچھ اور ہوگی اور بہار ہی کچھ اور آوے گی۔ ابھی یہاں گجرات میں بھائی فضل الٰہی صاحب کے گھر ایسی ہی سیدھی سادھی شادی ہوئی۔ اس قدر مجمع تھا کہ میں نے آج تک کسی برات میں ایسا مجمع نہ دیکھا بہت سے مسلمان توضوکر کے دُرود شریف پڑھتے ہوئے اس سارے جلوس میں شریک ہوئے۔

پانچواں بہانہ یہ کرتے ہیں کہ لوگ ہم پر طعنہ کریں گے کہ خرچ کم کرنے کیلئے یہ رسمیں بند کی ہیں اور بعض لوگ یہ کہیں گے کہ یہ ماتم کی مجلس ہے یہاں ناچ نہیں، باجہ نہیں۔ گویا تیجہ پڑھا جارہا ہے۔ یہ عذر بھی بے کار ہے۔ ایک سنت کو زندہ کرنے میں سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ کیا یہ ثواب مفت مل جائے گا۔ لوگوں کے طعنے عوام کے مذاق' اوّل اوّل برداشت کرنے پڑینگے اور دوستو اب بھی لوگ طعنے دینے سے کب باز آتے ہیں۔ کوئی کھانے کا مذاق اُڑاتا ہے کوئی جہیز کا کوئی اور طرح کی شکایت کرتا ہے غرضکہ لوگوں کے طعنے سے کوئی کسی وقت نہیں بچ سکتا۔ لوگوں نے خدا تعالٰی اور اسکے رسولوں کو عیب لگائے اور طعنے دیئے۔ تم ان کی زبان سے کس طرح بچ سکتے ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ پہلے تو کچھ مشکل پڑے گی مگر بعد میں ان شاءَ اللہ وہی طعنے دینے والے لوگ تم کو دعائیں دیں گے اور غریب وغربا کی مشکلیں آسان ہوجائیں گی ۔ اللہ اور حضور علیہ السلام بھی راضی ہوں گے اور مسلمان بھی مضبوطی سے قائم رہنا شرط ہے۔

بیاہ شادی کی اسلامی رسمیں

سب سے بہتر تو یہ ہوگا کہ اپنی اولاد کے نکاح کیلئے حضرت خاتون جنت شہزادیٔ اسلام فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پاک کو نمونہ بناؤ اور یقین کرو کہ ہماری اولاد ان کے قدم پاک پر قربان اور یہ بھی سمجھ لو کہ اگر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی ہوتی کہ میری لختِ جگر کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہو اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے اس کیلئے چندہ (نیوتا) وغیرہ کیلئے حکم فرمادیا جاتا تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خزانہ موجود تھا جو ایک جنگ کیلئے نو نو سو اونٹ اور نو نو سو اشرفیاں حاضر کردیتے تھے لیکن چونکہ منشا یہ تھا کہ قیامت تک یہ شادی مسلمانوں کیلئے نمونہ بن جائے۔ اسلئے نہایت سادگی سے یہ اسلامی رسم ادا کی گئی۔ لہٰذا مسلمانو! اوّلاً تو اپنی بیاہ برات سے ساری حرام رسمیں نکال ڈالو، باجے، آتشبازی، عورتوں کے گانے، میراثی ڈوم وغیرہ کے گیت، رنڈیوں کے ناچ، عورتوں مردوں کا میل جھول، پھول پتی کا لٹانا ایک دم اللہ کا نام لے کر مٹادو۔ اب رہی فضول خرچی کی رسمیں ان کو یا تو بند ہی کردو اگر بند نہ کرسکو تو ان کیلئے ایسی حد مقرر کردو، جس سے فضول خرچی نہ رہے اور گھر کی بربادی نہ ہو۔ جنہیں امیر وغریب سب بے تکلف پورا کرسکیں۔ لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس طریقہ سے نکاح کی رسم ادا ہونی چاہئے۔

بھات (نانکی چھک) کی رسم بالکل بند کردی جائے اگر دولہا، دولہن کا ماموں نانا کچھ اِمداد کرنا چاہیں تو رسم بنا کر نہ کریں بلکہ محض اس لئے کہ قرابت داروں کی مدد کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے اس لئے بجائے کپڑوں کے نقد روپیہ دے دیں جو کہ پچیس روپیہ سے زیادہ ہرگز نہ ہوں یعنی کم تو ہوں مگر اس سے زیادہ نہ ہوں اور یہ امداد خفیہ کی جاوے دِکھلاوے کو اس میں دخل نہ ہو تاکہ رسم نہ بن جائے۔ دولہا دولہن نکاح سے پہلے اوپٹن یا خوشبو کا استعمال کریں مگر مہندی اور تیل لگانے اور اوپٹن کی رسم بند کردی جائے یعنی گانا باجہ عورتوں کا جمع ہونا بند کردو۔ اب اگر برات شہر کی شہر میں ہے تو ظہر کی نماز پڑھ کر برات کا مجمع دولہا کے گھر جمع ہو اور دولہن والے لوگ دولہن کے گھر جمع ہوں۔ دولہن کے یہاں اس وقت نعت خوانی یا وعظ یا دُرود شریف کی مجلس گرم ہو۔ ادھر دولہا کو اچھا عمدہ سہرا باندھ کر پیدل یا گھوڑے پر سوار کر کے اسطرح برات کا جلوس روانہ ہو، آگے آگے عمدہ نعت خوانی ہوتی جاوے تمام بازاروں میں یہ جلوس نکالا جاوے۔ جب یہ برات دولہن کے گھر پہنچے تو دولہن والے اس برات کو کسی قسم کی روٹی یا کھانا ہرگز نہ دیں کیونکہ حضرات زہرا کے نکاح میں حضور علیہ السلام نے کوئی کھانا نہ دیا۔ غرضکہ لڑکی والے کے گھر کھانا نہ ہو، بلکہ پان یا خالی چائے سے تواضع کردی جائے۔ پھر عمدہ طریقہ سے خطبہ نکاح پڑھ کر نکاح ہوجائے اگر نکاح مسجد میں ہو تو اور بھی اچھا ہے۔ نکاح کا مسجد میں ہونا مستحب ہے اور اگر لڑکی کے گھر ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ نکاح ہوتے ہی براتی لوگ واپس ہوجائیں یہ تمام کام عصر سے پہلے ہوجاویں اور بعد مغرب دلہن کو رُخصت کردیا جائے خواہ رخصت ٹانگہ میں ہو یا ڈولی وغیرہ میں۔ مگر اس پر کسی قسم کا نچھاور اور بکھیر بالکل نہ ہو کہ بکھیر کرنے میں پیسے گم ہوجاتے ہیں ہاں نکاح کے وقت خرمے لٹانا سنت ہے اور اگر نکاح کے وقت دو چار گولے چلا دیئے جائیں یا اعلان کی نیت سے جہاں نکاح ہوا ہے وہاں ہی کوئی نقارہ یا نوبت اس طرح بغیر گیت کے پیٹ دی جاوے جیسے سحری کے وقت اُٹھانے کیلئے رمضان شریف میں پیٹی جاتی ہے تو بھی بہت اچھا ہے یہ ہی ضرب دف کے معنی ہیں۔

جہیز

جہیز کیلئے بھی کوئی حد ہونی چاہئے کہ جس کی ہر امیر و غریب پابندی کرے۔ امیر لوگ اور موقعہ پر اپنی لڑکیوں کو جو چاہیں دیں مگر جہیز وہ دیں جو مقرر ہوگیا۔ یاد رکھو کہ اگر تم جہیز سے دولہا کا گھر بھی بھر دو گے تو بھی تمہارا نام نہیں ہوسکتا کیونکہ بعض جگہ بھنگی چماروں نے اتنا جہیز دے دیا ہے کہ مسلماں بڑے مالدار بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ چند سال گزرے کہ آگرے میں ایک چمار نے اپنی لڑکی کو اتنا جہیز دیا کہ وہ برات کے ساتھ جلوس کی شکل میں ایک میل میں تھا۔ اس کی نگرانی کیلئے پولیس بلانی پڑی جب اس سے کہا گیا کہ اتنا جہیز رکھنے کیلئے دولہا کے پاس مکان نہیں ہے تو فوراً چھ چھ ہزار یعنی بارہ ہزار روپے کے مکان خرید کر دولہا کو دے دیئے چنانچہ اب ہم نے خود دیکھا کہ جو مسلمان اپنی جائیداد و مکان فروخت کر کے اچھا جہیز دیتے ہیں تو دیکھنے والے اس چمار کے جہیز کا ذکر شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی وہ چمار جہیز کا ریکارڈ توڑ گیا۔ اس مسلمان بے چارے کا نام نہ تعریف۔ لہٰذا اے مسلمانو! ہوش کرو، اس ناموری کی لالچ میں اپنے گھر کو آگ نہ لگاؤ۔ یاد رکھو کہ نام اور عزت تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ لہٰذا جو جہیز ہم عرض کرتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز نہ دو۔

برتن گیارہ عدد، چار پائی درمیانی ایک عدد، لحاف ایک عدد، توشک (گدیلا) ایک عدد، تکیہ ایک عدد، چادر ایک عدد، دلہن کے جوڑے چار عدد' جس میں دو عدد سوتی ہوں اور دو ریشمی۔ دولہا کو جوڑے دو عدد، دولہا کے والد کو جوڑا ایک عدد، دولہا کی ماں کو جوڑا ایک عدد، مصلّٰی (جائے نماز) ایک عدد، قرآن شریف مع رحل ایک عدد، زیور بقدر ہمت مگر اس میں بھی زیادتی نہ کرو اگر ہو سکے تو اس کے علاوہ نقد روپیہ لڑکی کے نام میں جمع کرا دو اور اگر تم کو اللہ نے دیا ہے تو لڑکی کو کوئی مکان، دکان، جائیداد کی شکل میں خرید دو لڑکی کے نام رجسٹری ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمام لڑکیوں میں برابری ہونا ضروری ہے لہٰذا اگر نقدی روپیہ یا جائیداد ایک کو دی ہے تو سب کو دو، ورنہ گنہگار ہو گے۔ جو اولاد میں برابری نہ رکھے حدیث شریف میں اس کو ظالم کہا گیا ہے اور اپنی لڑکیوں کو سکھا دو کہ اگر ان کی ساس یا نند طعنہ دیں تو وہ جواب دیں کہ میں سنت طریقہ اور حضرت خاتون جنت کی غلامی میں تمہارے گھر آئی ہوں اگر تم نے مجھ پر طعنہ کیا تو تمہارا یہ طعنہ مجھ پر نہ ہوگا بلکہ اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ السلام پر ہوگا۔ ساس نند بھی خوب یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے یہ جواب سن کر بھی زبان نہ روکی تو ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔

لطیفہ

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ اپنی بیٹی کو جہیز میں ہر چیز دوں گا۔ اب کیا کروں کہ قسم پوری ہو، کیونکہ ہر چیز تو بادشاہ بھی نہیں دے سکتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی لڑکی کو جہیز میں قرآن شریف دیدے کیونکہ قرآن شریف میں ہر چیز ہے اور یہ آیت پڑھ دی۔ (روح البیان) پارہ گیارھواں سورۂ یونس کی پہلی آیت ولا رطب و لا یابس الا فی کتٰب مبین ط

لہٰذا لڑکیوں اور ان کی ساس نندوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس نے قرآن شریف جہیز میں دے دیا اس نے سب کچھ دے دیا۔ کیا چکی چولہا اور دنیا کی چیز قرآن شریف سے بڑھ کر ہیں۔

اور اگر برات دوسرے شہر سے آئی ہے تو برات میں آنے والے آدمی مرد اور عورت پچیس سے زیادہ نہ ہوں اور ان مہمانوں کو لڑکی والا کھانا کھلائے مگر یہ کھانا مہمانی کے حق کا ہوگا نہ کہ برات کی روٹی۔ اسی طرح دولہن والے کے گھر جو اپنی برادری اور بستی کی عام دعوت ہوتی ہے۔ وہ بالکل بند کردی جائے۔ ہاں باہر کے مہمان اور برات کے منتظمین ضرور کھانا کھائیں۔ مقصود صرف یہ ہے کہ دولہن کے گھر عام برادری کی دعوت نہ ہو کہ یہ بلاوجہ کا بوجھ ہے۔ جہاں تک ہوسکے لڑکی والے کا بوجھ ہلکا کردو۔

جب دولہن خیر سے گھر پہنچے تو رُخصت کے دوسرے دن یعنی شبِ عروسی کی صبح کو دولہا کے گھر دعوتِ ولیمہ ہونا چاہئے۔ یہ دعوت اپنی حیثیت کے مطابق ہو کہ یہ سنت ہے مگر اس کی دھوم دھام کیلئے سودی قرضہ نہ لیا جائے اور مالداروں کے ساتھ کچھ غربا اور مساکین کو بھی اس دعوت میں بلایا جائے۔ یاد رکھو کہ جس شادی میں خرچہ کم ہوگا اِن شاءَ اللہ وہ شادی بڑی مبارک اور دولہن بڑی خوش نصیب ہوگی۔ ہم نے دیکھا کہ زیادہ جہیز لے جانے والی لڑکیاں سسرال میں تکلیف سے رہیں اور کم جہیز لانے والیاں بڑے آرام سے گزارا کررہی ہیں۔

ہم نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی اور ان کا جہیز اور ان کی خانگی زندگی شریف نظم میں لکھی ہے اور آپ کو سنائیں سنو اور عبرت پکڑو۔

شہزادیٔ اسلام مالکہ دار السلام حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

گوشِ دل سے مومنو سن لو ذرا
ہے یہ قصہ فاطمہ کے عقد کا!

پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی
اور تھی بائیس سال عمر علی

عقد کا پیغام حیدر نے دیا
مصطفےٰ نے مَرحَباً اَھلاً کہا

پیر کا دن سترہ ماہِ رجب
دوسرا سن ہجرت شاہ عرب

پھر مدینہ میں ہوا اعلانِ عام
ظہر کے وقت آئیں سارے خاص و عام

اس خبر سے شور برپا ہوگیا
کوچہ و بازار میں غل سا مچا

آج ہے مولیٰ کی دختر کا نکاح
آج ہے اس نیک اختر کا نکاح

آج ہے اس پاک و سچی کا نکاح
آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح

خیر سے جب وقت آیا ظہر کا
مسجد نبوی میں مجمع ہوگیا

ایک جانب ہیں ابوبکر و عمر
اک طرف عثمان بھی ہیں جلوہ گر

ہر طرف اصحاب اور انصار ہیں
درمیان میں احمد مختار ہیں

سامنے نوشہ علی مرتضیٰ
حیدر کرار شَاہِ لَا فَتیٰ

آج گویا عرش آیا ہے اُتر
یا کہ قدسی آگئے ہیں فرش پر

جمع جب یہ سارا مجمع ہوگیا
سیّد الکونین نے خطبہ پڑھا

جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفےٰ
عقد زہرا کا علی سے کردیا

چار سو مثقال چاندی مہر تھا
وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا

بعد میں خرمے لٹائے لا کلام
ماسواء اس کے نہ تھا کوئی طعام

ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی
اور ہر اک نے مبارکباد دی

گھر سے رُخصت جس گھڑی زہرا ہوئیں
والدہ کی یاد میں رونے لگیں

دی تسلی احمد مختار نے
اور فرمایا شہِ ابرار نے

فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم
میکہ و سسرال میں اعلیٰ

باپ تیرا ہے امام الانبیاء
اور شوہر اولیاء کے پیشوا

ماہِ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی
تب علی کے گھر میں ایک دعوت ہوئی

جس میں تھیں دس سیر جَو کی روٹیاں
کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بیگماں

اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے
اور یہ دعوت سنت اسلام ہے

سب کو ان کی راہ پر چلنا چاہئے
اور بُری رسموں سے بچنا چاہئے

جہیز

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا — سن لو ان کے ساتھ کیا کیا نقد تھا

ایک چادر سترہ پیوند کی — مصطفےٰ نے اپنی دختر کو جو دی

ایک توشک جس کا چمڑے کا غلاف — ایک تکیہ ایک ایسا ہی لحاف

جس کے اندر اُون نہ ریشم روئی — بلکہ اس میں چھال خرمے کی بھری

ایک چکی پیسنے کے واسطے — ایک مشکیزہ تھا پانی کیلئے

ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں — نقری کنگن کی جوڑی ہاتھ میں

اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا — ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا

شہزادی سیّد الکونین کی — بے سواری ہی علی کے گھر گئی

واسطے جن کے بنے دونوں جہاں — ان کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں

اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام — صاحب لولاک پر لاکھوں سلام

شہزادیٔ کونین کی زندگی

آئیں جب خاتونِ جنت اپنے گھر / پڑگئے سب کام ان کی ذات پر

کام سے کپڑے بھی کالے پڑگئے / ہاتھ میں چکی سے چھالے پڑگئے

دی خبر زہرا کو اسد اللہ نے / بانٹے ہیں قیدی رسول اللہ نے

ایک لونڈی بھی اگر ہم کو ملے / اس مصیبت سے تمہیں راحت ملے

سن کر زاہرا آئیں صدیقہ کے گھر / تا کہ دیکھیں ہاتھ کے چھالے پدر

پر نہ تھے دولت کدہ میں شاہ دیں / والدہ سے عرض کرکے آگئیں

گھر میں جب آئے حبیب کبریا / والدہ نے ماجرہ سارا کہا

فاطمہ چھالے دکھانے آئی تھیں / مجھ سے سب دُکھ دَرد اپنا کہہ گئیں

ایک خادم آپ اگر ان کو بھی دیں / چکی اور چولہے کے وہ دُکھ سے بچیں

شب کو آئے مصطفٰے زہرا کے گھر / اور کہا دختر سے اے جانِ پدر

ہیں یہ خادم ان یتیموں کیلئے / باپ جن کے جنگ ہیں مارے گئے

تم پہ سایہ ہے رسول اللہ کا / آسرا رکھو فقط اللہ کا

ہم تمہیں تسبیح اِک ایسی بتائیں / آپ جس سے خادموں کو بھول جائیں

اوّلا سبحان ۳۳ بار ہو / اور پھر الحمد اتنی ہی پڑھو

اور ۳۴ بار ہو تکبیر بھی / تا کہ سو ہوجائیں یہ مل کر سبھی

پڑھ لیا کرنا اسے ہر صبح و شام / ورد میں رکھنا اسے اپنے مدام

خُلد کی مختار راضی ہوگئیں / سن کے یہ گفتار خوش ہوگئیں

سالک ان کی راہ جو کوئی چلے
دین و دنیا کی مصیبت سے بچے

نکاح کے بعد کبھی شوہر بیوی میں نا اتفاقی ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے شوہر عورت کی صورت سے بیزار ہوتا ہے اور عورت شوہر کے نام سے گھبراتی ہے جس میں کبھی تو قصور عورت کا ہوتا ہے کبھی مرد کا۔ مرد تو دوسرا نکاح کر لیتا ہے اور اپنی زندگی آرام سے گزارتا ہے مگر بیچاری عورت ہی نہیں بلکہ اس کے میکے والوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے جس کا دن رات تجربہ ہو رہا ہے لڑکی والے رو رہے ہیں کبھی مرد غائب یا دیوانہ پاگل ہو جاتا ہے جس کی طلاق کا شرعاً اعتبار نہیں۔ اب عورت بے بس ہے۔ غیر مسلم قومیں مسلمانوں پر طعن دیتی ہیں کہ اسلام میں عورتوں پر ظلم اور مردوں کو بے جا آزادی ہے اس کا علاج عورتوں نے تو یہ سوچا کہ وہ مرد سے طلاق حاصل کرنے کیلئے مرتد ہونے لگیں۔ یعنی کچھ روز کیلئے عیسائی یا آریہ وغیرہ بن گئیں پھر دوبارہ اسلام لا کر دوسرے نکاح میں چلی گئیں یہ علاج خطرناک ہے اور غلط بھی کیونکہ اس میں مسلم قوم کے دامن پر نہایت بدنما دھبہ لگتا ہے اور بہت سی عورتیں پھر اسلام میں واپس نہیں آئیں جس کی مثالیں میرے سامنے موجود ہیں۔ نیز عورت بے ایمان بن جانے سے پہلا نکاح ٹوٹا بھی نہیں بلکہ قائم رہتا ہے بعض لیڈران قوم نے اس کا یہ علاج سوچا کہ فسخ نکاح کا قانون بنوا دیا لیکن اس قانون سے بھی شرعاً نکاح نہیں ٹوٹتا۔ طلاق شوہر دے تب ہی ہو سکتی ہے بعض عقلمند لوگوں نے یہ تدبیر سوچی کہ بڑے بڑے مہر بندھوائے پچاس ہزار ایک لاکھ روپیہ یا اپنی لڑکیوں کے نام دولہا سے مکان یا جائیداد لکھوائی مگر یہ علاج بھی مفید ثابت نہ ہوا۔ کیونکہ اتنے بڑے مہر کے وصول کرنے کیلئے عورت کے پاس کافی روپیہ چاہئے اور بہت دفعہ ایسا ہوا کہ مقدمہ چلا، شوہر نے ادائے مہر کے جھوٹے گواہ کھڑے کر دیئے کہ میں نے مہر دے دیا ہے یا اُس نے معاف کر دیا ہے اس کی بھی مثالیں موجود ہیں۔ اگر کوئی مکان وغیرہ نام کرا لیا تو بھی بیکار کیونکہ جب مرد عورت سے آنکھ پھیر لیتا ہے تو پھر مکان یا تھوڑی زمین کی پرواہ نہیں کرتا اگر وہ مکان چھوڑ بیٹھے تو کیا عورت مکان چاٹے گی۔ ایسے ہی اگر شوہر سے کچھ ماہوار تنخواہ لکھوالی تو اوّلاً تو وصول کرنا مشکل اگر شوہر غائب ہو گیا یا وہ غریب آدمی ہے تو کس طرح ادا کرے اور اگر تنخواہ ملتی بھی رہی تو جوانی کی عمر کیونکر گزارے۔ دوستو یہ سارے علاج غلط ہیں۔ اس کا صرف ایک علاج ہے وہ یہ کہ نکاح کے وقت کابین نامہ شوہر سے لکھوا لیا جائے کابین نامہ یہ ہے کہ ایک تحریر لکھی جائے جس میں شوہر کی طرف سے لکھا ہو کہ اگر میں لاپتا ہو جاؤں یا اس بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کر کے اس پر ظلم کروں یا اس کے حقوق شرعی ادا نہ کروں وغیرہ وغیرہ تو اس عورت کو طلاق بائنہ لینے کا حق ہے لیکن یہ تحریر نکاح کے ایجاب وقبول کے بعد کرائی جائے یا نکاح خواں قاضی ایجاب تو مرد کی طرف سے کرے اور عورت اس شرط پر قبول کرے کہ مجھ کو فلاں فلاں صورت میں طلاق لینے کا حق ہوگا اور مختار پھر اِن شاءَ اللہ شوہر کسی قسم کی بدسلوکی نہ کر سکے گا اور اگر کرے تو عورت خود طلاق لے کر مرد سے آزاد ہو سکے گی۔ اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں اور یہ علاج بہت مفید ثابت ہوا۔ اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ مسلمانوں کے گھر بگڑیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ بگڑنے سے بچیں مرد اس ڈر سے عورتوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے باز رہیں۔

دوسری ہدایت

پنجاب اور کاٹھیاواڑ میں طلاق کا بہت رواج ہے معمولی سی باتوں پر تین طلاقیں دے دیتے ہیں اور ہندو محرروں سے طلاق نامہ لکھواتے ہیں۔ جو اسلامی مسائل سے بالکل جاہل ہیں۔ پھر بعد میں پچھتا کر مفتی صاحب کے پاس روتے ہوئے آتے ہیں کہ مولوی صاحب خدا کیلئے کوئی صورت نکالو کہ میری بیوی پھر نکاح میں آجاوے۔ میں چونکہ فتوؤں کا کام کرتا ہوں اس لئے مجھے ان واقعات سے بہت سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ پھر بہانہ یہ بتاتے ہیں کہ غصہ میں آگیا ہوگیا۔ دوستو! طلاق غصہ میں ہی دی جاتی ہے خوشی میں کون دیتا ہے پھر یہ حیلہ کرتے ہیں کہ وہابیوں سے مسئلہ لکھواتے ہیں کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہوتی ہے۔ اس میں رجوع جائز ہے۔ دوستو! یہ حیلہ بہانہ بالکل بے کار ہے۔ اگر تم وہابی کیا عیسائی آریہ سے بھی لکھوالاؤ کہ طلاق نہ ہوئی، کیا اس سے شرعی حکم بدل جائے گا ہر گز نہیں۔ (اس کی تحقیق کہ طلاقیں ایک ہوتی ہیں یا نہیں۔ ہمارے فتاوٰی میں دیکھو، جس میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق کر دی گئی ہے اور مسلم کی حدیث سے جو دھوکا دیا جاتا ہے اس کو بھی صاف کر دیا گیا ہے) لہٰذا میرا مشورہ یہ ہے کہ اوّل تو طلاق کا نام ہی نہ لو یہ بہت بری چیز ہے۔ ابغض المباحات الطلاق اگر ایسا کرنا ہی ہو تو صرف ایک طلاق دو، تا کہ اگر بعد کو اور دوبارہ نکاح کی گنجائش رہے اور ہمیشہ طلاق نامہ مسلمان واقف کا محرر یا کسی عالم دین کی رائے سے لکھواؤ۔

نکاح کے بعد کی رسمیں

مروجہ رسمیں

شادی کے بعد بھی مختلف قسم کی رسمیں قریب قریب ہر جگہ موجود ہیں لیکن نکاح کے بعد کی رسموں میں یو۔پی کا علاقہ سب ملکوں سے آگے بڑھا ہوا ہے۔ یوپی میں تین طرح کی رسمیں ہیں۔ ایک چوتھی، دوسری گنگنا اور سہرا کھولنے کی رسم، تیسری کھیر کی رسم۔ چوتھی کو یہ ہوتا ہے کہ رُخصت کے دوسرے دن دولہن کے میکے سے تیس یا چالیس آدمی یا کچھ کم وبیش چوتھی لوٹانے کیلئے دولہا کے گھر جاتے ہیں جہاں ان کی پُر تکلف دعوت ہوتی ہے کھانا کھا کر میٹھے چاولوں کے تھال میں اپنی حیثیت سے زیادہ روپیہ رکھتے ہیں۔ یہ روپیہ بھی دولہن والوں کی طرف سے چندہ ہو کر بطور نیوتا جمع ہوتا ہے۔ پھر لڑکی کو اپنے ہمراہ لے آتے ہیں چوتھے دن دولہا کی طرف سے کچھ عورتیں اور کچھ مرد دولہن کے میکے جاتے ہیں اپنے ساتھ سبز ترکاریاں آلو، بینگن وغیرہ اور کچھ مٹھائی جس میں لڈو ضرور ہوں لے جاتے ہیں۔ وہاں کی تواضع خاطر کیلئے پتلی پتلی کھیر تیار ہوتی ہے۔ ایک ٹوٹی کرسی پر کھیر کی تھالی بھری ہوئی رکھ کر اوپر سے سفید چادر ڈال دیتے ہیں۔ دولہا کو بیٹھنے کیلئے وہ کرسی پیش کی جاتی ہے دولہا میاں بے خبر اس پر بیٹھتا ہے۔ بیٹھتے ہی تمام کپڑے کھیر میں خراب ہو جاتے ہیں اور ہنسی اُڑتی ہے پھر دولہن والے دولہا والوں کے کپڑے اور منہ خوب اچھی طرح خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنا بچاؤ کرتے ہیں۔ اس میں خوب دل لگی رہتی ہے۔ جب اس شیطانی رسم سے نجات ہوئی تب کھانا کھلایا۔ بعد نماز ظہر ایک چوکی پر دولہن دولہا آمنے سامنے بیٹھے، وہ لڈو جو دولہا کی طرف سے لائے گئے ہیں آس پاس پھکوائے گئے یعنی دولہا نے دولہن کی طرف پھینکا اور دولہن نے دولہا کی طرف۔ جب سات چکر پورے ہو گئے تب وہ طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے کہ شیطان بھی دُم دبا کر بھاگ جائے۔ وہ ترکاریاں اور آلو، شلغم، بینگن وغیرہ جو دولہا والے ساتھ لائے تھے اب ان کے دو حصے کئے جاتے ہیں۔ ایک حصہ دولہا والوں کا اور دوسرا حصہ دولہن والوں کا۔ پھر ایک دوسرے کو اس سے مار لگاتے ہیں اس کے بعد جو اور ترقی ہوتی ہے وہ بیان کے قابل نہیں، یہ تو چوتھی ہوئی۔ اب آگے چلئے جب دولہن کو واپس سسرال لے گئے تب گنگنا کھولنے کی رسم ادا ہوئی۔ وہ اس طرح کہ دولہن سے گنگنا کھلوایا گیا۔ ادھر سے دولہا نے اس کی گانٹھیں سخت کر رکھی ہیں۔ ادھر سے دولہن کی پوری کوشش ہے کہ اس کو کھول ڈالے جب یہ بمشکل کھولا جا چکا تب آپس میں ایک دوسرے پر پانی پھینکا اور اس میں بڑا ہر وہ مانا جاتا ہے جو کسی شریف آدمی کو دھوکے سے بلا کر اس کو بھگو دے اور جب وہ خفا ہو تو ادھر سے خوشی میں تالیاں بجیں، سہرا کھولنے کی یہ رسم ہے کہ جب سہرا کھولا گیا تو کسی قریب کے دریا میں اور اگر دریا موجود نہ ہو تو کسی تالاب میں اگر تالاب بھی نہ تو کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ مگر یہ سہرا اگر ڈالنے کیلئے عورتیں جائیں تو گاتی بجاتی ہوئی اور واپس ہوں تو گاتی بجاتی ہوئی اور اگر مرد جا کر ڈالیں تو پڑھے لکھے تو ویسے ہی پھینک آتے ہیں اور جاہل لوگ دریا کو سلام کر کے اس میں ڈالتے ہیں پھر کچھ میٹھے چاول پکا کر خواجہ خضر کی فاتحہ نیاز ہوتی ہے۔ لیجئے جناب آج ان رسموں نے پیچھا چھوڑا۔

ان رسموں کی خرابیاں

یہ رسمیں ساری ہندوانی ہیں جس میں عورتوں مردوں کا اختلاط یعنی میل جول ہے یہ بھی حرام اور کھیرا ور ترکاریوں کی بربادی ہے یہ بھی حرام ہے۔ مسلمانوں کے کپڑے خراب کر کے ان کو تکلیف پہنچانی یہ بھی حرام پھر چوتھی میں ایک دوسرے کی مرمت کرنا ایذا دینا یہ بھی حرام کہ اس میں دِل شکنی بھی ہے اور سر شکنی بھی۔ دریا کو اور پانی کو سلام کرنا یہ بھی حرام بلکہ مشرکوں کا کام ہے، گانا بجانا یہ بھی حرام ہے۔

ان کی اِصلاح

ان رسموں کی اصلاح یہ ہے کہ از اوّل تا آخر یہ تمام رسمیں بالکل بند کر دی جائیں۔ بعض جگہ یہ بھی رواج ہے کہ دلہن سسرال میں کام نہیں کرتی اور جب پہلا کام کرتی ہے تو اس سے پوریاں پکوا کر تقسیم کروائی جاتی ہیں یہ بھی بالکل فضول ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اگر اسوقت برکت کیلئے ہاتھ کا پہلا کھانا پکوا کر حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کر دی جائے تا کہ برکت رہے تو بہت ہی اچھا ہے۔

ضروری ہدایات

سسرال کی لڑائیاں چند وجہ سے ہوتی ہیں۔ کبھی تو دولہن تیز زبان اور گستاخ ہوتی ہے ساس نند کو سخت جواب دیتی ہے اسلئے لڑائی ہوتی ہے۔ کبھی شوہر کی چیزوں کو حقیر جانتی ہے اور وہاں اپنے میکے کی بڑائی کرتی رہتی ہے کہ میرے باپ کے گھر یہ تھا وہ تھا۔ کبھی ساس نندیں دولہن کے ماں باپ کو اسکی موجودگی میں برا بھلا کہتی ہیں جس کو وہ برداشت نہیں کرسکتی۔ کبھی سسرال کے کام سے جی چراتی ہے کیونکہ میکے میں کام کرنے کی عادت نہ تھی کبھی میکے بھیجنے پر جھگڑا ہوتا ہے کہ دولہن کہتی ہے کہ میں میکے جائیں گی۔ سسرال والے نہیں بھیجتے پھر دولہن اپنی تکلیفیں اپنے میکے والوں سے جا کر کہتی ہے تو اس کی طرف سے لڑائی کرتے ہیں یہ ایسی آگ لگتی ہے کہ بجھائے نہیں بجھتی۔ کبھی سانس نندیں بلاوجہ دولہن پر بدگمانی کرتی ہیں کہ ہماری دولہن چیزوں کی چوری کر کے میکے پہنچاتی ہے یہ وہ شکایات ہیں جن کی وجہ سے ہمارے یہاں خانہ جنگیاں رہتی ہیں اور ان شکایات کی جڑ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق سے بے خبر ہیں۔ دولہن کو نہیں معلوم کہ مجھ پر شوہر اور ساس کے کیا حق اور ساس اور شوہر کو نہیں خبر کہ ہم پر دولہن کے کیا حق ہیں۔ ساسوں اور شوہروں کو یہ خیال چاہئے کہ نئی دولہن ایک قسم کی چڑیا ہے جو ابھی ابھی قفس (پنجرے) میں پھنسی ہے تو پھڑ پھڑاتی بھی ہے اور بھاگنے کی بھی کوشش کرتی ہے مگر شکاری اور پالنے والا اس کو کھانے پانی کا لالچ دے کر پیار کر کے بہلاتا اور اس کے دل لگانے کی کوشش کرتا ہے پھر آہستہ آہستہ اُس کا دل لگ جاتا ہے۔ اسی طرح ساس نندوں اور شوہروں کو چاہئے کہ اسکے ساتھ ایسا اچھا برتاوا کریں کہ وہ جلد ان سے ہل مل جائے۔ دوستو! چار دن تو قیر کے بھی بھاری ہوتے ہیں

اور خیال رکھو کہ لڑکی سب کچھ سن سکتی ہے مگر اپنے ماں باپ بہن بھائی کی برائی نہیں سن سکتی اس کے سامنے اس کے ماں باپ کو ہرگز برا نہ کہو۔ دیکھو ابو جہل کا فرزند عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم دیا کہ عکرمہ کے سامنے کوئی بھی انکے باپ ابو جہل کو برا نہ کہے۔ (مدارج النبوۃ) یہ کیوں تھا؟ صرف اسلئے کہ ہر شخص کی فطری عادت ہے کہ اپنے ماں باپ کی برائی نہ سن سکے۔ اگر لڑکی کو کسی کام کاج میں مہارت نہ ہو تو آہستگی سے سکھالیں غرضکہ اس کے ساتھ وہ سلوک کریں جو اپنی اولاد سے کرتے ہیں یا اپنی بیٹی کیلئے ہم خود چاہتے ہیں وہ بھی تو کسی کی بچی ہے جو چیز اپنی بچی کیلئے گوارا نہ کرو وہ دوسرے کی بچی سے بھی گوارا نہ کرو اور کسی پر بلا وجہ بدگمانی کرنا حرام ہے اس بدگمانی نے صدہا گھروں کو تباہ کر ڈالا۔ دلہنوں کو چاہئے کہ اس کا خیال رکھیں کہ زبان شیریں سے ملک گیری ہوتی ہے۔ نرم زبان سے انسان جانوروں کو قبضے میں کر لیتا ہے یہ ساس نندیں تو پھر انسان ہیں۔ خیال رکھو کہ قدرت نے پکڑنے کیلئے دو ہاتھ، چلنے کیلئے دو پاؤں، دیکھنے کیلئے دو آنکھیں اور سننے کیلئے دو کان دیئے مگر بولنے کیلئے زبان صرف ایک ہی دی جس کا مقصد صرف یہ کہ بولو کم مگر کام زیادہ کرو۔ اگر تم اپنے ماں باپ کی بڑائی سب کو جتلاتی پھر تو بے کار ہے لطف تو جب ہے کہ تمہاری رفتار گفتار خوش خلقی کام دھندا اچھے اخلاق ایسے ہوں کہ ساس نند اور شوہر یا کہ ہر دیکھنے والا تم کو دیکھ کر تمہارے ماں باپ کی تعریف کریں کہ دیکھو تو لڑکی کو کیسی عمدہ تعلیم، تربیت دی۔ سسرال میں کیسی ہی لڑائی ہو جاوے ماں باپ کو ہرگز اس کی خبر نہ دو۔ اگر کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف بھی ہو جائے تو صبر سے کام لو۔ کچھ دِنوں میں یہ ساس سسر نندیں اور شوہر سب تمہاری مرضی پر چلیں گے۔ ہم نے وہ لائق شریف لڑکیاں بھی دیکھی ہیں جنہوں نے سسرال میں پہلے کچھ دُشواری اُٹھائی پھر اپنے اخلاق سے سسرال والوں کو ایسا گرویدہ بنالیا کہ انہوں نے سارے کے سارے اختیار دلہن کو دے دیئے اور کہنے لگے کہ بیٹی گھر بار تو جانے ہم کو تو دو وقت جو تیرا جی چاہئے پکا کر دے دیا کر اور خیال رہے کہ تمہارے شوہر کی رضا میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا مندی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور اے شوہرو! تم یاد رکھو کہ دنیا میں انسان کے چار باپ ہوتے ہیں ایک تو نسبتی باپ دوسرے اپنا سسر تیسرے اپنا استاد چوتھے اپنا پیر۔ اگر تم نے اپنے سسر کو برا کہا تو سمجھ لو کہ اپنے باپ کو برا کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا بہت کامیاب شخص وہ ہے جس کی بیوی بچے اس سے راضی ہوں۔

خیال رکھو کہ تمہاری بیوی نے صرف تمہاری وجہ سے اپنے سارے میکے کو چھوڑا بلکہ بعض صورتوں میں دیس چھوڑ کر تمہارے ساتھ پردیسی بنی اگر تم بھی اس کو آنکھیں دکھاؤ تو وہ کس کی ہو کر رہے۔ تمہارے ذِمہ ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بچے سب کے حق ہیں، کسی کے حق کے ادا کرنے میں غفلت نہ کرو اور کوشش کرو کہ دنیا سے بندوں کے حق کا بوجھ اپنے پر نہ لے جاؤ۔ خدا کے تو ہم سب گنہگار ہیں مگر مخلوق کے گنہگار نہ بنیں۔ حق تعالیٰ میرے ان ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تاثیر دے اور مسلمانوں کے گھروں میں اتفاق پیدا فرمادے اور جو کوئی اس رسالے سے فائدہ اُٹھائے وہ مجھ فقیر کیلئے دعا مغفرت اور حُسن خاتمہ کرے۔

دو باتیں اور بھی یاد رکھو۔ ایک تو یہ کہ جیسا تم اپنے ماں باپ سے سلوک کروگے، ویسا ہی تمہاری اولاد تمہارے ساتھ سلوک کرے گی جیسا کہ تم دوسرے کی اولاد کے ساتھ سلوک کروگے، ویسا ہی دوسرے تمہاری اولاد سے سلوک کرینگے یعنی اگر تم اپنے ساس سسر کو گالیاں دوگے تمہارے داماد تم کو دیں گے۔

دوسرے یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ قرابت داروں سے سلوک کرنے سے عمر اور مال بڑھتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی پاک معلوم کرنے کیلئے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سوانح عمریاں پڑھیں جن سے پتا لگے کہ اہل قرابت کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔

مُحرم، شب برات، عید، بقر عید کی رسمیں

مروجہ رسمیں

ہمارے ملک میں ان مبارک مہینوں میں حسبِ ذیل رسمیں ہوتی ہیں۔ محرم کے پہلے دس دِن اور خاص کر دسویں محرم یعنی عاشورہ کا دن کھیل کود، تماشہ اور میلوں کا زمانہ سمجھا گیا ہے۔ کاٹھیاواڑ میں اس زمانہ میں تعزیہ داری کیساتھ کتے، گدھے، بندر کی سی صورتیں بنا کر مسلمان تعزیوں کے آگے کودتے ہوئے نکلتے ہیں اور سبیلوں کی خوب زیبائش کرتے ہیں اور شرابیں پی پی کر چوکاروں میں کھڑے ہو کر ماتم کے بہانے سے کودتے ہیں اور یوپی میں مسلمان ان دس دِنوں میں برابر رافضیوں کی مجلسوں میں مرثیے سننے اور مٹھائی لینے پہنچ جاتے ہیں۔ پھر آٹھویں تاریخ کو علم اور نویں تاریخ کو تعزیوں کی گشت اور دسویں کا جلوس خود بھی نکالتے ہیں اور رافضیوں کے تعزیوں کے جلوس میں بھی شرکت کرتے ہیں۔ بعض جاہل لوگ ماتم بھی کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ پھر بارہویں محرم کو تعزیوں کا تیجہ اور ۲۰ صفر کو تعزیوں کا چالیسواں نکالا جاتا ہے جس میں چند طرح کے جلوس نکلتے ہیں۔ صفر کے آخری بدھ کو مسلمانوں کے گھر پوریاں پکائی جاتی ہیں خوشی منائی جاتی ہے اور کاٹھیاواڑ میں لوگ عصر کے بعد ثواب کی نیت سے جنگل میں تفریح کرنے جاتے ہیں اور یوپی میں بعض جگہ اس دن پرانی مٹی کے برتن پھوڑ کر نئے خریدے جاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں اس لئے ہوتی ہیں کہ مسلمانوں میں مشہور یہ ہے کہ آخری چہار شنبہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غسل صحت فرمایا اور تفریح کیلئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ ربیع الاوّل میں عام مسلمان محفل میلاد شریف کی مجلسیں کرتے ہیں جن میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پاک کا ذکر اور قیام نعت خوانی، دُرود شریف کی کثرت ہوتی ہے اور بارہویں ربیع الاوّل کو جلوس نکالا جاتا ہے اور ربیع الآخر شریف میں گیارہویں شریف حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلسیں کرتے ہیں جس میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پڑھ کر سامعین کو سناتے ہیں اور بعد فاتحہ شیرینی تقسیم کرتے ہیں یا مسلمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں مگر اس زمانہ کے مسلم نما مرتدین یعنی دیوبندی، وہابی ان پاک مجلسوں کو بدعت کہہ کر روکتے ہیں چنانچہ پنجاب کے اکثر علاقہ میں یہ رسمیں بالکل بند کر دی گئی ہیں۔

رجب میں ۲۷ تاریخ کو مسلمان عید معراج النبی کی تقریب میں جلسے کرتے ہیں جس کو رجبی شریف کہتے ہیں اسے لکار روٹے ہیں شب برات یعنی پندرہویں شعبان کو مسلمان بچے اس قدر آتشبازی چلاتے ہیں کہ راستہ چلنا مشکل ہوتا ہے اور بہت جگہ اس سے آگ لگ جاتی ہے۔

رمضان شریف میں بعض بے غیرت مسلمان روزہ داروں کے سامنے اور سرِ بازاروں میں کھاتے پیتے ہیں بلکہ روٹی کی دکانوں میں بھی پردہ ڈال کر کھانا کھاتے ہیں، عید اور بقر عید کے دن عید کی نماز پڑھ کر سارا دن کھیل کود میں گزارتے ہیں اور شہروں میں ان دِنوں میں عید بقر عید کی خوشی میں سینما کے چار چار شو ہوتے ہیں۔ سینما کے ہال مسلمانوں سے کھچا کھچ بھرے رہتے ہیں اور جن کی نئی شادی ہو وہ پہلی عید ضرور سسرال میں کرتے ہیں اور جن لڑکوں کی منگنی ہوگئی ہے ان کے گھر سے دلہن کے گھر جوڑا جانا ضروری ہے۔

ان رسموں کی خرابیاں

محرم الحرام

محرم کا مہینہ نہایت مبارک ہے۔ خاص کر عاشورہ کا دن بہت ہی مبارک ہے کہ دسویں محرم جمعہ کے دن حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے زمین پر تشریف لائے اور اسی تاریخ اور اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے نجات پائی اور فرعون غرق ہوا۔ اسی دن اور اسی تاریخ میں سیّد الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا کے میدان میں شہادت پائی اور اسی جمعہ کا دن اور غالبًا اسی دسویں محرم کو قیامت آئے گی۔ غرضکہ جمعہ کا دن اور دسویں محرم بہت مبارک دن ہے۔ اسلام میں سب سے پہلے صرف عاشورہ کا روزہ فرض ہوا۔ پھر رمضان شریف کے روزوں سے اس روزے کی فرضیت تو منسوخ ہوگئی مگر اس دن کا روزہ اب بھی سنت ہے۔ لہٰذا ان دنوں میں جس طرح نیک کام کرنے کا ثواب زیادہ ہے اسی طرح گناہ کرنے کا عذاب بھی زیادہ۔ تعزیہ داری اور علَم نکالنا، کودنا، ناچنا یہ وہ کام ہیں جو یزیدی لوگوں نے کئے تھے کہ امام حسین و دیگر شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے سرنیزوں پر رکھ کر ان کے آگے کودتے ناچتے خوشیاں مناتے ہوئے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق یزید پلید کے پاس لے گئے باقی اہل بیت نے نہ کبھی تعزیہ داری کی اور نہ علم نکالے، نہ سینے کوٹے، نہ ماتم کئے۔ لہٰذا اے مسلمانوں! ان مبارک دِنوں میں یہ کام ہرگز نہ کرو، ورنہ سخت گنہگار ہوگے۔ خود بھی ان جلسوں اور ماتم میں شریک نہ ہو اور اپنے بچوں اپنی بیویوں دوستوں کو بھی روکو۔ رافضیوں کی مجلس میں ہرگز شرکت نہ کرو، بلکہ خود اپنی سنّیوں کی مجلسیں کرو جس میں شہادت کے سچے واقعات بیان ہوں۔ آخری چہار شنبہ ماہِ صفر کے متعلق جو رِوایت مشہور ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس تاریخ میں غسل صحت فرمایا وہ محض غلط ہے۔ ۲۷ صفر کو مرض شریف یعنی دردِ سر اور بخار شروع ہوا اور بارہویں ربیع الاوّل دوشنبہ کے دِن وفات ہوگئی درمیان میں صحت نہ ہوئی۔

فاتحہ اور قرآن خوانی جب بھی کرو، حرج نہیں مگر گھڑے برتن پھوڑنا مال کا برباد کرنا ہے جو حرام ہے۔ ربیع الاوّل میں محفل میلاد شریف اور ربیع الثانی میں مجلس گیارہویں شریف بہت مجلسیں ہیں ان کو بند کرنا بہت نادانی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ محفل میلاد شریف کی برکت سال بھر تک گھر میں رہتی ہے اس کیلئے ہماری کتاب جاء الحق دیکھو۔ ان مجلسوں کی وجہ سے مسلمانوں کو نصیحت کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور مسلمانوں میں حضور علیہ السلام کی محبت پیدا ہوتی ہے، جو ایمان کی جڑ ہے بخاری شریف میں ہے کہ ابولہب نے حضور علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خوشی میں اپنی لونڈی ثُوَیْبَہ کو آزاد کیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا، تیرا حال کیا ہے؟ اس نے کہا، حال تو بہت خراب ہے مگر سوموار (پیر) کے دن عذاب میں کمی ہو جاتی ہے کیونکہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی۔ جب کافر ابولہب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی خوشی کا کچھ نہ کچھ فائدہ مل گیا تو مسلمان مگر اس کی خوشی منائے تو ضرور ثواب پائے لیکن یہ خیال رہے کہ جوان عورتوں کا اس طرح غزلیں پڑھنا کہ ان کی آواز غیر مردوں کو پہنچے حرام ہے کیونکہ عورت کی آواز کا غیر مردوں سے پردہ ہے۔ اسی طرح ربیع الاوّل میں جلوس نکالنا بہت مبارک کام ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو مدینہ پاک کے جوان و بچے وہاں کے بازاروں، کوچوں اور گلیوں میں یارسول اللہ کے نعرے لگاتے پھرتے تھے اور جلوس نکالے گئے تھے۔ (مسلم) اور اس جلوس کے ذریعہ سے وہ کفار اور دوسری قومیں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک حالات سن لینگے، جو اسلامی جلسوں میں نہیں آتے ان کے دلوں میں اسلام کی ہیبت اور بانئ اسلام علیہ السلام کی عزت پیدا ہوگی مگر جلوس کے آگے باجہ وغیرہ کا ہونا یا ساتھ میں عورتوں کا جانا حرام ہے۔

رجب شریف

اس مہینہ کی ۲۲ تاریخ کو یوپی میں کونڈے ہوتے ہیں یعنی نئے کونڈے منگائے جاتے ہیں اور سوا پاؤ میدہ، سوا پاؤ شکر، سوا پاؤ گھی کی پوریاں بنا کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرتے ہیں۔ اس رسم میں صرف دو خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ ایک تو یہ کہ فاتحہ دِلانے والوں کا عقیدہ یہ ہوگیا ہے کہ اگر فاتحہ کے اوّل لکڑی والے کا قصہ نہ پڑھا جائے تو فاتحہ نہ ہوگی اور یہ پوریاں گھر سے باہر نہیں جاسکتیں اور بغیر نئے کونڈے کے یہ فاتحہ نہیں ہوسکتی۔ یہ سارے خیال غلط ہیں۔ فاتحہ ہر کونڈے پر اور ہر برتن میں ہو جائے گی۔ اگر صرف زیادہ صفائی کیلئے نئے کونڈے منگالیں تو حرج نہیں۔ دوسری فاتحہ کے کھانوں کی طرف اس کو بھی باہر بھیجا جاسکتا ہے۔ رجبی شریف بھی حقیقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج کی خوشی ہے اس میں کوئی حرج نہیں مگر اس میں بھی جوان عورتوں کو غزلیں بلند آواز سے پڑھنا کہ جس سے باہر آواز پہنچے، حرام ہے۔

شب برات

شب برات کی رات بہت مبارک ہے اس رات میں سال بھر میں ہونے والے سارے انتظامات فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں کہ اس سال میں فلاں فلاں کی موت ہے، فلاں فلاں جگہ اتنا پانی برسا دیا جائے گا، فلاں کو مالدار اور فلاں کو غریب بنایا جائے گا اور جو اس رات میں عبادت کرتے ہیں انکو عذابِ الٰہی سے چھٹکارا یعنی رہائی ملتی ہے۔ اسلئے اس رات کا نام شب برات ہے عربی میں برات کے معنی رہائی اور چھٹکارا ہیں یعنی یہ رات رہائی کی رات ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: فیھا یفرق کل امر حکیم اس رات کو زمزم کے کنوئیں میں پانی بڑھایا جاتا ہے اس رات حق تعالیٰ کی رحمتیں بہت زیادہ اُترتی ہیں۔ (تفسیر روح البیان سورۂ دخان) اس رات کو گناہ میں گزارنا بڑی محرومی کی بات ہے آتش بازی کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہوگئی تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر ان میں آگ لگا کر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف پھینکے۔ کاٹھیا واڑ میں ہندو لوگ ہولی اور دیوالی کے موقعہ پر آتشبازی چلاتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ رسم مسلمانوں نے ہندوؤں سے سیکھی۔ مگر افسوس کہ ہندو تو اس کو چھوڑ چکے ہیں مگر مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ سالانہ اس رسم میں برباد ہوجاتا ہے اور ہر سال خبریں آتی ہیں کہ فلاں جگہ اتنے گھر آتشبازی سے جل گئے اور اتنے آدمی مر جل کر مر گئے اس میں جان کا خطرہ اور مال کی بربادی، مکانوں میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے، اپنے مال میں اپنے ہاتھ سے آگ لگانا اور پھر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا وبال سر پر ڈالنا ہے۔ خدا کیلئے اس بیہودہ اور حرام کام سے بچو۔ اپنے بچوں اور قرابت داروں کو روکو۔ جہاں آوارہ بچے یہ کھیل کھیل رہے ہوں وہاں تماشا دیکھنے کیلئے بھی نہ جاؤ۔ آتشبازی بنانا، اس کا بیچنا، اس کا خریدنا اور خریدوانا، اس کا چلانا یا چلوانا سب حرام ہے۔

رمضان شریف

رمضان شریف میں دن کو سب کے سامنے کھانا پینا سخت گناہ اور بے حیائی ہے۔ پہلے زمانہ میں ہندو اور دوسرے کفار بھی رمضان میں بازاروں میں کھانے پینے سے بچتے تھے کہ یہ مسلمانوں کے روزے کا زمانہ ہے مگر جب مسلمانوں نے خود ہی اس مہینہ کا ادب چھوڑ دیا تو دوسروں کی شکایت کیا ہے۔

عید، بقر عید

عید، بقر عید بھی عبادت کے دن ہیں، ان میں بھی مسلمان گناہ اور بے حیائی کرتے ہیں اگر مسلمان قوم حساب لگائے تو ہندوستان میں ہزار ہا روپیہ روزانہ سینماؤں، تھیٹروں اور دوسری عیاشی میں خرچ ہورہا ہے۔ اگر قوم کا یہ روپیہ بچ جائے اور کسی قومی کام میں خرچ ہو تو قوم کے غریب لوگ پل جائیں اور مسلمانوں کے دن بدل جائیں غرضکہ ان دنوں میں یہ کام سخت گناہ ہیں۔

ان دنوں میں اسلامی رسمیں

ان مہینوں میں کیا کام کرنے چاہئیں یہ تو ہم اِن شاءَ اللہ اس کتاب کے آخر میں عرض کرینگے کچھ ضروری باتیں یہاں بتاتے ہیں۔
محرم کی دسویں تاریخ کو حلیم (کھچڑا) کرنا بہت بہتر ہے کیونکہ جب حضرت نوح علیہ السلام اس دن اپنی کشتی سے زمین پر آئے تو کوئی غلہ نہ رہا تھا کشتی والوں کے پاس جو کچھ غلہ کے دانے تھے وہ سب ملا کر پکائے گئے۔ (تفسیر روح البیان پارہ بارھواں آیت قصہ نوح)
اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی عاشورہ کے دن اپنے گھر کھانے میں وسعت کرے یعنی خوب پکائے اور کھلائے تو سال بھر اس کے گھر میں برکت رہے گی۔ (شامی) اور کھچڑے (حلیم) میں ہر کھانا پڑتا ہے لہٰذا اُمید ہے کہ ہر کھانے میں سال بھر تک برکت رہے گی۔ صدقہ وخیرات کرے، اپنے گھر اور محلّہ میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس کرے، جس میں اگر رونا آئے تو آنسوؤں سے روئے کپڑے پھاڑنا، ماتم کرنا، منہ پیٹنا، سوگ کرنا حرام ہے۔ رافضیوں کی مجلسوں میں ہرگز نہ جاؤ کہ وہاں اکثر تبرا ہوتا ہے یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیتے ہیں۔ ربیع الاوّل میں مہینہ بھر تک جب چاہو، محفل میلاد شریف کرو مگر اس کے پڑھنے والے یا تو مرد ہوں یا چھوٹی لڑکیاں اور اگر جوان لڑکیاں اور عورتیں پڑھیں تو اتنی نیچی آواز سے روایتیں پڑھیں کہ ان کی آواز باہر نہ جائے اور محفل میلاد شریف میں روزے، نماز اور پردے وغیرہ کے احکام بھی سنائے جائیں تاکہ نعت شریف کے ساتھ احکامِ اسلام کی بھی تبلیغ ہو اور جس قدر خوشی مناؤ، عطر ملو، گلاب چھڑکو، ہار پھول ڈالو بہت ثواب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش اللہ کی رحمت ہے اور اللہ کی رحمت پر خوشی منانا قرآن کریم کا حکم ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے: قل بفضل اللہ و برحمتہٖ فبذٰلك فلیفرحوا...... بلکہ ہر خوشی وغم کے موقعہ پر میلاد شریف کرو۔ شادی بیاہ، موت بیماری ہر وقت ان کے گیت گاؤ کیونکہ

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو   جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

رجب کے مہینہ میں ۲۲ تاریخ کو کونڈوں کی رسم بہت اچھی اور برکت والی ہے مگر اس میں سے یہ قید نکالدو کہ فاتحہ کی چیز باہر نہ جائے اور لکڑی والے کا قصہ ضرور پڑھا جائے۔

شب برات میں رات بھر جاگو قبروں کی زیارت کرو، رات بھر نفل پڑھو، حلوے پر فاتحہ پڑھ کو خیرات کرو اور باقی اس کے احکام آخر میں لکھے جائیں گے۔

رمضان شریف میں جو کوئی کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ بھی کسی کے سامنے نہ کھائے پئے چار وجہ سے روزہ معاف ہے۔ عورت کو حیض یا نفاس آنا، ایسی بیماری جس میں روزہ نقصان کرے، سفر مگر ان سب صورتوں میں قضا کرنی پڑے گی۔

ستائیسویں رمضان غالباً شبِ قدر ہے اس رات کو ہو سکے تو ساری رات جاگ کر عبادت کرو، ورنہ سحری کھا کر پھر نہ سوؤ۔ صبح تک قرآن مجید اور نفل پڑھو۔ رمضان شریف میں ہر نیک کام کا ثواب ستر گنا ملتا ہے اس لئے پورا ماہِ رمضان قرآن مجید کی تلاوت اور نوافل پڑھنے اور صدقہ وخیرات میں گزار دو۔ عید کے دن اچھے کپڑے پہننا، غسل کرنا، خوشبو ملنا سنت ہے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دو۔ اگر تمہارے پاس ۵۶ روپے نقد یا اس قیمت کا کوئی تجارتی مال یا ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا ہے اور قرض وغیرہ نہیں ہے تو اپنی طرف سے اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے فطرہ ادا کرو۔ فطرہ خواہ رمضان میں دیدو، یا عید کی نماز سے پہلے عید کے دن دیدو۔ فطرہ ایک شخص کی طرف سے ۵۷ا روپیہ اٹھنی بھر گیہوں یا اس سے دوگنا جو یا اس کی قیمت کا باجرہ چاول وغیرہ ہے پھر کچھ خرمے کھا کر عید گاہ کو جاؤ۔ راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر کہتے جاؤ ایک راستے سے واپس آؤ دوسرے راستہ سے۔ بقر عید کے دن یہ کام کرو۔ غسل کرنا، کپڑے بدلنا، خوشبو لگانا مگر اس دن بغیر کچھ کھائے عید گاہ جاؤ۔ راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہوے ہوئے جاؤ اور اگر تمہارے پاس اتنا مال ہے جو فطرے کیلئے بیان کیا گیا تو بعد نماز کے اپنی طرف سے قربانی کر دو۔ یاد رکھو کہ سال بھر میں پانچ دن روزہ رکھنا منع ہے۔ ایک عید الفطر کا اور چار دن بقر عید کے یعنی دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں باقی احکام کیلئے بہارِ شریعت دیکھو۔ فضول خرچیوں کو بند کرو اور اس سے جو پیسہ بچے اس سے اپنے قرابت داروں اور محلے والوں یتیم خانوں اور دِینی مدرسوں کی مدد کرنا چاہئے۔ یقین سے جانو کہ مسلم قوم کی عید جب ہی ہوگی جب ساری قوم خوش حال، ہنرمند اور پرہیزگار ہو۔ اگر تم نے اپنے بچوں کو عید کے دن کپڑوں سے لاد دِیا لیکن تمہارے مسلم قوم کے غریب بچے اس دن در بدر بھیک مانگتے پھرے تو سمجھ لو کہ یہ عید قوم کی نہیں۔ حق تعالیٰ مسلم قوم کو سچی عید نصیب فرماوے۔ آمین

نیا فیشن اور پردہ

مروجہ رسمیں

نئے تعلیم یافتہ لوگوں نے مسلمانوں کی موجودہ پستی اور ان کی بیماریوں کا علاج یہ سوچا ہے کہ مسلمان مغربی تہذیب میں اپنے آپ کو فنا کرڈالیں اس طرح کہ مردتو داڑھیاں منڈوادیں مونچھیں لمبی کریں نکر (جانگھیا) کوٹ پتلون، ہیٹ استعمال کریں۔ نماز کو خیر باد کہہ دیں اور اپنے کو ایسا ظاہر کریں کہ یہ کسی انگریز کے فرزند ہیں اور عورتوں کو گھروں سے باہر نکالیں پردہ توڑ دیں، اپنی بیویوں کو ساتھ لے کر بازاروں، کمپنی، باغوں اور تفریح گاہوں میں گھومتے پھریں۔ رات کو بیگم کو لے کر سینما جائیں بلکہ کالج اور سکولوں میں لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں۔ بلکہ مرد وعورتیں مل کر ٹینس ہاکی وغیرہ کھیلیں۔ یہ بھوت ان عقلمندوں پر ایسا سوار ہوا ہے کہ جوان کو سمجھاتا ہے اس کے یہ دشمن ہیں، اس کو ملاں یا مسجد کا لوٹا یا پرانی ٹائپ کا بڈھا کہہ کر مذاق اُڑا کر رکھ دیتے ہیں۔ اخباروں اور رسالوں میں برابر پردہ کے خلاف مضامین چھپ رہے ہیں۔ قرآنی آیتوں اور احادیث شریفہ کو کھینچ تان کر پردہ کے خلاف چسپاں کیا جارہا ہے تو اب تک نہ سمجھا کہ ان حرکتوں سے مسلم قوم ترقی کیوں کرسکے گی اور جن صاحبوں نے اپنے گھروں میں پیرس اور لندن کا نمونہ پیدا کیا ہے انہوں نے اب تک کتنے ملک جیتے اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنی ذات سے کیا فائدے پہنچائے۔ ہم اس باب کی دو فصلیں کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں نئے فیشن کی خرابیاں اور دوسری فصل میں پردے کے فائدے اور بے پردگی کے نقلی اور عقلی نقصانات بیان کریں گے۔ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قبول فرمائے اور مسلمانوں کو عمل کی توفیق دے۔

نئے فیشن کی خرابیاں

قرآن کریم فرماتا ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ط اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ انسان کو قدرت نے دو قسم کے اعضا دیئے ہیں۔ ایک ظاہری دوسرے چھپے ہوئے۔ ظاہری عضو تو صورت چہرہ آنکھ ناک کان وغیرہ ہیں اور چھپے ہوئے عضو دل دماغ جگر وغیرہ۔ مسلمان کامل ایمان والا جب ہو سکتا ہے کہ صورت میں بھی مسلمان ہو اور دل سے بھی یعنی اسلام کا اس پر ایسا رنگ چڑھے کہ صورت اور سیرت دونوں کو رنگ دے۔ دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ موجیں مار رہا ہو، اس میں ایمان کی شمع جل رہی ہو اور صورت ایسی ہو جو اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھی یعنی مسلمان کی سی۔ اگر دل میں ایمان ہے مگر صورت بھگوان داس کی سی، تو سمجھ لو کہ اسلام میں پورے پورے داخل نہ ہوئے۔ سیرت بھی اچھی بناؤ اور صورت بھی۔ غور سے سنو! حضرت مغیرہ ابن شیبہ جو کے صحابیٔ رسول اللہ ہیں ایک بار ان کی مونچھیں کچھ بڑھ گئی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مغیرہ! تمہاری مونچھیں بڑھ گئیں کاٹ لو۔ انہوں نے خیال کیا کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹ دونگا۔ مگر سرکاری فرمان ہوا کہ ہماری مسواک لو اس پر بڑھے ہوئے بال رکھ کر چھری سے کاٹ دو یعنی اتنی بھی مہلت نہ دی کہ گھر جا کر قینچی سے کاٹیں۔ نہیں یہاں ہی کاٹ دو۔ جس سے معلوم ہوا کہ بڑی مونچھیں حضور علیہ والسلام کو ناپسند تھیں۔ دنیا میں ہزاروں پیغمبر تشریف لائے مگر کسی نبی نے نہ داڑھی منڈوائی اور نہ مونچھیں رکھائیں۔ لہٰذا داڑھی فطرت یعنی سنتِ انبیاء علیہم السلام ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے، داڑھیاں اور مونچھیں پست کرو اور مشرکین کی مخالفت کرو۔ اس کے علاوہ بہت سی نقلی دلیلیں دی جا سکتی ہیں۔

مگر ہمارے نئے تعلیم یافتہ لوگ نقلی دلائل کے مقابلے عقلی باتوں کو زیادہ مانتے ہیں۔ گویا گلاب کے پھول کے مقابلے میں گینڈے کے پھول ان کو زیادہ پیارے ہیں۔ اس لئے عقلی باتیں بھی عرض کرتا ہوں۔ سنو! **اسلامی لشکر اور اسلامی لباس** میں اتنے فائدے ہیں:

۱ ...... گورنمنٹ نے ہزاروں محکمے بنا دیئے ہیں۔ ریلوے، ڈاکخانہ، پولیس، فوج اور کچہری وغیرہ اور ہر محکمے کیلئے وردی علیحدہ علیحدہ مقرر کر دی کہ اگر لاکھوں آدمیوں میں کسی محکمہ کا آدمی کھڑا ہو تو صاف پہچان میں آجاتا ہے۔ اگر کوئی سرکاری نوکر اپنی ڈیوٹی کے وقت اپنی وردی میں نہ ہو تو اس پر جرمانہ ہوتا ہے اگر بار بار کہنے پر نہ مانے تو برخاست کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی محکمۂ اسلام اور سلطنتِ مصطفوی اور حکومتِ الٰہیہ کے نوکر ہیں ہمارے لئے علیحدہ شکل مقرر کر دی کہ اگر لاکھوں کافروں کے بیچ میں کھڑے ہوں تو پہچان لئے جائیں کہ مصطفےٰ علیہ السلام کا غلام وہ کھڑا ہے۔ اگر ہم نے اپنی وردی چھوڑ دی تو ہم بھی سزا کے مستحق ہوں گے۔

۲...... قدرت نے انسان کی ظاہری صورت اور دل میں ایسا رشتہ رکھا ہے کہ ہر ایک کا دوسرے پر اثر پڑتا ہے اگر آپکا دل غمگین ہے تو چہرہ پر اُداسی چھا جاتی ہے اور دیکھنے والا کہہ دیتا ہے کہ خیر تو ہے چہرہ کیوں اداس ہے۔ دل میں خوشی ہے تو چہرہ بھی سرخ و سپید ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دل کا اثر چہرہ پر ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو دق کی بیماری ہے تو حکیم کہتے ہیں کہ اس کو اچھی ہوا میں رکھو، اچھے اور صاف کپڑے پہناؤ، اس کو فلاں دوا کے پانی سے غسل دو۔ کہئے بیماری تو دل میں ہے۔ یہ ظاہری جسم کا علاج کیوں ہو رہا ہے؟ اسی لئے کہ اگر ظاہر اچھا ہوگا تو اندر بھی اچھا ہو جائے گا۔ تندرست آدمی کو چاہئے کہ روزانہ غسل کرے، صاف کپڑے پہنے، صاف گھر میں رہے، تو تندرست رہے گا۔ اسی طرح غذا کا اثر بھی دل پر پڑتا ہے۔ سؤر کھانا شریعت نے اسی لئے حرام فرما دیا کہ اس سے بے غیرتی پیدا ہوتی ہے کیونکہ سؤر بے غیرت جانور ہے اور سؤر کھانے والی قومیں بھی بے غیرت ہوتی ہیں جس کا تجربہ ہو رہا ہے اگر چیتے یا شیر کی چربی کھائی جائے تو دل میں سختی اور بربریت پیدا ہوتی ہے۔ چیتے اور شیر کی کھال پر بیٹھنا اسی لئے منع ہے کہ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے۔ غرضکہ ماننا پڑے گا کہ غذا اور لباس کا اثر دل پر ہوتا ہے تو اگر کافروں کی طرح لباس پہنا گیا یا کفار کی سی صورت بنائی گئی تو یقیناً دل میں کافروں سے محبت اور مسلمانوں سے نفرت پیدا ہو جاویگی غرضکہ یہ بیماری آخر میں مہلک ثابت ہوگی اسلئے حدیثِ پاک میں آیا ہے: من تشبه بقوم فهو منهم جو کسی دوسری قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ ان میں سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کی سی صورت بناؤ تاکہ مسلمانوں ہی کی طرح سیرت پیدا ہو۔

۳...... ہندوستان میں اکثر ہندو مسلم فساد ہوتا رہتا ہے اور بہت جگہ سننے میں آیا کہ فساد کی حالت میں بعض مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے کیونکہ پہچانے نہ گئے کہ یہ مسلمان ہیں یا ہندو۔ چنانچہ تیسرے سال جو بریلی اور پیلی بھیت میں ہندو مسلم فساد ہوا اس جگہ سے خبریں آئیں کہ بہت سے مسلمانوں کو خود مسلمانوں نے ہندو سمجھ کر فنا کر دیا۔ یہ اس نئے فیشن کی برکتیں ہیں۔ میرے ولی نعمت مرشد برحق حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دام ظلہم نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم ریل میں سفر کر رہے تھے کہ ایک اسٹیشن سے ایک صاحب سوار ہوئے جو بظاہر ہندو معلوم ہوتے تھے۔ گاڑی میں جگہ تنگ تھی ایک لالہ جی سے ان کا جگہ لینے کیلئے جھگڑا ہو گیا۔ لالہ جی کے ساتھ زیادہ تھے۔ اس لئے لالہ جی نے ان حضرات کو خوب پیٹا۔ مسلمان مسافر بیچ بچاؤ میں زیادہ نہ پڑے کیونکہ سمجھتے تھے کہ ہندو آپس میں لڑ رہے ہیں ہمارا زیادہ زور دینا خلاف مصلحت ہے بے چارے شامت کے مارے پٹ کٹ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے جب اگلے اسٹیشن پر اُترے تو انہوں نے کہا السلام علیکم! تب معلوم ہوا کہ یہ حضرت مسلمان ہیں۔ تب ہم نے افسوس کیا اور ان سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے فیشن نے آپ کو اس وقت پٹوایا۔ میں جب کبھی بازار وغیرہ میں جاتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ سلام کسے کروں معلوم نہیں کہ ہندو کون ہے اور مسلمان کون؟ بہت دفعہ کسی کو کہا السلام علیکم انہوں نے فرمایا بندگی صاحب، ہم شرمندہ ہو گئے۔ میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمان کی دکان سے چیز خریدوں مگر دوکاندار کی شکل ایسی ہوتی ہے کہ پہچان نہیں ہوتی کہ یہ کون ہیں اگر دوکان پر کوئی بورڈ لگا ہے جسکے نام سے معلوم ہو گیا کہ یہ مسلمان کی دوکان ہے تو خیر ورنہ بہت دُشواری ہوتی ہے غرضکہ مسلمانوں کو چاہئے کہ شکل اور لباس میں کفار سے علیحدہ رہیں۔

٤...... کسی کو نہیں معلوم کہ اس کی موت کہاں ہوگی۔ اگر ہم پردیس میں مر گئے جہاں ہمارا جان پہچان والا کوئی نہ ہو تو سخت مشکل درپیش ہوگی۔ لوگ پریشان ہوں گے کہ ان کو دفن کریں یا آگ میں جلادیں کیونکہ صورت سے پہچان نہ پڑےگی چنانچہ چند سال پیشتر علی گڑھ کے ایک صاحب کا ریل میں انتقال ہوگیا۔ خبر ہونے پر رات میں نعش اُتار لی گئی۔ مگر اب یہ فکر ہوئی کہ یہ ہے کون؟ ہندو یا مسلمان۔ اس کو سپرد خاک کریں یا آگ میں ڈالیں۔ آخر ان کا ختنہ دیکھا گیا۔ تب پتا لگا کہ یہ مسلمان ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفار کی سی شکل اور ان کا سالباس زندگی میں بھی خطرناک ہے اور مرنے کے بعد بھی۔

٥...... زمین میں جب بیج بویا جاتا ہے تو اوّلاً سیدھی سی شاخ ہی نکلتی ہے پھر آکر ہر طرف پھیلتی ہے پھر اس میں پھل نکلتے ہیں اگر کوئی شخص اس کی چوطرف کی شاخوں اور پتوں کو کاٹ ڈالے تو پھل نہیں کھا سکتا۔ اسی طرح کلمہ طیبہ ایک بیج ہے، جو مسلمان کے دل میں بویا گیا ہے پھر صورت اور ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک کی طرف اس درخت کی شاخیں چلیں کہ اس کلمہ نے مسلمان کی آنکھ کو غیر صورتوں سے علیحدہ کردیا۔ ہاتھ کو حرام چیز کے چھونے سے روک دیا۔ صورت پر ایمانی آثار پیدا کردیئے۔ کان کو غیبت سننے اور زبان کو جھوٹ بولنے، غیبت کرنے سے روکا۔ جو شخص دل سے مسلمان تو ہو مگر کافروں کی سی صورت بنائے اپنے ہاتھ پاؤں، زبان، آنکھ، ناک، کان کو حرام کاموں سے نہ روکے، وہ اسی شخص کی طرح ہوگا جو آم کا بیج بودے اور اس کی تمام شاخیں وغیرہ کاٹ ڈالے جس طرح وہ بیوقوف پھل سے محروم رہے گا، اسی طرح یہ مسلمان اسلام کے پھلوں سے محروم رہے گا۔

٦...... پکا رنگ وہ ہوتا ہے جو کسی پانی یا دھوبی سے نہ چھوٹے اور کچا رنگ وہ جو چھوٹ جائے۔ تو اے مسلمانو! تم اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہو۔ صبغة الله ومن احسن من الله صبغة ط اگر تم کفار کو دیکھ کر اپنے رنگ کو کھو بیٹھے تو جان لو کہ تمہارا رنگ کچا تھا۔ اگر پکا رنگ ہوتا تو اوروں کو رنگ آتے۔

ہم مسلمانوں کے وہ عذر بھی پیش کر دیں جو کہ وہ بیان کرتے ہیں اور جس سے اپنی مجبوریوں کا اظہار کرتے ہیں۔

(۱) خدا دل کو دیکھتا ہے۔ شکل کو نہیں دیکھتا۔ دل صاف چاہئے۔ حدیث میں ہے: ان اللّٰہ لا ینظر الی صورکم بل ینظر الیٰ قلوبکم۔ یہ عذر پڑھے لکھے مسلمان کرتے ہیں۔

جواب...... اچھا صاحب! اگر ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں، دل کا اعتبار ہے تو آپ میرے گھر کھانا کھاؤ یا شربت پیئو اور میں نہایت عمدہ بادام کا شربت یا عمدہ بریانی کھلاؤں پلاؤں مگر گلاس یا رکابی میں اوپر کی طرف خوب اچھی گندگی پلیدی لگا دوں۔ آپ اس برتن میں کھالو گے؟ ہرگز نہیں۔ کیوں جناب! برتن کا کیا اعتبار؟ اس کے اندر کی چیز تو اچھی ہے۔ جب تم بُرے برتن میں اچھی غذا نہیں کھاتے پیتے، تو ربّ تعالیٰ تمہاری بری صورتوں کیساتھ اچھے اعمال کیونکر قبول فرمائیگا۔ اگر قرآن شریف پڑھو تو لطف جب ہے کہ منہ میں قرآن شریف ہو اور صورت پر اس کا عمل ہو۔ اگر تمہارے منہ میں قرآن ہے اور صورت قرآن شریف کے خلاف تو گویا اپنے عمل سے تم خود جھوٹے ہو۔ بادشاہ کے آنے کیلئے گھر اور گھر کا دروازہ دونوں صاف کرو کیونکہ بادشاہ دروازے سے آوے گا اور گھر میں بیٹھے گا۔ اسی طرح قرآن شریف کیلئے دل اور صورت دونوں سنبھالو۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ صورتوں کے ساتھ دل کو بھی دیکھتا ہے۔ اگر اس کا وہ مطلب ہوتا جو تم سمجھتے ہو تو پھر سر پر چوٹی، کان میں جنیوا اور پاؤں میں دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا جائز ہونا چاہئے تھا۔ حالانکہ فقہاء فرماتے ہیں کہ چوٹی رکھنا، زنار باندھنا کفر ہے۔

(۲) اسلام شکل سے ہماری عزت نہیں ہوتی جب ہم انگریزی لباس میں ہوتے ہیں تو ہماری عزت ہوتی ہے کیونکہ وہ ترقی یافتہ قوم کا لباس ہے۔

جواب...... آدمی کی عزت لباس سے نہیں بلکہ لباس کی عزت آدمی سے ہے اگر تمہارے اندر کوئی جوہر ہے یا اگر تم عزت اور ترقی والی قوم کے فرد ہو، تو تمہاری ہر طرح عزت ہوگی کوئی بھی لباس پہنو۔ اگر ان چیزوں سے خالی ہو، تو کوئی لباس پہنو عزت نہیں ہوگی۔ ابھی کچھ دن پہلے گاندھی اور اس کے دوسرے ساتھی گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کیلئے لندن گئے۔ جب خاص پارلیمینٹ کے دفتر پہنچے تو مسٹر گاندھی اسی چوٹی اور اسی لنگوٹی میں تھے جو ان کا اپنا قومی لباس ہے۔ سوبھاش چندر بوس نے ایک بار لندن کا سفر کیا تو اپنی گائے اور اپنی دھوتیا، لٹیا اپنے ساتھ لے گئے۔ کہئے! کیا اس لباس سے ان کی عزت گھٹ گئی۔ آج مسلمانوں کے سوا تمام قومیں سکھ ہندو بلکہ کاٹھیا واڑ میں بہرے اور خوجہ ہمیشہ اپنے قومی لباس میں رہتے ہیں۔ سکھ کے منہ پر داڑھی، سر پر بال، ہاتھ میں لوہے کا کڑا ہر جگہ رہتا ہے۔ کیوں صاحب! کیا وہ دنیا میں ذلیل ہیں۔ سچ ہے کہ جوان کی اس لباس میں عزت ہے۔ وہ تمہاری بوٹ سوٹ میں نہیں۔ دوستو! اگر عزت چاہتے ہو تو سچے مسلمان بنو اور اپنی مسلم قوم کو ترقی دو۔

(۳) آخر داڑھی میں فائدہ کیا ہے؟ کہ مولوی اس کے اتنے پیچھے پڑے ہیں۔

جواب ...... داڑھی اور تمام اسلامی لباس کی خوبیاں ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب بھی عرض کرتے ہیں کہ اسلام کے ہر کام میں صدہا حکمتیں ہیں۔ سنو! مسواک سنت ہے اس میں بہت فائدے ہیں۔ دانتوں کو مضبوط کرتی ہے، مسوڑھوں کو فائدہ مند ہے، منہ کو صاف کرتی ہے، گندہ ذہنی کی بیماری کو فائدہ مند ہے، معدہ دُرست کرتی ہے یعنی ہضم کرتی ہے، آنکھوں کی روشنی بڑھاتی ہے، زبان میں قوت پیدا کرتی ہے، دانتوں کو صاف رکھتی ہے، جانکنی کو آسان کرتی ہے، بلغم کو کاٹتی ہے، پت دور کرتی ہے، سَر کی رگوں کو مضبوط کرتی ہے، موت کے وقت کلمہ یاد دِلاتی ہے۔ غرضکہ اس کے فائدے ۳۶ ہیں۔ دیکھو شامی اور طب کی کتابیں۔ اسی طرح ختنہ ڈیڑھ سو بیماریوں کیلئے فائدہ مند ہے، باہ کو قوی کرتا ہے، انسان کی قوت مردمی کو بڑھاتا ہے، اس جگہ میل وغیرہ جمع نہیں ہونے دیتا، اولاد قوی پیدا کرتا ہے، ختنہ والے کی عورت کسی طرف رغبت نہیں کرتی، بعض بیماریوں میں ڈاکٹر ہندوؤں کے بچوں کا بھی ختنہ کرادیتے ہیں۔ ناخن میں ایک زہریلا مادہ ہوتا ہے اگر ناخن کھانے یا پانی میں ڈبوئے جائیں تو وہ کھانا بیماری پیدا کرتا ہے اسی لئے انگریز وغیرہ چھری کانٹے سے کھانا کھاتے ہیں کیونکہ عیسائیوں کے یہاں ناخن بہت کم کٹواتے ہیں اور پرانے زمانے کے لوگ وہ پانی نہیں پیتے تھے جس میں ناخن ڈوب جائیں مگر اسلام نے اسکا یہ انتظام فرمایا کہ ناخن کٹوانے کا حکم دیا اور چھری کانٹے کی مصیبت سے بچایا۔ اسی طرح مونچھوں کے بالوں میں زہریلا مادہ موجود ہے اگر مونچھیں بڑی ہوں اور پانی پیتے وقت پانی میں ڈوب جائیں تو پانی صحت کیلئے نقصان دہ ہوگا۔ اسی لئے اب موجودہ فیشن کے لوگ مونچھ منڈوانے لگے۔ اس کا اسلام نے یہ انتظام فرمایا کہ مونچھیں کاٹنے کا حکم دے دیا کیونکہ مونچھیں منڈانے سے نامردی پیدا ہوتی ہے۔ داڑھی کے بھی بہت فائدے ہیں۔ سب سے پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ داڑھی مرد کے چہرے کی زینت ہے اور منہ کا نور جیسے عورت کیلئے سر کے بال یا انسان کیلئے آنکھوں کے پلک اور بھویں (بروٹے) زینت ہیں، اسی طرح مرد کیلئے داڑھی۔ اگر عورت اپنے سر کے بال منڈادے تو بری معلوم ہوگی یا کوئی آدمی اپنی بھویں (بروٹے) اور پلکیں صاف کرادے وہ بُرا معلوم ہوگا اسی طرح مرد داڑھی منڈانے سے برا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ داڑھی مرد کو بہت سے گناہوں سے روکتی ہے کیونکہ داڑھی سے مرد پر بزرگی آجاتی ہے اس کو بُرے کام کرتے ہوئے یہ غیرت ہوتی ہے کہ اگر کوئی دیکھ لے گا تو کہے گا کہ ایسی داڑھی اور تیرے ایسے کام، داڑھی کی بھی تجھ کو لاج نہ آئی۔ اس خیال سے وہ بہت سی چھچھوری باتیں اور کھلم کھلا برے کام سے

بچ جاتا ہے۔ یہ آزمائش ہے کہ نماز اور داڑھی بفضلہٖ تعالیٰ برائیوں سے روکتی ہے۔ تیسرے یہ کہ داڑھی کے بالوں سے قوت مردی بڑھتی ہے۔ ایک حکیم صاحب کے پاس ایک نامرد آیا جس نے شکایت کی کہ میں نے اپنی کمزوری کا بہت علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ داڑھی رکھ لے یہ اس کا آخر اور تیر بہدف نسخہ ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ قدرت نے انسان کے بعض عضوؤں کا بعض سے رشتہ رکھا ہے اوپر کے دانت اور داڑھوں کا آنکھوں سے تعلق ہے اگر کوئی شخص اوپر کی داڑھیں نکلوادے تو اس کی آنکھیں خراب ہوجاتی ہیں۔ پاؤں کے تلوؤں کا بھی آنکھوں سے تعلق ہے کہ اگر آنکھوں میں گرمی ہو تو تلوؤں کی مالش کی جاتی ہے۔ اگر نیند نہ آوے تو پاؤں کے تلوؤں میں گھی اور نمک کی مالش نیند لاتی ہے۔ اسی طرح داڑھی کا تعلق خاص مردی قوتوں اور منی سے ہے اسی وجہ سے عورت کے داڑھی نہیں ہوتی اور نابالغ بچہ جس میں منی کا مادہ نہیں ہوتا اور ہجڑا (نامرد) یعنی زنانہ کے داڑھی نہیں ہوتی بلکہ اگر کسی مرد کے داڑھی ہو اور اس کے فوتے نکال دیئے جائیں تو داڑھی خود بخود جھڑ جائے گی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام لوگوں میں مشہور ہے کہ مولویوں کے اولاد بہت ہوتی ہے اور مولوی کی بیوی آوارہ نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ داڑھی ہی ہے اور ناف کے نیچے کے بال قوتِ مردی کیلئے نقصان دہ ہیں اسی لئے شریعت نے ان کے صاف کرنے کا حکم دیا ہے اگر ہوسکے تو آٹھویں روز استرا لے ورنہ پندرھویں یا بیسویں دن ضرور لے۔ غرضکہ سنت کے ہر کام میں حکمتیں ہیں۔

ہم نے ایک کتاب لکھی انوارالقرآن جس میں نماز کی رکعتیں، وضو، غسل اور تمام اسلامی کاموں کی حکمتیں بیان کی ہیں حتیٰ کہ یہ بھی اس میں بتایا ہے کہ جو سزائیں اسلام نے مقرر فرمائی ہیں مثلاً چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا، زِنا کی سزا رجم کرنا، اس میں کیا حکمتیں ہیں۔ نیز ہم نے اپنی تفسیر نعیمی میں اسلامی احکام کے فوائد اچھی طرح بیان کردیئے ہیں، اس کا مطالعہ کرو۔ مونچھ کے بال بھی قوت مردی کیلئے فائدہ مند ہیں مگر ان کی نوکوں میں زہریلا اثر ہے اس لئے ان کو کاٹ تو دو مگر بالکل نہ مونڈو۔

(٤) آج دنیا میں ہر جگہ داڑھی منڈوں کی ہی بادشاہت ہے۔ مال، دولت، حکومت انہی کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ برکت والی چیز ہے (مسلمان یہ مذاق میں کہتے ہیں)۔

جواب...... اگر داڑھی منڈانے سے بادشاہت مل جاتی ہے حکومت دولت عزت ہاتھ آتی ہے تو جناب والا! آپ کو داڑھی منڈاتے، ہیٹ لگاتے، کوٹ پتلون پہنتے ہوئے عرصہ گزر گیا۔ آپ کو تو حکومت کیا کوئی چیز بھی نہیں ملی، پھر تمام بھنگی، چمار، چوہڑے اور ہر قوم یہ کام کرتی ہے، وہ کیوں بادشاہ نہیں بن گئی؟ دوستو! عزت، حکومت، دولت تم کو جو بھی ملے گا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی سے ملے گا۔ و انتم الاعلون ان کنتم مومنین ط آج غیروں کو اس لئے تمہارا حاکم کر دیا گیا کہ تم میں حکومت کی اہلیت نہ رہی، ورنہ یہ تمام عزتیں تمہارے ہی لئے تھیں۔ یاد رکھو کہ ساری قومیں آگے بڑھ کر ترقی کریں گی مگر تم۔۔۔۔

ساڑھے تیرہ سو برس پیچھے ہٹ کر سلطان اورنگ زیب شاہجہان وغیرہ اسی طرح عرب عجم کے تقریباً سارے اسلامی بادشاہ داڑھی والے ہی گزرے۔

لطیفہ

ایک مسلمان ہم سے کہنے لگا کہ اسلام نے ہم کو ترقی سے روکا۔ میں نے کہا، وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ اس نے سود تو حرام کر دیا اور زکوٰۃ فرض کر دی۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

کیونکر ہو ان اصولوں میں افلاس سے نجات ... یاں سود تو حرام ہے اور فرض ہے زکوٰۃ!

آج دوسری قومیں سود کی وجہ سے ترقی کر رہی ہیں۔ اگر ہم بھی سود کا لین دین کریں تو ہم بھی ترقی کر سکتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ آج دنیا میں جو بھی مصیبت ہے وہ سود ہی کی وجہ سے ہے بڑے بڑے بیوپاریوں کا ایک دم جو دیوالیہ ہو جاتا ہے وہ یا تو سٹے (جوئے) کی وجہ سے یا ہنڈی کے لین دین (سودی کاروبار) سے۔ اگر آدمی اپنی پونجی کے مطابق کام کرے اور محنت، مشقت اور دیانتداری سے تجارت کرے تو اس کی تجارت ٹھوس اور اِن شاءَ اللہ لازوال ہوگی اور زکوٰۃ کی وجہ سے ساری قوم کی مالی حالت اچھی رہے گی۔ بشرطیکہ زکوٰۃ کو صحیح معنی میں خرچ کیا جائے۔ زکوٰۃ نکالنے سے اپنا مال محفوظ ہو جاتا ہے جیسے کہ گورنمنٹ کا حق ادا کرنے سے مال محفوظ ہوتا ہے زکوتی مال برباد نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ انگور اور بیر کے درخت کی شاخیں کاٹنے سے زیادہ پھل آتا ہے اسی طرح زکوٰۃ دینے سے مال زیادہ ہوتا ہے۔ قدرت نے ہر چیز سے زکوٰۃ لی ہے۔ آپ کے جسم پر بیماریاں آتی ہے یہ تندرستی کی زکوٰۃ ہے۔ ناخن اور بال کٹوائے جاتے ہیں یہ عضو کی زکوٰۃ۔ تو چاہئے کہ مال کی بھی زکوٰۃ ہو۔ مسلمانوں کے زوال کی وجہ ان کی بیکاری، تجارت سے نفرت اور آوارگی ہے اور یہ تو تجربہ ہے کہ مسلمان کیلئے سود پھلتا نہیں آخر کار تباہی لاتا ہے۔ دوسری قوم سود سے بڑھ سکتی ہے مگر مسلمان اِن شاءَ اللہ سود لینے سے نہ بڑھے گا بلکہ زکوٰۃ دینے سے۔ پائخانہ کا کیڑا پائخانہ (گو) کھا کر زندگی گزارتا ہے مگر بلبل کی غذا پھول ہے۔ مسلمانو! تم بلبل ہو پھول یعنی حلال کمائی حاصل کر کے کھاؤ۔ حرام پر نہ للچاؤ۔ حلال میں برکت ہے، حرام میں بے برکتی۔ دیکھو ایک بکری سال میں ایک یا دو بچے ہی دیتی ہے اور ہزار ہا بکریاں ہر روز ذبح ہو جاتی ہیں اور کتیا سال میں چھ سات بچے دیتی ہے اور کوئی کتا ذبح نہیں ہوتا مگر پھر بھی بکریوں کے جھنڈ اور ریوڑ دیکھنے میں آتے ہیں اور کتوں کا ریوڑ آج تک نظر نہ پڑا کیوں؟ اس لئے کہ بکری حلال ہے اور کتا حرام، لہٰذا بکری میں برکت ہے۔

(۵) داڑھی مونچھ، کپڑا ہماری اپنی چیزیں ہیں۔ جس طرح چاہیں استعمال کریں مولوی لوگ اس پر کیوں پابندیاں لگاتے ہیں گھر کی کھیتی ہے جس وقت چاہو اور جس طرح چاہو کاٹو اور استعمال کرو۔

جواب...... یہ غلط خیال ہے کہ یہ چیزیں ہماری اپنی ہیں۔ نہیں ہر چیز ربّ تعالیٰ کی ہے۔ ہم کو چند روزہ استعمال کیلئے دی گئی ہے پھر چیز مالک کی ہی ہوگی کسی نے کسی سے چرخہ مانگا تو جو سوت کات لیا وہ اپنا اور پھر چرخہ چرخے والے کا۔ اعمال سوت ہیں اور یہ جسم چرخہ۔ کارخانے سے کسی کو ایک مشین ملی۔ مگر وہ آدمی اس مشین کے کل پرزوں کو چلانے سے بے خبر ہے تو مشین کے ساتھ ایک کتاب بھی ملتی ہے جس میں ہر پُرزے کے استعمال کا طریقہ لکھا ہوتا ہے اور کمپنی کی طرف سے کچھ آدمی بھی مشین سکھانے والے مقرر ہوتے ہیں کہ بے علم لوگ اس کتاب کو دیکھیں اور اس استاد سے مشین چلانا سیکھیں۔ اگر یونہی کوئی غلط سلط مشین چلانا شروع کردے تو بہت جلد مشین توڑ ڈالے گا اور ممکن ہے کہ مشین سے خود بھی چوٹ کھا جائے۔ اسی طرح ہمارا جسم مشین ہے ہاتھ پاؤں وغیرہ اس کے پُرزے ہیں۔ یہ مزین ہم کو قدرت کے کارخانے سے ملی ہے۔ اس کا استعمال سکھانے کیلئے کارخانہ کے مالک نے ایک کتاب بنائی، جس کا نام ہے **قرآن مجید** اور اس مشین کا کام سکھانے کیلئے ایک استادوں کا استاد دنیا بھر کا معلم بھیجا جس کا نام پاک ہے **محمد رسول اللہ** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔ اس استاد الکل نے ہم کو مشین چلا کر دکھادی اور قرآن مجید نے پکار دیا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۔ اے غافلو! اے مشین والو! اگر مشین صحیح طریقہ سے چلانا چاہتے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلاؤ۔ جیسے جسم پر جان حکومت کرتی ہے کہ ہر عضو اس کی مرضی سے حرکت کرتا ہے اس طرح اس جان پر اس سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاکم بناؤ کہ جو حرکت ہو ان ہی کی رضا سے ہو، اسی کا نام تصوّف ہے اور یہی حقیقت، معرفت اور طریقت کا مغز ہے۔ حضرت صدر الافاضل دام ظلہم نے خوب فرمایا ۔

کھول دو سینہ مرا فاتح مکہ آکر کعبۂ دل سے صنم کھینچ کے کردو باہر

آپ آجایئے قالب میں مرے جان بن کر سلطنت کیجئے اس جسم میں سلطان بن کر

اسلامی شکل اور لباس

اسلامی شکل یہ ہے کہ سر کے بال یا تو سب رکھایئے یا سب کٹوا دے یا سب منڈائے کچھ بال رکھنا کچھ کٹوانا منع ہیں جیسے کہ انگریزی بال میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی کچھ بال رکھنا اور کچھ منڈانا منع ہے جیسے کہ بعض لوگ بیچ سر پر پان رکھواتے ہیں یا بعض لوگ سر کے اگلے حصے پر چھجے رکھواتے ہیں یا بعض جاہل مسلمان کسی بزرگ کے نام کی بچوں کے سروں پر ہندوؤں کی طرح چوٹی رکھتے ہیں یہ سب منع ہے اور جس کے کل بال رکھے ہوں وہ یا تو کان کی لو تک یا کندھوں تک رکھے یعنی تا بگوش یا تا بدوش کہ یہ سنت ہے اور زیادہ لمبے بال رکھنا اور اس میں چوٹی، مانگ عورتوں کی طرح کرنا منع ہے۔ مونچھ اس قدر کاٹنا ضروری ہے کہ اوپر کے ہونٹ کی ڈوری کھل جائے بالکل نہ کٹوانا یا بالکل منڈا دینا منع ہے اور داڑھی ایک مٹھی رکھنا ضروری ہے یعنی ٹھوڑی کے نیچے جو بال ہیں ان کو اپنی مٹھی میں پکڑے جو مٹھی سے آگے نکلے ہوں وہ کٹوا دے یعنی مٹھی سے کم کرنا بھی منع اور مٹھی سے زیادہ لمبی رکھنا بھی منع ہے اب رہی آس پاس کی داڑھی یعنی جبڑوں پر کے بال وہ جس قدر گول دائرے میں آجائیں وہ نہ کٹوائے اور جو دائرے سے نکل جائیں وہ کٹوا دے یعنی جبکہ ٹھوڑی کے نیچے کے بال ایک مٹھی لمبے ہوں اور اس کے دائرے میں جس قدر بال آجائیں اس کا کٹوانا بھی منع ہے۔ ناک کے بال کٹوانا اور بغل کے بال اُکھیڑنا سنت ہے اگر بغل کے بال بھی استرے سے مونڈے جائیں تو بھی حرج نہیں۔ ناف کے نیچے کے بال مونڈنا سنت ہے قینچی سے کاٹنا نحوست کا سبب ہے۔ ہاتھوں پاؤں کے ناخن کٹوانا بھی سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ سارے کام ہر ہفتہ میں ایک بار ضرور کرے اگر ہر ہفتہ نہ کر سکے تو چالیس دن سے زیادہ دیر نہ لگائے۔ مرد کو اپنے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا زینت کیلئے منع ہے۔

اسلامی لباس

اسلامی لباس یہ ہے کہ مرد کو ناف سے گھٹنے تک کا جسم ڈھکنا فرض ہے۔ اگر نماز میں کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی اور نماز کے سوا بھی اگرچہ اکیلے میں ہی بلاوجہ کھولے تو گنہگار ہوگا۔ اسکے سوا باقی لباس میں بہتر یہ ہے کہ پگڑی سر پر باندھے اور پوری آستین کی قمیص یا کُرتہ پہنے اور ٹخنوں سے اُونچا تہبند یا پاجامہ پہنے۔ ان کپڑوں کے سوا چکن، واسکٹ جو کچھ بھی پہنے وہ کافروں کے لباس کی طرح نہ ہو پگڑی کے نیچے ٹوپی ہونا چاہئے اور اگر ٹوپی نہ ہو تو بھی سر کی کھوپڑی ڈھک لے۔ اگر کھوپڑی کھلی رہی اور آس پاس پگڑی لپیٹی رہی تو سخت برا ہے اور اگر فقط ٹوپی اوڑھے تو ایسی ٹوپی سے بچے جو کفار یا فاسقوں کی خاص ٹوپی ہے جیسے گاندھی کیپ، ہیٹ، ہندوانی گول ٹوپی۔ ایک قاعدہ یاد رکھو وہ یہ کہ جو لباس کافروں کی قومی نشانی ہو اس کا استعمال مسلمانوں کو حرام ہے۔ جیسے ہیٹ اور ہندوانی دھوتی وغیرہ اور جو لباس کہ کافروں کی مذہبی پہچان بن چکا ہے اس کا استعمال کفر ہے جیسے کہ ہندوانی چوٹی اور زنار اور عیسائی قوم کا صلیبی نشان وغیرہ یعنی جس لباس کو دیکھ کر لوگ جانیں کہ یہ ہندو یا عیسائی کا لباس ہے اس لباس سے مسلمانوں کو بچنا از حد ضروری ہے۔

عورتوں کا پردہ

عورتوں کیلئے پردہ بہت ضروری چیز ہے اور بے پردگی بہت ہی نقصان دہ۔ اے مسلم قوم! اگر تو اپنی دینی اور دنیوی ترقی چاہتی ہے تو عورتوں کو اسلامی حکم کے مطابق پردے میں رکھو۔ ہم اس کے متعلق ایک مختصر سی گفتگو کر کے پردے کے عقلی اور نقلی دلائل اور بے پردگی کے نقصان بیان کرتے ہیں۔

قدرت نے اپنی مخلوق کو علیحدہ علیحدہ کاموں کیلئے بنایا ہے اور جس کو جس کام کیلئے بنایا ہے اس کے مطابق اس کا مزاج بنایا۔ ہر چیز سے قدرتی کام لینا چاہئے جو خلافِ فطرت کام لے گا وہ خرابی میں پڑے گا۔ اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ ٹوپی سر پر رکھنے اور جوتا پاؤں میں پہننے کیلئے ہے جو جوتا سر پر باندھ لے اور ٹوپی پاؤں میں لگا لے وہ دیوانہ ہے۔ گلاس پانی پینے اور اگالدان تھوکنے کیلئے ہے، جو کوئی اگالدان میں پانی پئے اور گلاس میں تھوکے وہ پورا پاگل ہے۔ بیل کی جگہ گھوڑا اور گھوڑے کی جگہ بیل کام نہیں دے سکتا۔ اسی طرح انسان کے دو گروہ کئے گئے ہیں۔ ایک عورت دوسری مرد۔ عورت کو گھر میں رہ کر اندرونی زندگی سنبھالنے کیلئے بنایا گیا ہے اور مرد کو باہر پھر کر کھانے اور باہر کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے بنایا۔ مثل مشہور ہے کہ پچاس عورتوں کی کمائی میں وہ برکت نہیں جو ایک مرد کی کمائی میں ہے اور پچاس مردوں سے گھر میں رونق نہیں جو ایک عورت سے ہے اسی لئے شوہر کے ذمہ بیوی کا سارا خرچ رکھا ہے اور بیوی کے ذمہ شوہر کا خرچہ نہیں کیونکہ عورت کمانے کیلئے بنی ہی نہیں۔ اسی لئے عورتوں کو وہ چیزیں دیں جس سے اس کو مجبوراً گھر میں بیٹھنا پڑے اور مردوں کو اس سے آزاد رکھا۔ جیسے بچے جننا، حیض و نفاس آنا، بچوں کو دودھ پلانا وغیرہ اسی لئے بچپن سے ہی لڑکوں کو بھاگ دوڑ، اُچھل کود کے کھیل پسند ہیں۔ جیسے کبڈی، کسرت، ڈنڈ لگانا وغیرہ اور لڑکیوں کو قدرتی طور پر وہ کھیل پسند ہیں جن میں بھاگنا دوڑنا نہ ہو بلکہ ایک جگہ بیٹھا رہنا پڑے جیسے گڑیا سے کھیل، سینا، پرونا، چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکانا۔ آپ نے کسی چھوٹی بچی کو کبڈی کھیلتے، ڈنڈ لگاتے نہ دیکھا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے لڑکوں کو باہر کیلئے اور لڑکیوں کو گھر کے اندر کیلئے پیدا کیا ہے۔ اب جو شخص عورتوں کو باہر نکالے یا مردوں کو اندر رہنے کا مشورہ دے وہ ایسا ہی دیوانہ ہے جیسا کہ جو ٹوپی پاؤں میں اور جوتا سر پر رکھے۔ جب آپ نے اتنا سمجھ لیا کہ مرد اور عورت ایک ہی کام کیلئے نہ بنے بلکہ علیحدہ علیحدہ کاموں کیلئے تو اب جو کوئی اِن دونوں فریقوں کو ایک کام سپرد کرنا چاہئے وہ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس کو کبھی بھی کامیابی نہ ہوگی گویا یوں سمجھو کہ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں اندرونی اور گھریلو دونوں ایک عورت اور مرد باہر کیلئے اگر آپ نے عورت اور مرد دونوں کو باہر نکال دیا تو گویا آپ نے زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ نکال دیا تو یقیناً گاڑی نہ چل سکے گی۔ ہم اب عقلی اور نقلی دلائل پردہ کے متعلق عرض کرتے ہیں۔

نقلی دلائل

۱ ......سب مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں، ایسی مائیں کہ تمام جہان کی مائیں انکے قدم پاک پر قربان۔ اگر وہ بیویاں مسلمانوں سے پردہ نہ کرتیں تو ظاہراً کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا تھا کیونکہ اولاد سے پردہ کیسا مگر قرآن کریم نے ان پاک بیویوں سے خطاب کر کے فرمایا: وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ یعنی اے نبی کی بیویو! تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کرو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ اس میں تو ان بیویوں سے کلام تھا۔ اب مسلمانوں سے حکم ہو رہا ہے: واذا سالتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب ط یعنی اے مسلمانو! جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی استعمال کی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔ دیکھو بیویوں کو اُدھر گھروں میں روک دیا اور مسلمانوں کو باہر سے کوئی چیز مانگنے کا یہ طریقہ سکھایا۔

۲ ......مشکوۃ باب النظر الی المخطوبہ میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دو بیویوں حضرت اُم سلمہ اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نابینا تھے آ گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں بیویوں سے فرمایا کہ احتجبا منه ان سے پردہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ تو نابینا ہیں فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف یہ ہی ضروری نہیں کہ مرد عورت کو نہ دیکھے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اجنبی عورت غیر مرد کو نہ دیکھے۔ دیکھو یہاں مرد نابینا ہیں مگر پردہ کا حکم دیا گیا۔

۳ ......ایک لڑائی میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے ہیں۔ آگے آگے حضرت آنجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ گیت گاتے ہوئے جا رہے ہیں۔ لشکر کے ساتھ کچھ باپردہ عورتیں بھی ہیں۔ حضرت آنجشہ بہت خوش آواز تھے۔ ارشاد فرمایا اے آنجشہ! اپنا گیت بند کرو کیونکہ میرے ساتھ کچی شیشیاں ہیں۔ (دیکھو مشکوۃ باب البیان والشعر) اس میں عورتوں کے دلوں کو کچی شیشیاں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ پردہ میں رہ کر بھی عورت مرد کا اور مرد عورت کا گانا نہ سنیں۔

٤ ......حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو بھی حکم تھا کہ نمازِ عید اور دوسری نمازوں میں حاضر ہوا کریں اسی طرح وعظ کے جلسوں میں شرکت کیا کریں کیونکہ اسلام بالکل نیا نیا دُنیا میں آیا تھا۔ اگر حضور کے وعظ عورتیں نہ سنتیں تو شریعت کے حکم اپنے لئے کیسے معلوم کرتیں مگر پھر بھی ان کے نکلنے میں بہت پابندیاں لگا دی گئی تھیں کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں، بیچ راستہ کسی غیر سے بات نہ کریں، فجر کی نماز اس قدر اندھیرے میں پڑھی جاتی تھی کہ عورتیں پڑھ کر نکل جائیں اور کوئی پہچان نہ سکے۔ عورتیں مردوں سے بالکل پیچھے کھڑی ہوتی تھیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانہ میں ان کو مسجدوں میں آنے اور عیدگاہ جانے سے بھی روک دیا۔ عورتوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی کہ ہم کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیک کاموں سے

روک دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام بھی اس زمانہ کو دیکھتے تو عورتوں کو مسجدوں سے روک دیتے۔ دیکھو شامی وغیرہ ۔ان احادیث میں غور کرو کہ وہ زمانہ نہایت خیر و برکت کا، یہ زمانہ شر و فساد کا۔اس وقت عام مرد پرہیزگار، اب نہایت آزاد اور فساق و فجار۔اس وقت عام عورتیں پاک دامن، حیا والی اور شرمیلی، اب عورتیں بے غیرت، آزاد اور بے شرم۔ جب عام عورتیں بے غیرت، آزاد اور بے شرم ۔ جب اس وقت عورتوں سے پردہ کرایا گیا تو کیا یہ وقت اس وقت سے اچھا ہے؟ ہم نے مختصر طریقہ سے قرآن و حدیث کی روشنی میں پردہ کی ضروریات بیان کی ۔

۵......اب فقہ کی بھی سیر کرتے چلئے۔فقہاء فرماتے ہیں کہ عورت کے سر سے نکلے ہوئے بال اور پاؤں کے کٹے ہوئے ناخن بھی غیر مرد نہ دیکھے۔ (دیکھو شامی باب الستر) عورت پر جمعہ کی نماز فرض نہیں ۔عید، بقر عید کی نماز واجب نہیں، کیوں؟ اس لئے کہ یہ نمازیں جماعت سے مسجدوں میں ہی ہوتی ہیں اور عورتوں کو بلا ضرورت شرعی گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔عورت پر حج کیلئے سفر کرنا اس وقت تک فرض نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ اپنا محرم نہ ہو یعنی باپ ، بیٹا یا شوہر وغیرہ عورت کا منہ غیر مرد نہ دیکھے۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جاوے، کیوں؟ اس لئے کہ اگر دن میں دفن کیا گیا تو کم از کم دفن کرنے والوں کو میرے جسم کا اندازہ ہو جائے گا یہ بھی منظور نہیں۔غرضکہ پردہ کی وجہ سے شریعت نے بہت سے حکم عورتوں سے اٹھا لئے۔

غور تو کرو کہ جب عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت نہیں، قبرستان جانے کی اجازت نہیں، عیدگاہ میں جا کر عید پڑھنے کی اجازت نہیں تو بازاروں کالجوں اور کمپنی باغوں میں سیر کیلئے جانے کی اجازت کیونکر ہوگی ۔کیا بازار کالج اور کمپنی باغ مسجدوں اور مکہ شریف سے بڑھ کر ہیں؟

نوٹ ضروری......جن احادیث میں عورتوں کا باہر نکلنا آتا ہے وہ یا تو پردہ فرض ہونے سے پہلے تھا یا کسی ضرورت کی وجہ سے پردہ کے ساتھ تھا۔ان احادیث کو بغیر سوچے سمجھے بے پردگی کیلئے آڑ بنانا محض نادانی ہے۔اسی طرح اس زمانہ میں عورتوں کا جہادوں میں شرکت کرنا اس وجہ سے تھا کہ اس وقت مردوں کی تعداد تھوڑی تھی۔اب بھی اگر کسی جگہ مسلمان مرد تھوڑے ہوں اور کفار زیادہ اور جہاد فرض عین ہو جائے تو عورتیں جہاد میں ضرور جائیں۔ان جہادوں کو اس زمانہ کی بے حیائی کیلئے آڑ نہ بناؤ۔ اب جہاد کے بہانہ سے عورتوں کو مردوں کے سامنے ننگا پریڈ کرایا جاتا ہے بعض دفعہ مجاہدین نے ضرورتاً گھوڑوں کے پیشاب پیے، درختوں کے پتے کھائے، کیا اب بھی بلا ضرورت یہ کام کرائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت نہ لائے جب جہاد میں عورتوں کی ضرورت پڑے۔ یہاں تک تو نقلی دلائل سے ہم نے پردہ کی ضرورت ثابت کر دی۔اب عقلی دلیلیں بھی سنئے۔

عقلی دلائل

۱ ......عورت گھر کی دولت ہے اور دولت کو چھپا کر گھر میں رکھا جاتا ہے ہر ایک کو دِکھانے سے خطرہ ہے کہ کوئی چوری کر لے۔ اسی طرح عورت کو چھپانا اور غیروں کو نہ دکھانا ضروری ہے۔

۲ ......عورت گھر میں ایسی ہے جیسے چمن میں پھول اور پھول چمن میں ہی ہرا بھرا رہتا ہے اگر توڑ کر باہر لایا گیا تو مرجھا جائے گا۔ اسی طرح عورت کا چمن اس کا گھر اور اس کے بال بچے ہیں اس کو بلاوجہ باہر نہ لاؤ ورنہ مرجھا جائے گی۔

۳ ......عورت کا دل نہایت نازک ہے، بہت جلد ہر طرح کا اثر قبول کر لیتا ہے اس لئے اس کو کچی شیشیاں فرمایا گیا۔ ہمارے یہاں بھی عورت کو صنف نازک کہتے ہیں اور نازک چیزوں کو پتھروں سے دور رکھتے ہیں کہ ٹوٹ نہ جائیں غیروں کی نگاہیں اس کیلئے مضبوط پتھر ہے اس لئے اس کو غیروں سے بچاؤ۔

٤ ......عورت اپنے شوہر اور اپنے باپ دادا بلکہ سارے خاندان کی عزت اور آبرو ہے اور اس کی مثال سفید کپڑے کی سی ہے سفید پڑے پر معمولی سا داغ دھبہ دور سے چمکتا ہے اور غیروں کی نگاہیں اس کیلئے ایک بدنما داغ ہے۔ اس لئے اس کو ان دھبوں سے دور رکھو۔

۵ ......عورت کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ اس کی نگاہ اپنے شوہر کے سوا کسی پر نہ ہو۔ اسلئے قرآن کریم نے حوروں کی تعریف میں فرمایا: قٰصِرٰتُ الطَّرْف ۔ اگر اس کی نگاہ میں چند مرد آ گئے تو یوں سمجھو کہ عورت اپنے جوہر کھو چکی پھر اس کا دل اپنے گھر بار میں نہ لگے گا جس سے یہ گھر آخر تباہ ہو جائے گا۔

اعتراضات

بعض لوگ پردہ کے مسئلہ پر دو اعتراض کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ عورتوں کا گھروں میں قید رکھنا ان پر ظلم ہے جب ہم باہر کی ہوا کھاتے ہیں تو ان کو اس نعمت سے کیوں محروم رکھا جائے۔ دوسرے یہ کہ عورت کو پردے میں رکھنے کی وجہ سے اس کو تپ دق ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کو باہر نکالا جائے۔

اوّل سوال کا جواب تو یہ ہے کہ گھر عورت کیلئے قید خانہ نہیں بلکہ اس کا چمن ہے۔ گھر کے کاروبار اور اپنے بال بچوں کو دیکھ کر وہ ایسی خوش رہتی ہے جیسے چمن میں بلبل۔ گھر میں رکھنا اس پر ظلم نہیں بلکہ عزت وعصمت کی حفاظت ہے۔ اس کو قدرت نے اسی لئے بنایا ہے۔ بکری اسی لئے ہے کہ رات کو گھر میں رکھی جائے اور شیر چیتہ اور محافظ کتا اس لئے ہے کہ ان کو آزاد پھرایا جائے اگر بکری کو آزاد کیا تو اس کی جان خطرے میں ہے اس کو شکاری جانور پھاڑ ڈالیں گے۔

دوسرے اعتراض کا جواب میں کیا دوں۔ خود تجربہ دے رہا ہے وہ یہ کہ عورت کیلئے پردہ تپ دق کا سبب نہیں۔ ہماری پرانی بزرگ عورتیں گھر کے دروازے سے بھی بے خبر تھیں مگر وہ جانتی بھی نہ تھیں کہ دق کسے کہتے ہیں اور آجکل بے پردگی میں اوّل نمبر دو صوبہ ہیں ایک کاٹھیاواڑ، دوسرا پنجاب۔ مگر اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ ان ہی دونوں صوبوں میں دق زیادہ ہے۔ یوپی میں عام طور پر شریفوں کی بہو بیٹیاں پردہ نشین ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں دق بہت ہی کم ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ دق ہے ہی نہیں تو بھی بے جا نہ ہوگا۔ جناب اگر پردہ سے دق پیدا ہوتی ہے تو مردوں کو دق کیوں ہوتی ہے۔

دوستو! دق کی وجہ کچھ اور ہے۔ یاد رکھو! تندرستی کے دو بڑے اصول ہیں۔ ان کی پابندی کرو، اِن شاءَ اللہ تندرست رہو گے۔ اوّل یہ کہ بھوکے ہو کر کھاؤ اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ بلکہ روٹی سے بھوکے اُٹھو اور دوسرے یہ کہ تھک کر سوؤ۔ پہلے عورتیں چائے کو جانتی بھی نہ تھیں گھر میں محنت مشقت کے کام کرتی تھیں۔ چکی پیسنا، غلّہ صاف کرنا، خوب پسینہ آتا تھا۔ بھوک کھل کر لگتی تھی اور رات کو چار پائی پر خوب بیہوشی کی نیند آتی تھی اس لئے تندرست رہتی تھیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ پردہ والی عورتیں ہشاش بشاش معلوم ہوتی ہیں۔ انکے چہرے تروتازہ ہوتے ہیں مگر آوارہ اور بے پردہ عورتیں ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے کہ اس پھول کو لُو لگ گئی ہے۔

دوستو! یہ سب بہانہ ہیں۔ ضروری ہے کہ مکان کھلے ہوادار، صاف ہوں اپنے مکانوں کے صحن بڑے بڑے اور کھلے ہوئے ہوادار رکھو اور عورتوں بچوں کو چائے اور دوسری خشک چیزوں سے بچاؤ اور دودھ، گھی وغیرہ کا استعمال رکھو۔ عورتوں کو آرام طلب نہ بناؤ۔

عورت کا جسم سر سے پاؤں تک ستر ہے جس کا چھپانا ضروری ہے سواء چہرے اور کلائیوں تک ہاتھوں اور ٹخنے سے نیچے تک پاؤں کے کہ ان کا چھپانا نماز میں فرض نہیں باقی حصہ اگر کھلا ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ لہٰذا اُس کا لباس ایسا ہونا چاہئے جو سر سے پاؤں تک اس کو ڈھکا رکھے اور اس قدر باریک کپڑا نہ پہنے جس سے سر کے بال یا پاؤں کی پنڈلیاں یا پیٹ اوپر سے ننگا معلوم ہو۔ گھر میں اگر اکیلی یا شوہر یا ماں باپ کے سامنے ہوتو دوپٹہ اُتار سکتی ہے لیکن اگر داماد یا دوسرا قرابت دار ہوتو سر باقاعدہ ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے اور شوہر کے سوا جو بھی گھر میں آوے وہ آواز سے خبر کر کے آوے۔ اجنبی عورت کے سوائے چند صورتوں کے دیکھنا منع ہے...... (۱) طبیب مریضہ کے مرض کی جگہ کو (۲) جس عورت کے ساتھ نکاح کرنا ہے اس کو چھپ کر دیکھ سکتا ہے (۳) گواہ جو عورت کے متعلق گواہی دینا چاہئے (٤) قاضی جو عورت کے متعلق کوئی حکم دینا چاہئے وہ بھی بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے آوارہ عورتوں سے بھی شریف عورتیں پردہ کریں۔ (درِّ مختار)

عورت کو اپنے گھر سے نکلنا بھی منع ہے سوائے چند موقعہ کے...... (۱) قابلہ یعنی دائی پیشہ کرنے والی عورت گھر سے نکل سکتی ہے (۲) شاہدہ گواہی دینے کیلئے عورت قاضی کے دربار میں جا سکتی ہے (۳) غاسلہ جو عورت مردہ عورتوں کو غسل دیتی ہے وہ بھی اس ضرورت سے نکل سکتی ہے (٤) کاسبہ جس عورت کا کوئی کمائی کرنے والا نہ ہو وہ روزی حاصل کرنے کیلئے گھر سے نکل سکتی ہے (۵) زائرہ، والدین اور خاص اہل قرابت سے ملنے کیلئے بھی گھر سے نکل سکتی ہے وغیرہ اگر اس کی پوری تحقیق کرنا ہو تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتاب مروج النجا لخروج النساء کا مطالعہ کرو۔ ہم نے جو کہا کہ ان موقعوں میں عورت گھر سے نکل سکتی ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ پردہ سے نکلے اسطرح نہ نکلے جیسے آجکل رواج ہے کہ یا تو بے برقع باہر پھرتی ہیں یا اگر برقع ہے تو منہ کھلا ہوا اور برقع بھی نہایت خوش نما اور چمکدار کہ دوسرے مردوں کی اس پر خواہ مخواہ نظر پڑے، یہ جائز نہیں۔ یہ احکام تھے گھر سے باہر نکلنے کے! اب رہا سفر کرنا اسکے متعلق یہ ضرور یاد رکھو کہ عورت کو اکیلے یا کسی اجنبی مرد کیساتھ کرنا حرام ہے۔ ضروری ہے کہ اس کیساتھ کوئی محرم ہو۔

آجکل جو رواج ہوگیا ہے کہ گھر کو خط لکھ دیا کہ ہم نے اپنی بیوی کو فلاں گاڑی پر سوار کردیا ہے تم اسٹیشن پر آکر اتار لینا یہ ناجائز بھی ہے اور خطرناک بھی۔ دیور اور بہنوئی وغیرہ سے بڑے بڑے گھروں میں بھی پردہ نہیں بلکہ بعض عورتیں تو کہتی ہیں کہ ان سے پردہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں یہ محض غلط ہے حدیثِ پاک میں ارشاد ہوا کہ الحمرا الموت دیور تو اور بھی زیادہ موت ہے بعض جگہ ان سے ہنسی اور مذاق تک کیا جاتا ہے۔ خیال رکھو کہ جس عورت سے کبھی بھی نکاح ہو سکے اس سے پردہ ضروری ہے کہ وہ اجنبی ہے اور جس سے کبھی بھی نکاح جائز نہ ہو جیسے داماد، رضائی بیٹا، باپ، بھائی، خسر وغیرہ ان سے پردہ ضروری نہیں۔

اگر ان لوگوں سے باقاعدہ پردہ نہ ہو سکے تو کم از کم گھونگھٹ سے رہنا اور اُن کے سامنے حیا اور شرم سے رہنا ضروری ہے ایسا باریک لباس نہ پہنو جس سے ننگی معلوم ہو اور ایسا لباس نہ پہنو جو پنڈلیوں سے بالکل چمٹ جاتا ہو اور جس سے بدن کا اندازہ ہوتا ہو۔ ہاں اگر اس گھر میں سوائے شوہر وغیرہ کے کوئی اجنبی نہ آتا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں مگر ایسے گھر آج کل مشکل سے ملیں گے۔ ڈاکٹر اقبال نے خوب لکھا ہے۔

چو زہرا باش از مخلوق رو پوش　　که در آغوش شبیرے به بینی

یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح اللہ والی پردہ دار بنو

تاکہ اپنی گود میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی اولاد دیکھو۔

لڑکیوں کی تعلیم

اپنی لڑکی کو وہ علم و ہنر ضرور سکھادو، جس کی اس کو جوان ہو کر ضرورت پڑے گی لہٰذا سب سے پہلے لڑکی کو پاکی پلیدی حیض ونفاس کے شرعی مسئلے، روزہ، نماز، زکوٰۃ وغیرہ کے مسئلے پڑھادو یعنی قرآن شریف اور دینیات کے رسالے پڑھادو۔ پھر کچھ ایسی اخلاقی کتابیں جس میں شوہر کے حقوق بجالانے، بچوں کے پالنے، ساس نندوں سے میل محبت رکھنے کے طریقے سکھائے گئے ہوں وہ بھی ضرور پڑھادو۔ بہتر یہ ہے کہ ان کو نبی کریم علیہ السلام کی تاریخ بھی مطالعہ کراؤ۔ جس سے دنیا میں رہنے سہنے کا ڈھنگ آجاوے اس کے بعد ہر طرح کا کھانا پکانا بقدر ضرورت سینا پرونا اور دوسری زنانہ دستکاری اور سوئی کا ہنر ضرور سکھاؤ کیونکہ سوئی ہی وہ چیز ہے جس کی ضرورت مرنے کے بعد بھی پڑتی ہے یعنی مردہ سلا ہوا کفن پہن کر قبر میں جاتا ہے۔ سوئی عورتوں کا خاص ہنر ہے کہ اگر (خدانہ کرے) کبھی عورت پر کوئی مصیبت پڑ جائے یا بیوہ ہو جائے اور کسی مجبوری کی وجہ سے دوسرا نکاح نہ کرسکے تو گھر میں آبرو سے بیٹھ کر اپنی دستکاریوں سے پیٹ پال سکے۔ آج کل کھانا پکانے اور سینے پرونے کی بہت سی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ چنانچہ دہلی کا باورچی خانہ، خوان نعمت، خوان یغما، کھانے پکانے کے ہنر کیلئے ضرور پڑھادو، بلکہ ان سے ہر طرح کا کھانا پکوالواور دوستو! تین چیزوں سے اپنی لڑکیوں اور بیویوں کو بہت بچاؤ۔ ایک ناول، دوسرے کالج اور سکولوں کی تعلیم، تیسرے تھیٹر اور سینما۔ یہ تین چیزیں لڑکیوں کیلئے زہر قاتل ہیں۔ اس وقت لڑکیوں میں جس قدر شوخی، آزادی اور بے غیرتی ہے وہ سب ان ہی تین ہی کی وجہ سے ہے ہم نے دیکھا کہ لڑکیوں کیلئے تو پہلے زمانہ اسکول کھلے اور ان میں پردہ اور گاڑیاں بچیوں کو لانے اور لے جانے کیلئے رکھی گئیں اگرچہ ان میں کانا پردہ تھا۔ مگر خیر کچھ عار اور شرم تھی پھر وہ گاڑیاں بند ہوئیں اور صرف ایک عورت جس کو ماماں کہتے تھے لانے اور پہنچانے کیلئے رہ گئی۔ پھر وہ بھی ختم۔ صرف یہ رہا کہ جوان لڑکیاں برقعہ پہن کر آئیں۔ پھر یہ بھی ختم ہوا۔ آزادنہ طور سے آنے جانے لگیں۔ پھر عقل کے اندھوں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو ایک ہی جگہ تعلیم شروع کرادی اور شارداایکٹ جاری کرایا جس کے معنی یہ تھے کہ اٹھارہ سال سے پہلے کوئی نکاح نہ کرسکے پھر لڑکیوں اور لڑکوں کو سینما کے عشقیہ ڈرامے دکھائے بیہودہ ناولوں کی روک تھام نہ کی جس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ ان کے جذبات کو بھڑکا گیا اور نکاح روک کر بھڑکے ہوئے جذبات کو پورا ہونے سے روک دیا گیا جس کا منشا صرف یہ ہے کہ حرام کاری بڑھے کیونکہ بھڑکی ہوئی شہوت جب حلال راستہ نہ پائے گی تو حرام کی طرف خرچ ہوگی اور ایسا ہو رہا ہے۔ اب اس وقت یہ حالت ہے کہ جب اسکولوں، کالجوں کی لڑکیاں صبح شام زرق برق لباس میں راستوں میں آپس میں مذاق دل لگی کرتی ہوئی زور سے باتیں کرتی ہوئی عطر لگائے، دوپٹہ سر سے اُتارے ہوئے نکلتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہندوستان میں پیرس آگیا اور دردمند دل رکھنے والے خون کے آنسو روتے ہیں۔ اکبر الہ آبادی نے خوب فرمایا ہے ۔

بے پردہ مجھ کو آئیں نظر چند بیبیاں — اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا!

پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کدھر گیا — کہنے لگیں کہ عقل پر مردوں کے پڑ گیا

کوشش کرو کہ تمہاری لڑکیاں حیادار اور ادب والی بنیں، تا کہ ان کی اولاد میں یہ اوصاف پائے جائیں۔ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب فرمایا

بے ادب ماں با ادب اولاد جن سکتی نہیں　　　معدنِ زر معدنِ فولاد بن سکتی نہیں

یاد رکھو کہ اس زمانہ میں ان سکولوں اور کالجوں نے قوم میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔آج طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی قوم کا نقشہ بدلنا ہو تو اس قوم کے بچوں کو کالج کی تعلیم دِلاؤ، بہت جلد اس قسم کی حالت بدل جاوے گی۔اکبر نے خوب کہا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا　　　افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اور دوستو! بعض سکولوں اور کالجوں کے نام میں اسلام کا نام بھی لگا ہوتا ہے یعنی ان کا نام ہوتا ہے اسلامیہ سکول، اسلامیہ کالج اس نام سے دھوکہ نہ کھاؤ اسلامیہ سکول، اسلامیہ کالج نام رکھنا فقط مسلم قوم سے اسلام کے نام پر چندہ وصول کرنے کیلئے ہے ورنہ کام سب کالجوں کا قریب قریب یکساں ہے۔غضب تو دیکھو کہ نام اسلامیہ سکول اور تعطیل ہوتی ہے اتوارا کے دن۔ اسلام میں تو بڑا دن جمعہ کا ہے۔ہر کام انگریزی میں وہاں کے طلباء کے اخلاق اور عادات انگریزی۔پھر یہ اسلامیہ سکول کہاں رہا۔ بعض سکولوں کے نام بجائے اسلامیہ سکول کے محمڈن سکول یا محمڈن کالج رکھ دیئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کا نام رکھا ہے مسلمین قرآن فرماتا ہے: هو سمكم المسلمين ۔اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا مگر عیسائیوں کی طرف سے ہمارا نام محمڈن رکھا گیا۔ہم لوگوں کو وہی نام پسند آیا جو کہ عیسائیوں نے ہم کو دیا۔غرضکہ ان سکولوں سے اپنی لڑکیوں کو بچاؤ اور اپنے لڑکوں کو بھی وہاں تعلیم ضرورتاً دِلواؤ۔مگر ان کا دین و مذہب سنبھال کر۔اسی طرح لڑکیوں کو گھر پر جو ماسٹروں سے پڑھواتے ہیں یا عیسائی عورتوں یا لیڈیوں سے تعلیم دلواتے ہیں وہ بھی سخت غلط کرتے ہیں۔بہت جگہ دیکھا گیا کہ لڑکیاں ماسٹروں کیساتھ بھاگ گئیں اور ان آوارہ اُستانیوں کے ذریعہ سے ہزارہا فتنے پھیلے۔مجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آخر لڑکیوں کو اس قدر اعلیٰ تعلیم کی ضرورت کیا ہے ان کو تو وہ چیزیں پڑھاؤ جس سے انکو کام کرنا پڑتا ہے ان کا سارا خرچہ تو شوہروں کے ذمہ ہوگا پھر ان کو اسقدر تعلیم سے کیا فائدہ ہے؟ غرضکہ اپنی اولاد کو دیندار اور ہنر مند بناؤ کہ اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اپنی لڑکیوں کو صرف خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلاؤ۔ان کی پاک زندگی کا نقشہ وہ ہے جو ڈاکٹر اقبال نے اس طرح بیان فرمایا ؎

آں ادب پر وردۂ شرم و حیا　　　آسیا گردان و لب قرآن سرا
آتشین و نوریاں فرماں برش　　　گم رضائش در رضاء شوہر ش

ہاتھ میں چکی اور منہ میں قرآن دونوں جہان ان کی فرمانبردار اور وہ خاوند کی مطیع۔

نا پسندیدہ رسوم

ہر شخص کو ایک دن مرنا اور اس دنیا سے جانا ہے اور کیا خبر ہے کہ کس کی موت کس جگہ اور کس وقت آجاوے۔ اس لئے ہر مسلمان کو لازم ہے میت کے غسل اور کفن دفن کے مسائل سیکھے کہ اگر کسی جگہ ضرورت پڑ جائے تو اس کا کام نہ رُکے۔ ہم نے آج یہ سمجھ رکھا ہے کہ میت کا غسل اور کفن صرف ملاں کا کام ہے۔ ہماری اس میں بے عزتی ہے لیکن اگر کسی کا باپ یا کوئی قرابت دار مرجاوے اور وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قبر تک پہنچانے کا سامان کردے تو اس میں بے عزت کیا ہوگی؟ کیا باپ کے مرنے کے بعد اس کو چھونا بھی بے عزتی ہے؟

ایک مسلمان صاحب بہادر کا انتقال نئی دہلی میں ہوگیا۔ وہ حضرت پنجاب کے رہنے والے تھے۔ وہاں کوئی غسل دینے والا نہ ملا۔ بہت دیر تک اُن کے والد کی لاش بے غسل پڑی رہی۔

ضلع بدایون میں ایک جگہ ایک شخص کے والد کا فاتحہ تھا۔ چونکہ وہ مجمع صاحب بہادروں کا تھا۔ کسی کو قرآن پاک پڑھنا نہ آتا تھا۔ اب بڑی مشکل پڑی۔ آخرکار فوٹوگراف میں سورۂ یٰسین کا ریکارڈ بجا کر اس ریکارڈ کا ثواب مردہ باپ کی روح کو پہنچایا۔

یہ دو باتیں ہیں جو جس پر مسلمانوں کی حالت پر ماتم کرنا پڑتا ہے اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ موت اور میراث کے ضروری مسائل مسلمان سیکھیں اور ان تمام مسائل کیلئے بہارِ شریعت کو مطالعہ میں رکھیں۔

ہم کو اس جگہ ان رسموں سے گفتگو کرنی ہے جو مسلمانوں میں ناجائز یا فضول خرچیوں کی پڑی ہوئی ہیں۔ یہ رسمیں دو طرح کی ہیں۔ ایک تو موت کے وقت اور دوسرا موت کے بعد۔

موت کے وقت کی رسمیں

عام طور پر یہ رواج ہے کہ میت کے مرتے وقت جو لوگ موجود ہوتے ہیں۔ وہاں دُنیاوی باتیں کرتے ہیں۔ جب انتقال ہوجاتا ہے تو رونے پیٹنے کی حالت میں بے صبری اور بعض وقت کفر کے کلمے منہ سے نکال دیتے ہیں کہ ہائے خدا نے بے وقت موت دیدی۔ ملک الملک نے ظلم کردیا۔ کیا ہمارا ہی گھر موت کیلئے رہ گیا تھا۔ وغیرہ مرچکنے کے بعد جو خویش واقربا باہر پردیس میں ہوتے ہیں۔ ان کو تار سے خبر دیتے ہیں پھر ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ پنجاب میں یہ بیماری بہت ہے۔ میں نے بعض جگہ دیکھا ہے کہ دو دن تک لاش رکھی رہتی جب خویش واقربا آئے تب دفن کیا گیا۔ پھر جس قوم یا جس محلّہ میں موت ہوگئی وہاں ساری قوم اور سارا محلّہ روٹی نہ پکائے اب ایکدن میت پڑی رہی تو زندوں کی بھوک کے مارے آدھی جان گھل گئی۔ اب جبکہ دفن سے فراغت ہو چکی تو کسی قرابت دار نے ان سب کیلئے روٹی پکائی اور روٹی پکانے پر یہ ضروری ہے کہ ان تمام لوگوں کیلئے کھانا پکائے جن کے گھر اب تک دفن کے انتظار میں روٹی نہ پکی تھی یعنی ساری برادری یا سارے محلے کیلئے۔

یوپی میں بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ موت کی روٹی محلّہ داروں کو رات اُٹھا اُٹھا کر پہنچاتے ہیں اگر کسی کے گھر نہ پہنچے تو اس کی سخت شکایت ہوتی ہے جیسے کہ شادی کی روٹی کی شکایت ہوتی ہے۔ پنجاب میں یہ بھی رواج ہے کہ میت کے ساتھ ایک دیگ چاولوں کی پکا کر قبرستان میں جاتی ہے جو کہ دفن کے بعد وہاں فقرا کو تقسیم کی جاتی ہے اور یوپی میں کچا غلّہ اور پیسے لے جاتے ہیں جو قبرستان میں تقسیم ہوتے ہیں۔

ان رسموں کی خرابیاں

انسان کیلئے نزع کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ عمر بھر کی کمائی کا نچوڑ اس وقت ہو رہا ہے۔ اس وقت قرابت داروں کا وہاں دنیاوی باتیں کرنا سخت غلطی ہے کیونکہ اس سے میت کا دھیان بٹنے کا اندیشہ ہے فقط آنکھوں سے آنسو بہیں یا معمولی آواز منہ سے نکلے اور کچھ صبر وغیرہ کے لفظ بھی منہ سے نکل جاویں تو کوئی حرج نہیں مگر پیٹنا، منہ پر طمانچہ مارنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑنا، بے صبری کی باتیں منہ سے نکالنا نوحہ ہے اور نوحہ حرام۔ نوحہ کرنے والے سخت گنہگار ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ نوحہ کرنے اور نوچنے پیٹنے سے مردہ واپس نہیں آجاتا بلکہ صبر کا جو ثواب ملتا ہے وہ بھی جاتا رہتا ہے۔ دو ہی وقت امتحان کے ہوتے ہیں۔ ایک خوشی کا دوسرا غم کا۔ جو ان دو وقتوں میں قائم رہا وہ واقعی مرد ہے۔ مصیبت کے وقت یہ خیال رکھو کہ جس ربّ نے عمر بھر آرام دیا اگر وہ کسی وقت کوئی رنج یا غم بھیج دے تو صبر چاہئے۔ کسی قرابت دار کے آنے کے انتظار میں میت کے دفن میں دیر لگانا سخت منع ہے اور اس میں ہر طرح کا خطرہ ہی ہے اگر زیادہ رکھنے سے میت کا جسم بگڑ جاوے یا کسی قسم کی بو وغیرہ پیدا ہو جاوے یا کسی قسم کی خرابی وغیرہ پیدا ہو جائے تو اس میں مسلمان میت کی توہین ہے۔ قرابت دار آکر میت کو زندہ نہیں کر لیں گے اور منہ دیکھ کر بھی کیا کرینگے۔ اس لئے دفن میں جلدی کرنا ضروری ہے چند چیزوں میں بلا وجہ دیر لگانا منع ہے۔ لڑکی کی شادی، قرض کا ادا کرنا، نماز کا پڑھنا، توبہ کرنا۔ میت کو دفن کرنا نیک کام کرنا کسی کے مرنے سے محلہ میں روٹی پکانا یا کھانا منع نہیں ہو جاتا۔ ہاں چونکہ میت کے خاص رشتہ دار دفن میں مشغول ہونے اور زیادہ رنج وغم کی وجہ سے کھانا نہیں پکاتے ان کیلئے کھانا تیار کرنا بلکہ انہیں اپنے ساتھ کھلانا سنت ہے مگر خیال رہے کہ کھانا صرف ان لوگوں کیلئے پکایا جائے اور وہی لوگ کھائیں جو رنج وغم کی وجہ سے گھر میں نہ پکا سکیں۔ محلہ والوں اور برادری کو رسمی طریقہ پر کھلانا بھی جائز ہے اور کھانا بھی۔ غم اور رنج دعوتوں کا وقت نہیں میت کے ساتھ دیگ یا کچھ غلّہ لیجانے میں حرج نہیں مگر دو باتوں کا ضرور خیال رہے۔ اوّل یہ کہ لوگ اس خیرات کو اتنا ضروری نہ سمجھ لیں کہ نہ ہو تو قرض لیکر کریں اگر میت کے وارثوں میں سے کوئی وارث بچہ ہو یا کوئی سفر میں ہو تو میت کے مال سے یہ خیرات نہ کریں بلکہ کوئی شخص اپنی طرف سے کر دے۔ دوسرے یہ کہ قبرستان میں تقسیم کرتے وقت یہ خیال رکھا جاوے کہ فقراء وغرباء قبروں کو پاؤں سے نہ روندیں اور یہ کھانا یا غلہ نیچے نہ گرے۔ بہتر تو یہ ہے کہ گھر پر ہی خیرات کر دی جائے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ خیرات لینے والے فقراء غلہ لینے کیلئے قبروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور چاول وغیرہ بہت خراب کرتے ہیں۔

موت کے وقت کی اسلامی رسمیں

جان کنی کی نشانی ہی ہے کہ بیمار کی ناک ٹیڑھی پڑ جاتی ہے اور کنپٹی نیچے بیٹھ جاتی ہے جب یہ علامت بیمار میں دیکھ لی جائے تو فوراً اس کا منہ کعبہ شریف کو کر دیا جائے یا تو اس کی چارپائی قبر کی طرح رکھی جائے یعنی شمال کو سر اور جنوب (دکن) کو پاؤں اور میت کو سیدھی کروٹ پر لٹا دیا جائے مگر اس سے جان نکلنے میں دشواری ہوتی ہے بہتر ہے کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دیئے جائیں اور اس کو چت لِٹا دیا جائے تا کہ کعبہ کو منہ ہو جائے۔ کروٹ کی ضرورت نہ رہے۔ چند جگہ کعبہ کی طرف پاؤں کرنا جائز ہیں۔ لیٹ کر نماز پڑھتے وقت، جان نکلنے کے وقت، میت کو غسل دیتے وقت اور قبرستان لے جاتے وقت جبکہ قبرستان مشرق کی طرف ہو پھر اس کے پاس بیٹھنے والے کوئی دنیاوی بات نہ کریں اور اس وقت خود بھی نہ روئیں بلکہ سب لوگ اس قدر آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں کہ میت کے کان میں وہ آواز پہنچتی رہے اور کوئی شخص اس وقت منہ میں پانی ڈالتا رہے کیونکہ اس وقت پیاس کی شدت ہوتی ہے اگر گرمی زیادہ پڑ رہی ہے تو کوئی پنکھے سے ہوا بھی کرتا رہے۔ سورۂ یٰسین شریف پڑھیں تا کہ اس کی مشکل آسان ہو اور ربّ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ اس کا اور ہم سب کا بیڑا پار لگا ئیو۔ اللھم ربنا ارزقنا حسن الخاتمة ط ......

جب جان نکل جاوے تو کسی کو رونے سے نہ رکیں کیونکہ زیادہ غم میں نہ رونا سخت بیماری پیدا کرتا ہے ہاں یہ حکم دیں کہ نوحہ نہ کریں یعنی منہ پر تھپڑ نہ لگائیں اور بے صبری کی باتیں نہ بکیں۔ غسل اور کفن سے فارغ ہو کر نعت خوانی کرتے ہوئے یا بلند آواز سے دُرود شریف اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے میت کو لے چلیں کیونکہ آج کل اگر ذکر الٰہی آواز سے نہ ہو تو لوگ دنیا کی باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں اور یہ منع ہے۔ نیز اس نعت خوانی اور دُرود شریف کی آواز سے گھروں میں لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی میت جا رہی ہے تو آ کر نماز اور دفن میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نمازِ جنازہ پڑھ کر کم از کم تین بار سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق، سورۂ ناس اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں کہ جنازہ کی نماز کے بعد دعا کرنا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سنتِ صحابہ علیہم الرضوان ہے۔ دیکھو ہماری کتاب جاء الحق۔

دفن سے فارغ ہو کر قبر کے سرہانے سے سورۂ بقر کی شروع کی آیتیں مُفلحون تک اور قبر کے پاؤں کی طرف سورۂ بقر کا آخری رکوع پڑھ کر میت کو ثواب بخشیں۔ جب دفن سے فارغ ہو کر لوگ لوٹ جاویں تب قبر کے سرہانے کی طرف کھڑے ہو کر اذان کہہ دیں تو اچھا ہے کہ اس سے عذابِ قبر سے نجات ہے اور مردہ کو نکیرین کے سوالات کا جواب بھی یاد آ جائیگا۔ پھر قرابت دار اور میت کے صرف گھر والوں کو کھانا کھلائیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ پکا کر لانے والا خود بھی ان کے ساتھ ہی کھاوے اور ان کو مجبور کر کے کھلاوے۔

موت کے بعد کی مروجہ رسمیں

موت کے بعد ہر علاقہ میں علیحدہ علیحدہ رسمیں ہوتی ہیں مگر کچھ رسمیں ایسی ہیں جو تھوڑے فرق سے ہر جگہ ادا کی جاتی ہیں۔ ان ہی کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ دولہن کا کفن اس کے میکے سے آتا یعنی یا تو اس کے ماں باپ کفن خرید کر لاتے ہیں یا بعد کو اس کی قیمت دیتے ہیں۔ اسی طرح دفن اور تقریباً موت کا تین دن کا سارا خرچہ میکے والے کرتے ہیں۔ دولہن کی اولاد کا کفن بھی میکے والوں کی طرف سے ہونا ضروری ہے۔ تین دن میت والوں کے گھر قرابت داروں اور خاص کر سمدھیانہ سے کھانا آنا ضروری ہے اور کھانا بھی اتنا زیادہ لانا پڑتا ہے کہ سارے کنبے بلکہ ساری برادری کو کافی ہو۔ چھ وقت کھانا بھیجنا پڑتا ہے اگر پچیس پچیس آدمیوں کا ہر وقت کھانا پکایا گیا تو اس قحط سالی کے زمانہ میں کم از کم پچاس روپیہ خرچ ہوا۔ پھر جب خیر سے یہ تین دن گذر گئے تو اب میت والوں کے ذِمہ لازم ہے کہ تیسرے دن تیجہ (سوئم) کرے جس میں ساری برادری بلکہ ساری بستی کی روٹی کرے جس میں امیر و غریب دولت مند لوگ ضرور شریک ہوں اور غضب یہ کہ بہت جگہ یہ برادری کی دعوت خود میت کے مال سے ہوتی ہے حالانکہ میت کے چھوٹے یتیم بچے، بیوہ اور غریب بوڑھے ماں باپ بھی ہوتے ہیں مگر ان سب کے منہ سے یہ پیسہ نکال کر اس میلہ کو کھلایا جاتا ہے۔ موت کے بعد تین دن تک میت کے گھر والے تعزیت کیلئے بیٹھتے ہیں جہاں بجائے دعا اور تعزیت کے حقے کے دور چلتے ہیں اور کچھ قرآن کریم پڑھ کر بخشتے بھی ہیں تو اس طرح کہ حقہ منہ میں ہے اور ہاتھ اُٹھے ہوئے ہیں۔ پھر چالیس روز تک برابر دو روٹیاں ہر روز خیرات کی جاتی ہیں اور اس کے درمیان دسواں، بیسواں اور چالیسواں بڑا دھوم دھام سے ہوتا رہتا ہے جس میں برادری کی عام دعوتیں ہوتی ہیں اور فاتحہ کیلئے ہر قسم کی مٹھائیاں اور فروٹ (میوے) اور کم از کم ایک عمدہ کپڑوں کا جوڑا رکھا جاتا ہے۔ فاتحہ کے بعد وہ مٹھائیاں اور فروٹ تو گھر کے بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور کپڑوں کا جوڑا خیرات ہوتا ہے۔ پھر چھ ماہ کے بعد چھ ماہی اور سال کے بعد میت کی برسی ہوتی ہے۔ اس برسی میں بھی برادری اور بستی کی روٹی کی جاتی ہے۔ لو صاحب! آج ان رسموں سے پیچھا چھوٹا بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ کفن پر ایک نہایت خوبصورت ریشمی یا اونی چادر ڈالی جاتی ہے جو بعد دفن خیرات ہوتی ہے مگر دوستو! یہ بھی خیال رہے کہ ننانوے فیصد یہ رسمیں اپنے نام اور شہرت کیلئے ہوتی ہیں اگر یہ کام نہ ہوں گے تو ناک کٹ جائے گی۔

ان رسموں کی خرابیاں

شریعت میں کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ اس کی زندگی کا خرچہ ہے۔ لہٰذا ہر جوان، مالدار مرد کا کفن اس کے اپنے مال سے دیا جانا چاہئے اور چھوٹے بچوں کا کفن اس کے ماں باپ کے ذمے ہے۔ اسی طرح اگر بیوی کا انتقال رخصت سے پہلے ہوگیا تو بیوی کے باپ کے ذمہ ہے اگر رُخصت کے بعد انتقال ہوا تو شوہر کے ذمہ۔ شوہر کے ہوتے ہوئے اس کے باپ بھائی سے جبراً کفن لینا ظلم ہے اور سخت منع۔ سنت یہ ہے کہ میت کے پڑوسی یا قرابت دار مسلمان صرف ایک دن یعنی دو وقت کھانا میت کے گھر بھیجیں اور وہ کھانا صرف ان لوگوں کیلئے ہو جو غم یا مشغولیت کی وجہ سے آج پکا نہ سکے۔ عام محلّہ والوں اور برادری کو اس کھانے کا حق نہیں، ان کیلئے یہ کھانا سخت منع ہے۔ ہاں میت کے گھر جو مہمان باہر سے آئے ہیں ان کو اس کھانے سے کھانا جائز ہے ایک دن سے زیادہ کھانا بھیجنا منع ہے۔ میت والوں کے گھر تیجہ اور چالیسواں کی روٹی کرانا اور اس سے برادری کی روٹی لینا حرام و مکروہِ تحریمی ہے۔ لہٰذا یہ مروجہ تیجہ، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی برسی کی برادری کی دعوتیں کھلانے والے اور کھانے والے دونوں گنہگار ہیں یہ کھانا صرف غریبوں فقیروں کا حق ہے کیونکہ یہ صدق و خیرات ہے اور اگر میت کا کوئی وارث بچہ ہے یا سفر میں ہے تو بغیر تقسیم کیے ہوئے اس کا مال خیرات کرنا بھی حرام ہے کہ نہ یہ فقیروں کو جائز اور نہ مالداروں۔ لہٰذا یا تو کوئی وارث خاص اپنے مال سے یہ خیرات کرے یا پہلے میت کا مال تقسیم کرلیں پھر نابالغ اور غائب کا حصہ نکال کر حاضر بالغ وارث اپنے حصہ سے کریں ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم تھا۔ اب دُنیاوی حالات پر نظر کرو تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان تیجہ چالیسواں اور برسی کی رسموں نے کتنے مسلمانوں کے گھر تباہ کردیئے۔ میرے سامنے بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ مسلمانوں کی دکانیں جائیدادیں اور مکانات چالیسواں اور تیجہ کھا گیا۔ آج وہ ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔ ایک صاحب نے باپ کے چالیسویں کیلئے ایک بنیے (کراڑ) سے چار سو روپے قرض لئے تھے۔ ستائیس سو روپیہ ادا کرچکے مگر قرض ختم نہیں ہوا۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس تیجے اور چالیسویں کی رسموں سے صرف ایک ہی گھر تباہ نہیں ہوتا بلکہ دولہن کے میکے والے بھی ساتھ تباہ ہوتے ہیں۔ یعنی ع

ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے

کیونکہ قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر تیجہ میت والا کرے تو چالیسویں کی روٹی اس کے سمدھیانے والے کریں۔ میرے اس کلام کا تجربہ انکو خوب ہوا ہوگا کہ جن کو کبھی ان رسموں سے واسطہ پڑا ہو۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ میت کا دم نکلا اور محلّہ والی عورتوں مردوں نے گھر گھیر لیا اوّل تو پان دان کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ اب سب لوگ جمع ہیں۔ کھانا آنے کا انتظار ہے۔ بیچارہ میت والا مصیبت کا مارا اپنا غم بھول جاتا ہے یہ فکر پڑ جاتی ہے کہ اس میلے کا پیٹ کس طرح بھروں پھر جب تک اس بیچارے کا دیوالیہ نہیں نکل جاتا یہ میلہ نہیں ہٹتا لہٰذا اے مسلمانو! ان ناجائز اور خراب رسموں کو بالکل بند کردو۔

موت کے بعد کی اسلامی رسمیں

کفن دفن کا سارا خرچہ یا تو خود میت کے مال سے ہو اور اگر کسی کی بیوی یا بچہ مرا ہے تو شوہر یا باپ کے مال سے ہو میکہ سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے، میت کے مال سے کریں۔ ان دعوتوں کا یہ شرعی حکم ہے کسی سے ہرگز ہرگز نہ لیا جائے۔ میت والوں کے گھر پڑوسی یا قرابت دار صرف ایک دن کھانا لے جائیں اور وہ بھی اتنا جتنا کہ خالص گھر والوں یا ان کے پردیسی مہمانوں کو کافی ہو اور اس میں سنت کی نیت کریں نہ کہ دنیاوی بدلہ اور نام و نمود کی۔ اگر تین روز تک تعزیت کیلئے میت والے مرد کسی جگہ بیٹھیں تو کوئی حرج نہیں مگر اس میں حقہ کا دور بالکل نہ ہو بلکہ آنے والے فاتحہ پڑھتے آویں اور صبر کی ہدایت کرتے جاویں تین دن کے بعد تعزیت کیلئے کوئی نہ بیٹھے اور نہ کوئی آئے، ہاں جو پردیسی قرابت دار سفر سے آئے تو جب بھی پہنچے میت والوں کی تعزیت کرتے یعنی پرسا دے۔ عورتیں جب کسی کے گھر پرسا دینے آتی ہیں تو خواہ مخواہ میت والوں سے مل کر روتی ہیں چاہے آنسو نہ آویں مل کر آواز نکالنا ضروری ہوتا ہے یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ ان کو صبر کی تلقین کرو اور دسواں اور چالیسواں اور برسی وغیرہ ضرور کرنا چاہئے۔ مگر اس میں دو باتوں کا خیال ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ جہاں تک ہو سکے میت کے مال سے نہ کریں اگر کوئی وارث بچہ ہے تب اس کے حق سے یہ خیرات کرنا حرام ہے۔ لہٰذا کوئی قرابت دار کھانا پینا وغیرہ اپنے مال سے کرے اور دوسرے یہ کھانا صرف فقراء اور غرباء کو کھلایا جائے۔ عام برادری کی روٹی ہرگز ہرگز نہ کی جائے اور فقراء پر اس قدر خرچ کیا جائے جتنی حیثیت ہو قرض لے کر تو حج اور زکوٰۃ دینا بھی جائز نہیں، یہ صدقہ وغیرہ سے بڑھ کر نہیں۔ اس کی پوری تحقیق کیلئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتاب جلی الصوت لنهی الدعوة عن اهل الموت دیکھو۔ بلکہ دیکھنے والوں سے ہم کو معلوم ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی کے یہاں پرسا دینے جاتے تو اُس کے گھر حقہ، پان بھی استعمال نہ کرتے تھے کسی نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو دعوت نہیں، فقط ایک تواضع ہے یہ کیوں نہیں استعمال فرماتے تو فرمایا کہ زکام کو روکو تا کہ بخار سے امن رہے۔

ہماری اس گذارش کا مقصد یہ نہیں ہے کہ تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ نہ کرو۔ یہ تو دیوبندی یا وہابی کہے گا۔ مقصد یہ ہے کہ اس کو اولیاء کے نام و نمود کیلئے کرو بلکہ ناجائز اور فضول رسموں کو اس سے نکال دو۔ حق تعالیٰ توفیق عطا فرماوے۔ آمین

میراث

اسلامی قانون میں مسلمانوں کی ساری اولاد یعنی لڑکے لڑکیاں اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اسکے مال سے میراث لیتے ہیں۔ لڑکے کو لڑکی سے دوگنا حصہ ملتا ہے مگر ہندوؤں آرمیوں کے درھم میں لڑکی باپ کے مال سے محروم ہوتی ہے اور سب مال لڑکا ہی لیتا ہے یہ صاف ظلم ہے۔ جب دونوں ایک ہی باپ کی اولاد ہیں تو ایک کو میراث دینا اور ایک کو نہ دینا اس کے کیا معنی؟ لیکن کاٹھیاواڑ اور پنجاب کے مسلمانوں نے اپنے لئے یہ ہندوانی قانون قبول کیا ہے اور حکومت کو لکھ کر دے دیا ہے کہ ہم کو ہندووانی قانون منظور ہے جسکے معنی یہ ہوئے کہ ہم زندگی میں تو مسلمان ہیں اور مرنے کے بعد نعوذ باللہ ہندو۔ یاد رکھو! قیامت میں اس کا جواب دینا پڑیگا۔ اگر اسلام کے اس قانون سے ناراضی ہے تو کفر ہے اور اگر اس کو حق جان کر اس پر عمل نہ کیا تو حق تلفی اور ظلم ہے۔ لڑکے تم کو کیا بخش دیتے ہیں اور لڑکیاں کیا چھین لیتی ہیں؟ جب تم مر ہی گئے تو اب تمہارا مال کوئی بھی لے تم کو کیا؟ تم بیٹے کی محبت میں اپنی آخرت کیوں تباہ کرتے ہو؟ تمہارا یہ خیال بھی غلط ہے کہ لڑکی تمہارا مال برباد کردے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ اپنے باپ کی چیز کا درد جتنا لڑکی کو ہوتا ہے اتنا لڑکے کو نہیں ہوتا۔ ایک جگہ لڑکوں نے باپ کا مکان فروخت کیا۔ لڑکے تو خوشی سے فروخت کر رہے تھے مگر لڑکی بہت روتی چلاتی تھی کہ یہ میرے مرے باپ کی نشانی ہے اس کو دیکھ کر اپنے باپ کو یاد کر لیتی ہوں میں اپنا حصہ فروخت نہ کروں گی اس کے رونے سے دیکھنے والے بھی رونے لگے اور بڑھاپے میں جتنی ماں باپ کی خدمت لڑکی کرتی ہے اتنی خدمت لڑکا نہیں کرتا۔ پھر اس غریب کو کیوں محروم کرتے ہو؟ لڑکے تو مرنے کے بعد قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں آتے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو پورا حصہ دو۔ کاٹھیاواڑ میں ایک قوم ہے آغا خوانی خوجہ۔ اگر ان کے دو بیٹے ہوں تو ایک کا نام قاسم بھائی اور دوسرے کا نام رام لعل یا مول جی اور کہتے ہیں کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں کی بخشش ہوئی تو قاسم بھائی بخشوا لے گا اور اگر ہندوؤں کی نجات ہوئی تو رام لعل ہاتھ پکڑے گا۔ کیا یہ ہی ہم نے بھی سمجھ رکھا ہے کہ زندگی میں اسلامی کام کریں اور میراث میں ہندوؤں کے قانون اختیار کریں تاکہ دونوں قومیں خوش رہیں۔

اگر مسلمانوں کو یہی فکر ہے کہ ہماری اولاد ہمارا مال برباد کرے گی تو چاہئے کہ اپنی جائیداد، مکانات، دوکانیں وغیرہ اپنی اولاد پر وقف کردیں اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد، ہماری جائیداد اور مکانات سے ہر طرح نفع اُٹھائے اور اس میں رہے اسکا کرایہ کھائے اور حصہ رسد کرایہ کا آپس میں تقسیم کرے مگر اسکو رہن (گروی) نہ کرسکے، اس کو بیچ نہ سکے۔ اس سے اِن شاءاللہ تمہاری جائیداد اور مکانات محفوظ ہوجائیں گے ۔ کسی کے ہاتھ فروخت نہ ہوسکیں گے اور تمام گناہ سے بھی بچ جاؤ گے اگر مسلمان اس قانون پر عمل کرتے تو آج ان کی جائیدادیں، ہندوؤں کے پاس نہ پہنچ جاتیں۔ وقف علی الاولاد کرنے کا طریقہ کسی عالم سے پوچھ لینا چاہئے اور میراث کیلئے ہم نے ایک کتاب اُردو زبان میں لکھ دی ہے جس کا نام ہے علم المیراث اس کا مطالعہ کرو۔

☆ .... ☆

ہمارے بعض دوستوں کی فرمائش تھی کہ کتاب کے آخر میں فائدہ مند وظیفے اور اعمال روزانہ پڑھنے کے بھی اور متبرک تاریخوں اور بڑی راتوں کے بھی بیان کردیئے جائیں کیونکہ لوگ ان سے بے خبر ہیں۔ مسلمانوں کے فائدے کیلئے وہ اعمال جو کہ بفضلہٖ تعالیٰ سو فیصد کامیاب ہیں اور جس کی مجھ کو میرے ولی نعمت، مرشد برحق حضرت صدر الافاجل مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی طرف سے اجازت ہے خاص لوجہ اللہ بتاتا ہوں اور سُنّی مسلمانوں کو ان کی اجازت دیتا ہوں۔

نوٹ ضروری...... ہر عمل کی کامیابی کی دو شرطیں ہیں۔ اوّل عامل کا صحیح العقیدہ سنّی ہونا اور ہر مذہب خصوصاً دیوبندی اور وہابی کی صحبت سے بچنا۔ دوسرے شرعی احکام خصوصاً نماز روزے کا سختی سے پابند ہونا۔ مریض اگر دوا کرے مگر پرہیز نہ کرے تو دوا فائدہ نہیں پہنچاتی۔ اسی طرح اگر ان مذکورہ اعمال کا کرنے والا یہ دو پرہیز نہ کرے گا تو کامیاب نہ ہوگا۔ دو طرح کے وظیفے بیان کرتا ہوں ایک تو روزانہ یا کسی خاص موقعہ پر پڑھنے کے، دوسرے خاص راتوں اور متبرک تاریخوں میں پڑھنے کیلئے۔

صبح و شام

نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد ہر روز تین بار یہ دعا پڑھے اوّل وآخر تین تین بار دُرود شریف اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقْ پھر یہ پڑھے سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ خدا نے چاہا تو زہریلے جانوروں سانپ بچھو وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ نہایت مجرب ہے۔

روزانہ صبح

فجر کی سنتیں اپنے گھر پڑھے اور سنتوں کے بعد اوّل آخر دُرود شریف تین تین بار درمیان میں ۷۰ بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھے گھر میں بہت برکت رہے گی اور سب گھر والوں میں اتفاق بفضلہٖ تعالیٰ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ مرد سنتِ فجر کے بعد فرض مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے۔

کھانا کھانے کے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم جب کھانا سامنے آجاوے تب یہ پڑھ کر کھائے۔ ربّ نے چاہا تو وہ کھانا نقصان نہ کرے۔ دوا پر بھی یہی دعا پڑھ لینی چاہیے۔

دشمنوں کے شر سے بچنے کیلئے

روزانہ صبح وشام اوّل وآخر درود شریف پڑھ کر تین بار یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ اِن شاءَ اللہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

سفر کو جاتے وقت

جب گھر سے سفر کیلئے نکلے تو اگر کراہت کا وقت نہ ہو (نفل کی کراہت کا وقت فجر اور عصر کے بعد اور دوپہر میں ہے) تو دو رکعت نفل نمازِ سفر کی نیت سے پڑھ لے۔ ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد کو یہ دعا پڑھے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ربّ نے چاہا تو بخیریت گھر واپس آئے گا اور سب کو خیریت سے پائے گا اور اگر اس وقت نفل مکروہ ہو تو بھی محلّہ کی مسجد میں آجاوے اور یہ دعا پڑھے۔

سواری پر سوار ہوتے وقت

اگر گھوڑا تانگہ، ریل، موٹر وغیرہ خشکی کی سواری پر سوار ہو تو یہ پڑھ کر بیٹھے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ط اِن شاءَ اللہ اس سواری میں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ ہر مصیبت سے محفوظ رہیگا اور دریا کی سواری یعنی کشتی جہاز وغیرہ میں بیٹھتے وقت یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖیهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط اِن شاءَ اللہ ڈوبنے سے بچے گا۔

رات کو سوتے وقت

اگر سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو رات بھر وہ مکان چوری، آگ اور ناگہانی آفات سے محفوظ رہے گا اور پڑھنے والا بدخوابی اور جنات کے خلل سے بچا رہے گا۔ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے اِن شاءَ اللہ خاتمہ بالخیر ہوگا۔ جو شخص سوتے وقت پانچواں کلمہ اور اور سورۂ کافرون ایک ایک دفعہ پڑھ کر سویا کرے تو اِن شاءَ اللہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوگا مگر چاہئے کہ اس کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرے اگر بات کرنی پڑ جائے تو دوبارہ اس کو پڑھ لے۔

ہر نماز کے بعد

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ آخر رکوع تک پڑھ لیا جاوے تو غیب سے روزی ملے گی اور بہت برکت ہوگی۔

مصیبت زدہ کو دیکھ کر

بیمار، قرضدار یا اور کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط اِن شاءَ اللہ وہ مصیبت اپنے کو کبھی نہ آئے گی۔ نہایت مجرب ہے۔

بارہ مہینوں کی متبرک تاریخوں کے وظیفے اور عملیات

دسویں محرم (عاشورہ)

محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھے تو بہت ثواب پاوے گا۔ بال بچوں کیلئے دسویں محرم کو خوب اچھے کھانے پکائے تو اِن شاءَ اللہ سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی۔ بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہیدِ کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے بہت مجرب ہے۔ اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال اِن شاءَ اللہ تعالیٰ بیماریوں سے اَمن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم تمام پانیوں میں پہنچ جاتا ہے۔ (تفسیر روح البیان پارہ بارہ آیات قصہ نوح)

اسی دسویں محرم کو جو سرمہ لگائے تو اِن شاءَ اللہ سال بھر تک اس کی آنکھیں نہ دُکھیں۔ (درمختار کتاب الصوم)

ربیع الاوّل کا میلاد شریف

ربیع الاوّل بارہویں تاریخ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک کی خوشی میں روزہ رکھنا ثواب ہے مگر بہتر ہے کہ دو روزے رکھیں اور اس مہینہ میں محفل میلاد شریف کرنے سے تمام سال گھر میں برکتیں اور ہر طرح کی امن رہتی ہے۔ (روح البیان زیر آیت محمد رسول اللہ)

اس کا بہت تجربہ کیا گیا ہے اور گیارہویں، بارہویں تاریخوں کی درمیانی رات کو تمام رات جاگے، اس رات میں غسل کرے، نئے کپڑے بدلے، خوشبو لگائے، ولادت پاک کی خوشی کرے اور بالکل ٹھیک صبح صادق کے وقت قیام اور سلام کرے اِن شاءَ اللہ جو بھی نیک دعا مانگے قبول ہوگی۔ بہت ہی مجرب ہے۔ اعتقاد شرط ہے۔ لا دَوا مریض اور بہت مصیبت زدوں پر آزمایا گیا، دُرست پایا۔ مگر قیام اور سلام کا وقت نہایت صحیح ہو۔

ربیع الآخر گیارھویں شریف

اس مہینہ میں ہر مسلمان اپنے گھر میں حضور غوثِ پاک سرکارِ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے۔ سال بھر تک بہت برکت رہے گی اگر ہر چاند کی گیارہویں سب کو یعنی دسویں اور گیارہویں تاریخ کی درمیانی رات کو مقرر پیسوں کی شیرینی مسلمان کی دوکان سے خرید کر پابندی سے گیارہویں کی فاتحہ دیا کرے تو رِزق میں بہت ہی برکت ہوگی اور اِن شاءَ اللہ تعالیٰ کبھی پریشان حال نہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ کوئی تاریخ ناغہ نہ کرے اور جتنے پیسے مقرر کردے اس میں کمی نہ ہو۔ اتنے ہی پیسے مقرر کرے جتنے کی پابندی کر سکے خود میں اس کا سختی سے پابند ہوں اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کی خوبیاں بے شمار پاتا ہوں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

رجب

رجب کے مہینے میں تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو روزے رکھے ان کو ہزاری روزہ کہتے ہیں کیونکہ ان روزوں کا ثواب مشہور یہ ہے کہ ایک ہزار روزوں کے برابر ہے۔

بائیسویں رجب کو امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے، بہت اڑی ہوئی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں۔

ستائیسویں رَجب کو **معراج النبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی میں جلسے کریں، خوشیاں منائیں، رات کو جاگ کر نوافل پڑھیں۔

پنجاب میں رجب کے مہینہ میں زکوٰۃ نکالتے ہیں لیکن ضروری یہ ہے کہ جب مال کا سال پورا ہو جائے فوراً زکوٰہ نکال دے رجب کا انتظار نہ کرے ہاں سال پورا ہو جانے سے پہلے بھی نکال سکتا ہے اور اگر رمضان میں زکوٰۃ نکالے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ رمضان میں نیک کاموں کا ثواب زیادہ ہے۔

شعبان' شب برات

اس مہینہ کی پندرہویں رات جس کو شبِ برات کہتے ہیں۔ بہت مبارک رات ہے۔ اس رات میں قبرستان جانا، وہاں فاتحہ پڑھنا سنت ہے۔ اسی طرح بزرگانِ دین کی مزارات پر حاضر ہونا بھی ثواب ہے اگر ہو سکے تو چودھویں اور پندرہویں رات کو روزے رکھے۔ پندرہویں تاریخ کو حلوہ وغیرہ بزرگانِ دین کی فاتحہ پڑھ کر صدقہ وخیرات کرے اور پندرہویں رات کو ساری رات جاگ کر نفل پڑھے اور اس رات کو ہر مسلمان ایک دوسرے سے اپنے قصور معاف کرالیں، قرض وغیرہ ادا کریں کیونکہ بغض والے مسلمان کی دعا قبول نہیں ہوتی اور بہتر یہ ہے کہ سو رکعت نفل پڑھے۔ دو دو رکعت کی نیت باندھے اور ہر رکعت میں ایک ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر گیارہ گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ تو ربّ تعالیٰ اس کی تمام حاجتیں پوری فرمادے اور اُس کے گناہ معاف فرمادے۔ (تفسیر روح البیان سورۂ دخان) اور اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو جس قدر ہو سکے عبادت کرے اور زیاراتِ قبور کرے (عورتوں کو قبرستان جانا منع ہے) لہٰذا وہ صرف نوافل اور روزے ادا کریں۔ اگر اس رات کو سات پتے بیری کے پانی میں جوش دے کر غسل کرے تو ان شاءاللہ العزیز تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔

یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کا ہر ہر منٹ برکتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں ہر وقت عبادت کی جاتی ہے، دن کو روزہ اور تلاوتِ قرآنِ پاک اور رات تراویح اور سحری میں گذرتی ہے۔ مگر اس ماہ میں ایک بڑی ہی مبارک رات ہے۔ دِن تو جمعۃ الوداع کا اور رات ستائیسویں۔ اس کے کچھ عمل بتائے جاتے ہیں۔

رمضان شریف کی ستائیسویں رات غالباً شبِ قدر ہے۔ اس رات کو جاگ کر گزارے۔ اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو سحری کھا کر نہ سوئے اور یہ دعا زیادہ مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ط اور اگر ہو سکے تو سو رکعت نفل دو دو کی نیت سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ط الخ ایک بار اور سورۂ اخلاص تین تین بار پڑھے اور ہر سلام پر کم از کم دس دس بار دُرود شریف پڑھا جاوے اور بہتر یہ ہے کہ اسی ستائیسویں شب کو تراویح کا ختم قرآن بھی کیا جائے۔ (تفسیر روح البیان سورۂ قدر)

جمعۃ الوداع میں نماز قضا عمری پڑھے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جمعۃ الوداع کے دن ظہر و عصر کے درمیان بارہ رکعت نفل دو دو رکعت کی نیت سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص اور ایک ایک بار فلق اور ناس پڑھے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ جس قدر نمازیں اس نے قضا کر کے پڑھی ہونگی ان کے قضا کرنے کا گناہ اِن شاءَ اللہ معاف ہو جائے گا یہ نہیں کہ قضا نمازیں اس سے معاف ہو جائیں گی وہ تو پڑھنے سے ہی ادا ہوں گی۔ عید بقر عید کی راتوں میں عبادت کرنا ثواب ہے۔

جو کوئی اس کتاب سے فائدہ اُٹھائے تو مجھ فقیر بے نوا کیلئے دعا کرے کہ ربّ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و نور عرشہٖ سیّدنا و مولٰینا محمد وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتہٖ و ھو ارحم الرحمین ط

ضمیمہ اسلامی زندگی

مسلمان اور بیکاری

مسلمانوں کو برباد کرنے والے اسباب میں سے بڑا سبب ان کے جوانوں کی بیکاری اور بچوں کی آوارگی ہے۔

پاکستان کے مسلمانوں پر اخراجات زیادہ اور آمدنی کے ذریعہ محدود بلکہ قریباً نابود ہیں۔ یقین کرو بیکاری کا نتیجہ ناداری ہے۔ ناداری کا انجام قرضداری اور قرضداری کا انجام ذِلّت وخواری ہے۔ بلکہ سچ تو ہے کہ ناداری و مفلسی صدہا عیبوں کی جڑ ہے۔ چوری، ڈکیتی، بھیک، بدمعاشی، جعلسازی اس کی شاخیں ہیں اور جیل پھانسی اس کے پھل۔ مفلس کی بات کا وزن ہی نہیں ہوتا پیشہ ور واعظ اور علماء کو بدنام کرنے والے مہذب بھکاری اعلیٰ درجہ کا وعظ کہہ کر جب اخیر میں کہہ دیں کہ بھائیو! میرے پاس کرایہ نہیں، میں مفلس ہوں، میری مدد کرو۔ ان دولفظوں سے سارا وعظ بیکار ہوجاتا ہے۔ بھیک وہ کھٹائی ہے وعظ کے سارے نشہ کو اُتار دیتی ہے حق تو یہ ہے کہ مفلس کی نہ نماز اطمینان کی، نہ روزہ، زکوٰۃ وحج کا تو ذکر ہی کیا، یہ عبادتیں اسے نصیب ہی کیسے ہوں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ؎

ترجمہ﴿ بیوی بچوں اور روٹی کپڑے کا غم، عابد صاحب کو ملکوت کی سیر سے نیچے اُتار لاتا ہے
نماز کی نیت باندھے ہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ صبح بچے کیا کھائیں گے۔

اِسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ بیکاری سے بچیں۔ اپنے بچوں کو آوارہ ہونے نہ دیں اور جوانوں کو کام پر لگائیں۔ دوسری قوموں سے سبق لیں۔ دیکھو ہندوؤں کے چھوٹے بچے یا اسکول وکالج میں نظر آئیں گے یا خوانچہ بیچتے۔ مسلمانوں کے بچے یا پتنگ اُڑاتے دکھائی دیں گے یا گیند بلا کھیلتے دیگر قوموں کے جوان کچہریوں، دفتروں اور عمدہ عمدہ عہدوں کی کرسیوں پر دکھائی دیں گے یا تجارت میں مشغول نظر آئیں گے مگر مسلمانوں کے جوان یا فیشن ایبل اور عیش پرست ملیں گے یا بھیک مانگتے دکھائی دیں گے یا بدمعاشی کرتے نظر آئیں گے۔ سینما مسلمانوں سے آباد، کھیل، تماشوں میں مسلمان آگے آگے، تیتر بازی، بٹیر بازی اور پتنگ بازی، مرغ بازی، غرض ساری بازیاں اور ہلاکت کے سارے اسباب مسلم قوم میں جمع ہیں۔ میں تو یہ دیکھ کر خون کے آنسو روتا ہوں کہ ذلیل پیشہ ور مسلمان ہی ملتے ہیں۔ میراثی مسلمان، رنڈیاں اکثر مسلمان، زنانے (ہیجڑے) مسلمان، یکہ وتانگہ والے اکثر مسلمان، جواری وشرابی اکثر مسلمان۔ افسوس جو دین بدمعاشیوں کو دنیا سے مٹانے آیا اِس دین کے ماننے والے آج بدمعاشیوں میں اوّل نمبر۔

یقین کرو کہ ہمارا زندہ رہنا اور ہم پر عذابِ الٰہی نہ آنا صرف اس لئے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں ہیں۔ ربّ تعالیٰ نے فرمایا: وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ۔ ورنہ پچھلی ہلاک شدہ قوموں نے جو جرم ایک ایک کرکے کئے تھے، ہم ان سب کے برابر بلکہ ان سے بڑھ کر کرتے ہیں۔ شعیب علیہ السلام کی قوم کم تولنے کی مجرم تھی۔ لوط علیہ السلام کی قوم نے حرام کاری کی لیکن دودھ میں سے مکھن نکال لینا ولائیتی گھی دیسی بنا کر بیچ دینا وغیرہ وغیرہ اِن کے باپ دادوں کو بھی نہ آتا تھا۔ لہٰذا مسلمانو! ہوش میں آؤ۔ جلد کوئی حلال کاروبار شروع کرو۔ اب ہم بیکاری کی برائیاں اور حلال کمائی کے نقلی وعقلی فضائل بیان کرتے ہیں۔

کسب کے نقلی فضائل

☆ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے بہتر غذا وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھائے ۔ داؤد علیہ السلام بھی اپنی کمائی سے کھاتے تھے۔ (بخاری و مشکوٰۃ باب الکسب)

☆ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ طیب چیز وہ ہے جو تم نے اپنی کمائی سے کھائی اور تمہاری اولاد تمہاری کمائی ہے یعنی ماں باپ اولاد کی کمائی کھا سکتے ہیں۔

☆ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں روپیہ پیسہ کے سوا کوئی چیز کام نہ دے گی۔

☆ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ حلال کمائی فرض کے بعد فرض ہے (بیہقی) یعنی نماز روزہ کے بعد کسبِ حلال فرض ہے۔

☆ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ ربّ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس چیز کا حکم دیا، جس کا پیغمبروں کو دیا تھا کہ انبیائے کرام سے فرمایا: یایھا الذین اٰمنوا کلوا من الطیبات ما رزقناکم اے مسلمانو! ہماری دی ہوئی حلال چیزیں کھاؤ۔

☆ بعض لوگ ہاتھ پھیلا پھیلا کر، گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں حالانکہ ان کی غذا ان کا لباس حرام کمائی کا ہوتا ہے پھر ان کی دعا کیونکر قبول ہو۔ (مسلم)

☆ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ تین شخصوں کے سوا کسی کو مانگنا جائز نہیں۔ ایک وہ جو کسی مقروض کا ضامن بن گیا اور قرض اسے دینا پڑ گیا۔ دوسرا وہ جس کا مال آفت ناگہانی سے برباد ہوگیا۔ تیسرا وہ جو فاقہ میں مبتلا ہوگیا۔ ان کے سوا کسی اور کو سوال حلال نہیں۔ (مسلم مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

☆ ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی انصاری نے سوال کیا۔ فرمایا، کیا تیرے گھر میں کچھ ہے؟ عرض کیا صرف ایک کمبل ہے جس کو آدھا بچھاتا ہوں، آدھا اوڑھتا ہوں اور ایک پیالہ جس سے پانی پیتا ہوں۔ فرمایا وہ دونوں لے آ۔ وہ لے آیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجمع سے خطاب کر کے فرمایا۔ اسے کون خریدتا ہے؟ ایک نے عرض کیا کہ میں ایک درہم سے لیتا ہوں۔ پھر دو تین بار فرمایا کہ درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دوسرے نے عرض کیا، میں دو درہم (نو آنے) میں خریدتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے وہ دونوں انہیں کو عطا فرما دیں۔ (نیلام کا ثبوت ہوا) اور یہ دو درہم ان سائل صاحب کو دے کر فرمایا کہ ایک کا غلہ خرید کر گھر میں ڈالو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ پھر اس کلہاڑی میں اپنے دستِ مبارک سے دستہ ڈالا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ روز تک میرے پاس نہ آنا۔ وہ انصاری پندرہ روز تک لکڑیاں کاٹتے اور بیچتے رہے۔ پندرہ روز کے بعد جب بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس کھانے پینے کے بعد دس درہم یعنی پونے تین روپے بچے تھے۔ اس میں سے کچھ کا کپڑا خریدا کچھ کا غلہ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ محنت تمہارے لئے مانگنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

☆ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ جو کوئی بھیک نہ مانگنے کا ضامن بن جائے میں اس کیلئے جنت کا ضامن ہوں۔ (نسائی و ابوداؤد)

☆ حضور علیہ السلام نے ابوذر سے فرمایا کہ تم لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔ عرض کیا، بہت اچھا۔ فرمایا اگر گھوڑے پر سے تمہارا کوڑا گر جائے تو وہ بھی کسی سے نہ مانگو۔ اُتر کر خود لو۔ (احمد۔ مشکوٰۃ)

☆ فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کوئی اپنا فاقہ مخلوق پر پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ اسکی فقیری بڑھا یگا۔ طمع فقیری ہے اور یاس غنا۔

کمائی کے عقلی فوائد

☆ حلال کمائی پیغمبروں کی سنت ہے۔

☆ کمائی سے مال بڑھتا ہے اور مال سے صدقہ، خیرات، حج، زکوۃ، مسجدوں کی تعمیری، خانقاہوں کی عمارت ہوسکتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال کے ذریعہ جنت خرید لی کہ ان کیلئے فرمایا گیا: افعلوا ما شئتم۔

☆ کمائی کھیل کود اور صدہا جرموں سے روک دیتی ہے چوری ڈکیتی بدمعاشی چغلی غیبت لڑائی جھگڑے سب بیکاری کے نتیجے ہیں۔

☆ کسب سے انسان کو محنت کی عادت پڑتی ہے اور دل سے غرور نکل جاتا ہے۔

☆ کسب میں غربت وفقیری سے امن ہے اور غریبی دنیا برباد کر کے دونوں میں منہ کالا کرتی ہے۔ الا ماشاءاللہ ط

☆ جو کوئی کمائی کیلئے نکلا ہے تو اعمال لکھنے والے فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تیری اس حرکت میں برکت دے اور تیری کمائی کو جنت کا ذخیرہ بنائے۔ اس دعا پر زمین وآسمان کے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی پارہ دوم ۔ روح البیان)

انبیائے کرام علیہم السلام نے کیا پیشے اختیار کئے

کسی پیغمبر نے نہ سوال کیا، نہ ناجائز پیشے کئے۔ ہر نبی نے کوئی نہ کوئی حلال پیشہ ضرور کیا۔ چنانچہ آدم علیہ السلام نے اوّلاً کپڑا بننے کا کام کیا اور بعد میں آپ کھیتی باڑی میں مشغول ہوگئے۔ ہر قسم کے بیج جنت سے ساتھ لائے تھے ان کی کاشت فرماتے تھے۔ ان کے سوا سارے پیشے کئے۔ نوح علیہ السلام کا ذریعہ معاش لکڑی کا کام تھا۔ ادریس علیہ السلام درزی گری فرماتے تھے۔ حضرت ہود اور صالح علیہم السلام تجارت کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشغلہ کھیتی باڑی تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام جانور پالتے اور ان کے دودھ سے معاش حاصل کرتے تھے۔ لوط کھیتی باڑی کرتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے چند سال بکریں چرائیں۔ داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے بادشاہ ہوکر درختوں کے پتوں سے پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گذر فرماتے تھے عیسیٰ علیہ السلام سیر وسیاحت میں رہے۔ نہ کہیں مکان بنایا، نہ نکاح کیا اور فرماتے تھے کہ جس نے مجھے ناشتہ دیا وہ ہی شام کا کھانا بھی دے گا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکریاں بھی چرائیں ہیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال کی تجارت بھی فرمائی۔

غرض ہر قسم کی حلال کمائیاں سنتِ انبیاء ہے۔ اس کو عار جاننا نادانی ہے۔ (تفسیر نعیمی عزیزی)

بہتر پیشہ

افضل پیشہ جہاد پھر تجارت پھر کھیتی باڑی پھر صنعت وحرفت ہے۔علمائے کرام نے فرمایا کہ جائز پیشوں میں ترتیب ہے کہ بعض سے بعض اعلیٰ ہیں جن پیشوں سے دین ودنیا کی بقا ہے دوسرے پیشوں سے افضل ہیں چنانچہ بہتر صنعت دینی تصنیف اور کتاب ہے کہ اس سے قرآن وحدیث اور سارے دینی علوم کی بقا ہے پھر آٹے کی پسائی اور چاول کی صاف کرائی کہ اس سے نفس انسان کی بقاء ہے پھر روئی دھنائی سوت کتائی اور کپڑا بننا ہے کہ اس سے ستر پوشی ہے پھر درزی گری کا پیشہ بھی کہ اس کا بھی یہی فائدہ ہے پھر روشنی کا سامان بنانا کہ دنیا کو اس کی بھی ضرورت ہے۔ پھر معمانی، اینٹ بنانا (بھٹہ) اور چونے کی تیاری ہے کہ اس سے شہر کی آبادی ہے۔ رہی زرگری، نقاشی،، کارچوبی، حلوہ سازی، عطر بنانا یہ پیشے جائز ہیں مگر ان کا کوئی خاص درجہ نہیں کیونکہ فقط زینت کے سامان ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بیکار رہنا بڑا جرم ہے اور ناجائز پیشے کرنا اس سے بڑھ کر جرم۔ ربّ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں وغیرہ برتنے کیلئے دیئے ہیں نہ کہ بیکار چھوڑنے کیلئے۔ (تفسیر نعیمی۔ تفسیر عزیزی)

ناجائز پیشہ

بے مروتی کے پیشے مکروہ ہیں۔ جیسے ضرورت کے وقت غلّہ روکنا (احتکار) غسالی کفن دوزی کے پیشے وکالت اور دلالی۔ ہاں بوقتِ ضرورت ان دونوں میں حرج نہیں جبکہ جھوٹ وغیرہ سے بچے۔ حرام چیزوں کے کاروبار حرام ہیں۔ جیسے گانا بجانا، ناچنا، شکرے بازی، بٹیر بازی وغیرہ۔ جھوٹی گواہی کے پیشے ایسے ہی شراب کی تجارت کہ شراب کھینچنا، کھچوانا، بیچنا، بکوانا، خریدنا، خریدوانا، مزدوری پر خریدار کے گھر پہنچایا، یہ سب حرام ہیں۔ ایسے ہی جانور کے فوٹو کی تجارت ناجائز ہے۔ فوٹو بھی کھینچنا، کھچوانا سب ناجائز۔ جوئے کے کاروبار حرام، جوا کھیلنا، کھلوانا، جوئے کا مال لینا سب حرام ہیں۔ ایسے ہی مسلمانوں سے سودی کاروبار حرام۔ سود لینا، دلوانا، کھانا اور اسکا گواہ بننا، وکالت کرنا سب حرام ہے۔ علمائے متقدمین امامت، اذان، مسجد کی خدمت، علم دین کی تعلیم پر مزدوری لینے کو مکروہ فرماتے تھے مگر علمائے متاخرین نے جب یہ دیکھا کہ اس صورت میں مسجدیں ویران ہو جائینگی۔ تعلیم دین بند اور امام اذان موقوف ہو جائیں گی لہٰذا اسے بلا کراہت جائز فرمادیا۔ تعویذ کی اُجرت بلا کراہت جائز ہے۔

خلاصہ یہ کہ حرام اور مکروہ پیشوں کے سوا کسی جائز پیشہ میں عار نہیں جو لوگ پیشہ کو عار سمجھ کر قرضدار ہو گئے وہ دین ودنیا میں نقصان میں رہے۔ مسلمانوں کی عقل پر کہاں تک ماتم کیا جائے۔ ان اللہ کے بندوں نے سود لینا حرام جانا اور دینا حلال سمجھا، بلا ضرورت مقدمہ بازی، شادی غمی کے رسوم ادا کرنے کیلئے بے دھڑک سودی قرض لے کر برباد ہوتے ہیں۔

خیال رکھو کہ سود لینے والا صرف گنہگار ہے اور سود دینے والا گنہگار بھی ہے اور بیوقوف بھی کہ سود خور اپنی آخرت برباد کر کے دنیا تو بنا لیتا ہے مگر سود دینے والا بیوقوف اپنے دین ودنیا دونوں برباد کرتا ہے۔ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں پر دیگر قوموں کا ڈیڑھ ارب وہ سودی روپیہ قرض ہے جن کے مقدمات دائر ہیں اور یہ تو دیکھنے میں بہت آتا ہے کہ مسلمانوں کے محلے کے محلے، مکانات، دوکانیں، جائیدادیں اس سود کی بدولت بنیوں کے پاس پہنچ گئیں۔

کاش اگر مسلمان سود دینے کو سود خوری کی طرح حرام سمجھتے تو انہیں یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ کاش! اب بھی مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں اور اپنا مستقبل سنبھالیں۔ سمجھ لو کہ اگر تم زمین سے محروم ہو گئے تو ہندوستان میں تمہاری حیثیت مسافر کی سی ہے کفار جب چاہیں تم سے اپنی زمین خالی کرالیں۔

معذور مسلمان

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ مسلمانوں میں اندھے اپاہج لوگ اور بیوہ عورتیں، یتیم بچے بھیک پر گذارہ کرتے ہیں۔ جگہ جگہ ریلوں اور گھروں میں یتیم بچے یتیم خانوں کے نام پر بھیک مانگتے پھرتے ہیں مگر ہندو نابینا، لولے لنگڑے اپنے لائق محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے ہیں۔ میں نے بہت سے اندھے اور لنگڑے ہندو سرخی کوٹتے، تمبا کو بناتے اور ایسی مزدوری کرتے ہوئے دیکھے جو وہ نہ کر سکیں۔ ان کے یتیم بچوں کیلئے آشرم اور پاٹھ شالے کھلے ہوئے ہیں۔

امرتسر میں ایک گورد کل (دارالیتامیٰ) ہے جس میں ہندو یتیموں کو تعلیم دی جاتی ہے وہاں کا طریقۂ تعلیم یہ ہے کہ صبح دو گھنٹے پڑھائی اور دو گھنٹے کسی ہنر کی تعلیم مثلاً صابون سازی، درزی گری، کارچوبی وغیرہ۔ پھر بعد دوپہر وہ بچے دیا سلائی کے ڈبیاں، بٹن اور دیگر چھوٹی چھوٹی چیزیں لے کر بازار میں بیٹھ جاتے ہیں اور شام تک آٹھ دس آنے کما ہی لیتے ہیں۔ غرضکہ بھیک سے بھی بچتے ہیں اور مدرسہ سے علم کے ساتھ ہنر بھی سیکھ کر نکلتے ہیں۔

اب بتلاؤ کہ جب مسلمانوں کے یہ بھکاری یتیم خانہ سے اور ہندوؤں کے کاروباری یتیم گورد کل سے نکلیں گے تو اُن کی زندگی میں کتنا فرق ہوگا۔

اے مسلم قوم! اپنی آنے والی نسل کو سنبھال۔ یہ سمجھنا کہ معذور آدمی کچھ نہیں کر سکتا سخت غلط ہے۔ میں نے گجرات پنجاب میں ایک ایسا نابینا مسلمان بھی دیکھا جو ہزاروں روپوں کی تجارت کرتا ہے۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ معذوری کے باوجود بھی کاروبار ہو سکتا ہے۔ میرے نزدیک وہ مسلمان جو صرف پنج وقتی نماز پڑھے اور کما کر کھائے، اس کم ہمت سے افضل ہے جو قوی اور تندرست ہو کر صرف وظیفے پڑھا کرے اور بھیک کو ذریعہ معاش بنائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان صرف نمازی ہی نہ تھے، وہ مسجدوں میں نمازی تھے۔ میدانِ جنگ میں بہادر غازی، کچہری میں قاضی اور بازار میں اعلیٰ درجہ کے کاروباری۔ غرضکہ مدرسہ نبوی میں ان کی ایسی اعلیٰ تعلیم ہوئی تھی کہ وہ مسجدوں میں ملائکہ مقربین کا نمونہ ہوتے تھے مسجدوں سے باہر مدبرات امر کا نقشہ پیش کرتے تھے۔

پیشہ اور قومیّت

مسلمانوں کی بے کاری کی وجہ ان کی جھوٹی قومیت اور غلط قوم پرستی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے پیشے پر قومیت بنائی اور پیشہ ور قوموں کو ذلیل جانا۔ ان بیوقوفوں کے نزدیک جو کما کے حلال روزی کھائے وہ کمین ہے اور بھکاری، سودی مقروض، چوری، ڈکیتی کرنے والا شریف۔ اللہ تعالیٰ عقل نصیب فرمائے۔

جو کپڑا بننے کا پیشہ کرے وہ جولاہا ہوگیا۔ جو مسلمان چمڑے کا کاروبار کرنے لگیں، انہیں موچی کا خطاب مل گیا۔ جو کپڑا سی کر اپنے بچوں کو پالے وہ درزی کہلا کر قوم سے باہر ہوا۔ جو روئی دھننے کا کام کرے وہ دُھنیا کہلایا گیا اور اُٹھتے بیٹھتے ان پر طعنے بھی ہیں ان کا مذاق بھی اُڑایا جارہا ہے۔ بات بات میں کہا جاتا ہے، ہٹ جولا ہے، چل بے دُھنیے، دُور ہو موچی یہاں تک کہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی خاندان میں کسی نے کبھی چمڑے کی تجارت کی تو اسکے پڑپوتوں کو اپنی قوم میں لڑکی نہیں ملتی کہا جاتا ہے کہ اس کی فلانی پشت میں چمڑے کی دوکان ہوتی تھی۔ اس بیوقوفی کا یہ انجام ہوا کہ مسلمان سارے پیشوں سے محروم رہ گئے اب ان کیلئے صرف تین راستے ہیں یا لالہ جی کے ہاں ذِلت کی نوکری کریں یا زمین جائیداد بیچ کر کھائیں یا بھیک مانگیں، چوری کریں اور اپنی شرافت کو اوڑھیں اور بچھائیں۔ خیال رکھو کہ تمام ملکوں میں ملک عرب اعلیٰ و افضل ہے کہ وہاں ہی حج ہوتا ہے اور وہی ملک آفتابِ نبوت کا مشرق و مغرب بنا۔ باقی پنجاب، بنگال، یو پی، سی پی، ایران تہران، چین و جاپان سب یکساں ہیں حج کہیں نہیں ہوتا۔ نہ پنجابی ہونا کمال ہے، نہ ہندوستانی ہونا فخر، نہ ایرانی ہونا ولایت ہے نہ تورانی ہونا۔ بے شک اہل عرب ہمارے مخدوم ہیں کہ وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں۔ ایسے ہی حضراتِ سادات کرام اسلام کے شاہزادے اور مسلمانوں کے سردار ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت میں سارے نسب حسب بیکار ہوں گے سوائے میرے نسب کے۔ (شامی) باقی ساری اسلامی قومیں، شیخ، مغل، پٹھان اور دیگر اقوام برابر ہیں۔ ان میں نبی زادہ کوئی نہیں۔ شرافت اعمال پر ہے نہ محض نسب پر۔ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط

ہم نے تمہیں مختلف قبیلے اس لئے بنایا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہنچان سکو۔

اللہ کے نزدیک عزت والا وہی ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔

جیسے کہ زمین میں مختلف شہر اور گاؤں ہیں اور شہروں میں مختلف محلے تا کہ ملکی انتظام میں آسانی رہے اور ہر ایک سے خط و کتابت کی جا سکے۔ ایسے ہی انسانوں میں مختلف قومیں ہیں اور ہر قوم کے مختلف قبیلے تا کہ انسان ایک دوسرے سے ملے جلے رہیں اور ان میں نظم اور انتظام رہے۔ محض قومیت کو شرافت یا ذالت کا مدار ٹھہرانا سخت غلطی ہے۔ یقین کرو کہ کوئی مسلمان کمیں نہیں اور کوئی کافر شریف نہیں۔ عزت و عظمت مسلمانوں کیلئے ہے۔ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے:

العزة للّٰه و لرسولهٖ وللمؤمنين ط

عزت اللہ اور رسول کیلئے ہے اور مسلمانوں کیلئے۔

پھر مسلمانوں میں جس کے اعمال زیادہ اچھے اسی کی عزت زیادہ۔ شریف وہ جو شریفوں کے سے کام کرے اور کمیں وہ جو کمینوں کی سی حرکتیں کرے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

ہزار خویش کہ بے گانہ از خدا باشد　　فدائے یک تنِ بے گانہ کاشنا باشد

ہمارے وہ اپنے جو اللہ و رسول کے غیر ہوں۔ اس کے ایک غیر پر قربان ہو جائیں۔ جو اللہ و رسول کے اپنے ہوں۔

جل و اعلیٰ تبارك و تعالیٰ و صلی اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم ط

کسی ہندی شاعر نے کہا ہے ؎

رام نام کشٹے بھلے کہ ٹپ ٹپ ٹپکے جام　　داروں کنچن دیھ کو کہ جس سکھ ناہیں رام

غرضکہ حلال پیشوں کو ذلت سمجھ کر چھوڑ بیٹھنا سخت غلطی ہے۔ اب تو زمانہ بہت پلٹ چکا ہے۔ بڑے بڑے لوگ کپڑے اور سُوت کے کارخانے قائم کر رہے ہیں۔ تم کب تک سوؤ گے۔ خوابِ غفلت سے اُٹھو اور مسلم قوم کی حالت پلٹ دو۔ بیکاروں کو باکار بناؤ قرضداروں کو قرض سے آزاد کرو۔ اپنے بچوں کو جاہل نہ رکھو، انہیں ضرور تعلیم دلواؤ اور ساتھ ہی کوئی ہنر بھی سکھا دو تا کہ وہ کسی کے محتاج نہ رہیں۔

تجارت

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تجارت پیشۂ انبیاء ہے، اس کے بے شمار فضائل ہیں ۔ حدیث شریف میں ہے کہ تاجر مرزوق ہے اور ضرورت کے وقت غلّہ روکنے والا ملعون ہے۔ (ابن ماجہ) بعض روایت میں ہے کہ ربّ تعالیٰ نے رِزق کے دس حصے کئے نو حصے تاجر کو دیئے اور ایک حصہ ساری دنیا کو۔

نیز روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سچا اور امین تاجر انبیاء اور صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ تاجر درحقیقت تاجور ہے۔ مثل مشہور ہے کہ تاجر کے سر پر تاج ہے۔ تجارت سے دنیا کا قیام ہے، تجارت سے بازاروں کی رونق، ملکوں کی آبادی، انسان کی زندگی قائم ہے، مرے، جیتے تجارت کی ضرورت ہے، میت کا کفن اور قبر کے تختے تاجر ہی سے خریدے جاتے ہیں، سلطنت کا مدار تجارت پر ہے آج ملکی جنگیں تجارت کیلئے ہوتی ہیں۔

تعمیر مسجد کیلئے اینٹ، چونہ وغیرہ تاجروں کے ہاں سے آتا ہے، مسجد کے مصلّے چٹائیاں تاجر کی دوکان سے آتے ہیں، غلافِ کعبہ کیلئے کپڑا تاجر ہی سے ملتا ہے، ستر پوشی کیلئے کپڑا اور روزہ اِفطار کرنے کیلئے افطاری دکان سے ہی خریدی جاتی ہے، قرآن و حدیث چھاپنے کیلئے کاغذ روشنائی تاجر سے ہی ملتی ہے۔ غرضکہ تجارت دین و دنیا کیلئے ضروری ہے مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمان اس سے بے بہرہ ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد دس کروڑ ہے۔ اگر فی کس آٹھ آنے یومیہ خرچ کا اوسط ہو تو مسلمان پانچ کروڑ روپیہ روز خرچ کرتے ہیں اور سب تقریباً غیر قوموں کے پاس جاتا ہے گویا ہر دن مسلم قوم پانچ کروڑ روپیہ کفار کی جیب میں ڈالتی ہے۔ اسی حساب سے مسلمانوں کا ماہوار ڈیڑھ ارب روپیہ اور سالانہ اٹھارہ اَرب غیر قوم کے پاس پہنچتا ہے۔

کاش! اگر اسکا آدھا روپیہ بھی اپنی قوم میں رہتا تو آج ہماری قوم کے دن پھر جاتے۔ یہ سب برکتیں تجارت سے دور رہنے کی ہیں ہم حج کو جائیں تو غیروں کی جیب بھریں، عید منائیں تو غیر کھائیں۔ غرضکہ جئیں تو غیروں کو دیں اور مریں تو غیروں کو دیکر جائیں اس لئے اُٹھو اور تجارت میں کود پڑو۔ آہستہ آہستہ منڈیوں پر قبضہ کرلو اور اپنے قبضہ کا کام کرو۔ کیونکہ دیانتدار اور خیر خواہ آدمی نہیں ملتے ہر شخص اپنا اُلو سیدھا کرنا چاہتا ہے۔

حکایت-۲

ایک بار سلطان محی الدین اورنگ زیب غازی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت لمبی دعا مانگی۔ ایک فقیر بولا کہ حضرت اب کیا گدھا چاہتے ہو؟ تخت پر بیٹھے ہو، تاج والے ہو، راج کر رہے ہو، باج لے رہو۔ اب اتنی لمبی دعائیں کاہے کیلئے مانگتے ہو؟ آپ نے فوراً فرمایا کہ حضرت گدھا نہیں آدمی مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اچھا مشیر عطا فرمائے۔ غرضکہ بہترین ساتھی بہت مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔

حکایت-۳

کسی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ تین خلفاء کے زمانے میں فتوحات اسلامیہ بہت ہوئیں اور آپ کے زمانۂ خلافت میں خانہ جنگی ہی رہی۔ آپ نے فوراً جواب دیا کہ وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے وزیر و مشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر ہو تم۔ جیسا مشیر ویسا سلطان۔

خوش اخلاقی

یوں تو ہر مسلمان کو خوش خلق ہونا لازم ہے مگر تاجر کو خصوصیت سے خوش خلقی ضروری ہے۔ مسلمان تاجروں کی ناکامی کا ایک سبب ان کی بدخلقی بھی ہے کہ جوگاہک ان کے پاس ایک بار آ گیا وہ ان کی بدخلقی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا۔ ہم نے ہندوتاجروں کو دیکھا کہ جب وہ کسی محلّہ میں نئی دوکان رکھتے ہیں تو چھوٹے بچوں کو جو سودا خریدنے آئیں کچھ رونگ یا چونگا بھی دیتے رہتے ہیں تاکہ بچے اس لالچ میں ہمارے ہی یہاں سے سودا خریدیں۔ بڑے سوداگر خاص گاہکوں کی پان بیڑی سگرٹ بلکہ کبھی کھانے سے بھی تواضع کرتے ہیں۔ یہ سب باتیں گاہک کو ہلا لینے کی ہیں اگر تم یہ کچھ نہ کرسکو تو کم از کم گاہک سے ایسی میٹھی بات کرو اور ایسی محبت سے بولو کہ تمہارا گرویدہ ہو جائے۔

دیانتداری

تاجر کو نیک چلن، دیانتدار ہونا ضروری ہے بدچلن، بدمعاش، حرام خور کبھی تجارت میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اسے بدمعاشی سے فرصت ہی نہ ملے گی تجارت کب کرے۔ مشرکین و کفار تجارت میں بہت دیانتداری سے کام لیتے ہیں۔ دیانتداری سے ہی بازار سے قرض مل سکتا ہے۔ دیانتداری سے ہی لوگ اس پر بھروسہ کریں گے، دیانتداری سے ہی بنک اور کمپنیاں چلتی ہیں۔ کم تولنے والا، جھوٹا، خائن کچھ دن تو بظاہری نفع کما لیتا ہے مگر آخرکار سخت نقصان اُٹھاتا ہے۔

محنت

یوں تو دنیا میں کوئی کام بغیر محنت نہیں ہوتا مگر تجارت تو سخت محنت چستی اور ہوشیاری چاہتی ہے۔ کاہل سست آدمی کبھی کسی کام میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ مثل مشہور ہے کہ بغیر محنت تو لقمہ بھی منہ میں نہیں جاتا۔ تاجر خواہ کتنا ہی بڑا آدمی بن جائے مگر سارے کام نوکروں پر ہی نہ چھوڑ دے۔ بعض کام اپنے ہاتھ سے بھی کرے ہم نے بنیوں کو اپنے ہاتھ سے دالیں دلتے اور سودا خود اُٹھا کر لاتے ہوئے دیکھا۔

تجارت کے اصول

تجارت کے چند اصول ہیں۔ جس کی پابندی ہر تاجر پر لازم ہے یعنی پہلے ہی بڑی تجارت شروع نہ کردو بلکہ معمولی کام کو ہاتھ لگاؤ۔ آپ حدیث شریف سن چکے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنے کا حکم فرمایا۔

حکایت-٤

ایک شخص تجارت کرنا چاہتے تھے۔ وہ کسی مشہور فرم کے مالک کے پاس مشورہ کیلئے پہنچے۔ ان کا خیال تھا کہ تجارت میں نہایت پوشیدہ راز ہوں گے جنہیں معلوم کرتے ہیں۔ ایک دم لاکھ پتی بن جاؤں گا۔ مالک فرم نے مشورہ دیا کہ آپ پانچ روپیہ کی دیاسلائی کی ڈبیاں لے کر بازار میں بیٹھ جایئے، اگر شام کو پانچ آنے کے پیسے بھی کمائے تو آپ کامیاب ہیں۔ جب اس کی بکری کچھ بڑھ جائے تو اس کے ساتھ سگریٹ کی ڈبیاں بھی رکھ لیں۔ جب یہ کام چل پڑے تو پان چھالیہ بھی رکھ لیں۔ یہاں تک کہ ایک دن پورے نیواڑی بلکہ پورے پنساری بن جائیں گے۔ دیکھو ہندوؤں کے بچے پہلے ہی منیم نہیں بن جاتے بلکہ اوّلاً معمولی خوانچے بیچتے ہیں۔ اسی خوانچہ سے ایک دن لکھ پتی بن جاتے ہیں۔ ہم نے کاٹھیاواڑ میں میمن تاجروں کو دیکھا کہ جب وہ کسی کو تجارت سکھاتے ہیں تو ایک سال باورچی رکھتے ہیں، دوسرے سال اُدھار وصول کرنے پر، تیسرے سال بلٹیاں چھوڑانے اور مال روانہ کرنے پر، چوتھے سال خوردہ فروشی پر، پھر دکان کی چابیاں سپرد کردیتے ہیں۔ ہر شخص اپنے مناسب طاقت تجارت کرے قدرت نے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ کام کیلئے بنایا ہے۔ کسی کو غلّہ کی تجارت پلتی ہے، کسی کو کپڑے، کسی کو لکڑی کی، کسی کو کتابوں کی غرضکہ تجارت سے پہلے یہ خوب سوچ لو کہ میں کس قسم کی تجارت میں کامیاب ہوسکتا ہوں۔

اپنی کہانی

میرا مشغلہ شروع ہی سے علم کا رہا ہے۔ مجھے بھی تجارت کا شوق تھا کہ میں نے غلّہ کی مختلف تجارتیں کیں مگر ہمیشہ نقصان اُٹھایا اب کتابوں کی تجارت کو ہاتھ لگایا، ربّ تعالیٰ نے بڑا فائدہ دیا۔ معلوم ہوا کہ علماء اور مدرسین کو علمی تجارت فائدہ مند ہوسکتی ہے۔ ہم نے بعض ایسے ہندو ماسٹر بھی دیکھے، جو پڑھاتے ہیں اور ساتھ ساتھ قلم، دوات، پنسل، کاغذ وغیرہ کی مدرسہ ہی میں تجارت بھی کرتے ہیں۔ اس نفع سے اپنا ماہواری خرچ چلا کر تنخواہ ساری بچاتے ہیں۔ غرضکہ تجارت کیلئے انتخاب کار کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

کسی ایک کام میں ہاتھ مت ڈالو۔ جس کی تمہیں خبر نہ ہو اور سب کچھ دوسروں کے قبضہ میں ہو۔

ایک سخت غلطی

اوّلا تو مسلمان تجارت کرتے ہی نہیں اور کرتے بھی ہیں تو اصولی غلطیوں کی وجہ سے بہت جلد فیل ہوجاتے ہیں۔ مسلمانوں کی غلطیاں حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) مسلم دکانداروں کی بد خلقی

کہ جوگاہک ان کے پاس ایک دفعہ آتا ہے پھران کی بدمزاجی کی وجہ سے دوبارہ نہیں آتا۔

(۲) جلدباز یا ناواقف تاجر

دکان رکھتے ہی لکھ پتی بننا چاہتے ہیں۔ اگر دو دِن بکری نہ ہو یا کچھ گھاٹا پڑے تو فوراً بد دِل ہوکر دکان چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اس کی بہت مثالیں موجود ہیں۔

(۳) نفع بازی

عام طور پر مسلمان تاجر جلد مالدار بننے کیلئے زیادہ نفع پر تجارت کرتے ہیں۔ ایک ہی چیز اور جگہ سستی بکتی ہےاوران کے ہاں گراں تو ان سے کون خریدے گا۔ عام تجارت میں نفع ایسا چاہئے جیسے آٹے میں نمک۔ ہاں نادر و نایاب چیزوں پر زیادہ نفع لیا جائے تو حرج نہیں۔

(٤) بے جا خرچ

ناواقف تاجر معمولی کاروبار پر بہت خرچ بڑھا لیتے ہیں۔ اِن کی چھوٹی سی دکان اتنا خرچ نہیں اُٹھاسکتی۔ آخر فیل ہوجاتے ہیں۔

مسلمان خریداروں کی غلطی

ہندو مسلمان تاجر کو دیکھنا چاہتے ہی نہیں۔ انہیں مسلمان کی دکان کانٹے کی طرح کھٹکتی ہے۔ بہت دفعہ دیکھا گیا کہ جہاں کسی مسلمان نے دکان نکالی تو آس پاس کے ہندو دوکانداروں نے چیزیں فوراً سستی کردیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو بہت کما بھی چکے اور آئندہ کمائیں گے بھی۔ دو چار مہینے اگر نہ کمایا تو نہ سہی۔ مسلمان خریدار ایک پیسے کی رعایت دیکھ کر بنیوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں اپنے غریب بھائی پر نظر نہیں کرتے۔ اگر ہندو کے ہاں پیسے کے چار پان مل رہے ہیں اور مسلمان کے ہاں تین، تو مسلمان سے تین لو اور دل میں سمجھ لو کہ اگر یہ مسلمان بھائی ہمارے گھر آتا تو اسے ایک پان کھلانا ہی پڑتا۔ ہم نے ایک پان سے اسکی تواضع ہی کردی دل میں کچھ گنجائش پیدا کرو۔ دِلی گنجائش سے قومیں بنتی ہیں۔

حکایت-۵

مجھ سے ایک تاجر نے کہا کہ ایک انگریز میری دوکان پر چھتری خریدنے آیا۔ میں نے نہایت نفیس جاپانی چھتری پیش کی جس کی قیمت بارہ آنے تھی۔اس نے چھتری بہت پسند کی اور بہت خوش ہوامگر جاپان کی مہر پڑھتے ہی جھنجھلا کر ٹپک دی بولا ڈیم جاپان۔ انگلش مال لاؤ۔ میں نے لندن کی بنی ہوئی معمولی چھتری دی۔جس کی قیمت پورے تین روپے تھے وہ بخوشی لے گیا۔ یہ ہے قوم پرستی کہ جاپانی سستا اور خوبصورت مال نہ لیا اور لندن کا بنا ہوا معمولی مال زیادہ قیمت سے لے گیا۔ مسلمان خریدار اس سے عبرت پکڑیں۔

مال کیلئے اُلٹ پَلٹ

تاجر کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا مال بلاوجہ رُکا نہ رہے۔ جولوگ گرانی کے انتظار میں مال قید کردیتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں کہ کبھی بجائے مہنگائی کے مال سستا ہوجاتا ہے اور اگر کچھ معمولی نفع پا بھی لیا تو بھی خاص فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔سال میں ایکبار اٹھنی روپیہ نفع ہوجانے سے روزانہ اکنّی روپیہ نفع بہتر ہے۔ تجارت کے اور بھی بہت سے اصول ہیں جو کسی تاجر سے حاصل ہوسکتے ہیں۔

مسلمانو! حلال رِزق حاصل کرو، بیکاری صدہا گناہوں کی جڑ ہے۔ رزقِ حلال سے عبادت میں ذوق، نیکیوں کا شوق اور اِطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔جس گھر کے بچے آوارہ اور جوان بیکار ہوں، وہ گھر چند دن کا مہمان ہے۔مثنوی شریف میں ہے۔

علم و حکمت زائد از لقمہ حلال ۔۔۔ عشق و رِقت زائد از لقمہ حلال

لقمہ تخم است و ہرش اندیشہا ۔۔۔ لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا!

زائد از لقمہ حلال اندروہاں ۔۔۔ میل خدمت عزم سوئے آں جہاں

چوں زلقمہ تو حسد بینی دوام! ۔۔۔ جہل وغفلت زائد آں راواں حرام

حق تعالٰی میری اس ناچیز گفتگو میں اثر دے اور میری مسلم قوم کو بیکاری سے بچائے اور مجھے وہ دن دکھائے کہ میں اپنے ہر مسلمان بھائی کو دیندار، فارغ البال اور مسلمانوں کا خیر خواہ دیکھوں۔

آمین یا ربّ العٰلمین و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و نورِ عرشہٖ سیّدنا و مولٰینا محمّد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین وھو ارحم الرحمین ط

احمد یار خاں نعیمی اشرفی بدایونی

سرپرست مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات پاکستان